رسالۂ

معرّباتِ رشیدی

مؤلّف

سیّد عبدالرشید بن عبدالغفور الحسینی المدنی التتوی

مرتبہ

ڈاکٹر عبدالستار صدیقی

تدوینِ نو مع ترجمۂ اردو

ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی

ادارۂ یادگارِ غالب کراچی

رسالہ

معرّباتِ رشیدی

مؤلفہ

سیّد عبدالرشید بن عبدالغفور الحسینی المدنی التتوی

مرتبہ

ڈاکٹر عبدالستار صدیقی

تدوینِ نو مع ترجمۂ اردو

ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی

ادارۂ یادگارِ غالب

کراچی

سلسلۂ مطبوعات ادارۂ یادگار غالب

شمار: ۴۰

طبع اول : ۲۰۰۳ء

صفحات : ۲۸۰

طابع : احمد برادرز، ناظم آباد، کراچی

تعداد : چھ سو

قیمت : دو سو بیس روپے (۲۲۰/۰۰)

☆

ادارۂ یادگار غالب

پوسٹ بکس نمبر ۲۲۶۸

ناظم آباد۔ کراچی ۷۴۶۰۰

☆

غالب لائبریری

دوسری چورنگی۔ ناظم آباد نمبر ۲

کراچی ۷۴۶۰۰

فہرستِ مندرجات

احوالِ واقعی ۵

سوانحِ مرتب ۲۱

سوانحِ مولف ۴۹

مخطوطات معربات رشیدی ۶۱

رسالہ معربات رشیدی (فارسی متن) ۶۹

رسالہ معربات رشیدی (اردو ترجمہ) ۱۲۹

ضمائم

۱۔ نسخہ "ب" میں مولف کے اضافات و توضیحات ۲۰۳

۲۔ ٹھٹھہ (اقتباسات از "گزیٹیئر آف سندھ") ۲۰۹

۳۔ مقدمہ منتخب اللغات میں عبدالرشید کی منظومات ۲۱۲

اشاریہ

۱۔ فہرست کلمات معرب ۲۱۷

۲۔ فہرست اسمائے اشخاص ۲۳۰

۳۔ فہرست اسمائے اماکن ۲۳۳

۴۔ فہرست اسمائے کتب ۲۳۸

عکس مخطوطۂ نظامت جنگ متن کا پہلا صفحہ ۲۳۹

عکس مخطوطۂ نظامت جنگ متن کا آخری صفحہ ۲۴۰

عکس نسخہ مطبوعہ مرتبہ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی ۲۴۱

maablib.org

احوالِ واقعی

ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کا نام بچپن ہی سے سننے میں آیا کرتا تھا۔ دادا جان کی ان سے باقاعدہ خط و کتابت رہتی تھی۔ جب بڑے ہو کر ان کی تحریروں کے مطالعے کا موقع ملا تو ان کے علمی مرتبے کا کچھ اندازہ ہوا۔ اس پس منظر کے ساتھ جب جناب مشفق خواجہ نے صدیقی صاحب کی مرتبہ "معربات رشیدی" کی تکمیل اور اردو ترجمے کا کام میرے سپرد کرنا چاہا تو اس بات سے قطع نظر کہ میں فاضل مرتب کے قائم کردہ معیار پر پورا بھی اتر سکوں گا یا نہیں، مجھے بڑی مسرت ہوئی:

بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

چنانچہ میں نے فوراً ہامی بھر لی اور خواجہ صاحب نے رسالہ معربات کے چند مطبوعہ نسخے (جن کی اشاعت کی نوبت نہیں آئی تھی)، مقدمہ بزبان انگریزی کے نامکمل اجزاء اور متفرق یادداشتوں پر مبنی پراگندہ کاغذات میرے حوالے کر دیے۔

معربات رشیدی ایک مختصر کتاب ہے بلکہ اس کو رسالہ کہنا مناسب ہوگا۔ اس کا موضوع غیر زبانوں اور بالخصوص فارسی کے وہ الفاظ ہیں جو ترمیم و تنسیخ کے بعد عربی زبان میں رائج ہوئے۔ اس عمل کو تعریب اور ایسے لفظ کو معرب کہا جاتا ہے۔

رسالہ "معربات رشیدی"

"معربات" ایسے ہی الفاظ کی ایک فرہنگ ہے جو سید عبدالرشید تتوی (ٹھٹھوی) نے تیار کی تھی اور مولف کے نام کی مناسبت سے اسے "معربات رشیدی" کہا جاتا ہے۔

تعریب کا عمل عہد قدیم سے جاری تھا اور زمانہ قبل از اسلام میں ہی بہت سے فارسی الفاظ عربوں نے اپنا لیے تھے۔ ان میں فیل، سندس اور استبرق جیسے الفاظ شامل ہیں جن پر، قرآن پاک میں استعمال ہونے کے باعث عربی کی مہر لگ چکی ہے۔ جب مسلمانوں نے ایران کو فتح کیا تو عمل تعریب میں تیزی آگئی اور معرب الفاظ کی کثرت کے باعث اہل علم کو تحقیق کا ایک نیا موضوع ہاتھ آگیا۔ خلیل، سیبویہ، اصمعی، ابوعبیدہ اور ابوحاتم نے اپنی تحریروں میں معرب الفاظ پر کسی حد تک روشنی ڈالی ہے۔ یہ ابن درید (ابوبکر محمد ابن الحسن ابن درید الازدی، سنہ ۲۲۳-۳۲۱ھ) ہے جس کی کتاب "جمہرۃ اللغۃ" میں کلمات معربہ باقاعدہ زیر بحث لائے گئے ہیں۔ ابن درید کے بعد ثعالبی (ابومنصور عبدالملک بن محمد بن اسمٰعیل الثعالبی، سنہ ۳۵۰-۴۳۰ھ) نے "فقہ اللغۃ" میں فارسی زبان سے ماخوذ معرب الفاظ کے لیے ایک باب مختص کیا۔ اس موضوع پر پہلی مستقل کتاب "المعرب" جوالیقی (ابومنصور موہوب بن احمد بن محمد الجوالیقی، سنہ ۴۶۶-۵۳۹ھ) کی طبع رسا کا نتیجہ ہے۔ کتاب المعرب مشہور مستشرق سخاؤ نے لائڈن کے مخطوطے کی مدد سے ترتیب دے کر ۱۸۶۷ء میں لائپزگ سے شائع کی تھی۔ الفاظ حدیث اور مصطلحات فقہ حنفی کے موضوع پر مطرزی (ابوالفتح ناصر بن عبدالسید بن علی بن المطرزی، سنہ ۵۳۸-۶۱۰ھ) کی "المغرب فی اللغۃ" ہے جو عموماً "المغرب فی ترتیب المعرب" کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں ضمناً معرب کلمات کا ذکر آیا ہے۔ معربات کے موضوع پر قلم اٹھانے والوں میں ایک اور نمایاں نام خفاجی (شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی، سنہ ۹۷۹-۱۰۶۹ھ) کا ہے جو قاہرہ کا رہنے والا اور ہمارے مؤلف سید عبدالرشید کا ہم عصر تھا۔ اس کی تالیف "شفاء الغلیل فیما فی کلام العرب من الدخیل" میں عربی زبان میں معرب اور مولد الفاظ سے بحث کی گئی ہے۔ خفاجی نے جوالیقی کی "کتاب المعرب" سے خصوصی مدد لی ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرشید معربات کے موضوع پر اپنے پیش رو مصنفین کے نام سے (ماسوائے "المغرب" کے) آگاہی نہیں رکھتا تھا کیونکہ "رسالہ معربات" کے مقدمہ کی ابتدا میں کہتا ہے کہ: "معرب الفاظ... اور اُن کی تشریح اور استعمال کی تحقیق و تفصیل کسی کتاب میں نہیں ملتی۔ اس لیے حتی الامکان تلاش اور جستجو کرکے یہ باتیں اس رسالے میں جمع کی گئی ہیں۔"

عبدالرشید کا یہ دعویٰ اس حد تک درست تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ اس کے رسالے کی تشریحی زبان فارسی ہے اور اس سے قبل کے مؤلفین نے معربات پر سارا کام عربی زبان میں انجام دیا ہے۔

دورِ جدید میں اس موضوع پر طوبیہ العنیسی الحلبی اللبنانی کی "تفسیر الالفاظ دخیلہ فی اللغۃ العربیۃ مع ذکر اصلہا بحروفہ" اور ادی شیر کی "الفاظ الفارسیۃ المعربۃ" قابلِ ذکر ہیں۔ خود ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کے پی ایچ۔ ڈی کے مقالے کا موضوع بھی کلاسیکی عربی میں فارسی کے دخیل الفاظ تھا۔ یہ مقالہ "Studien uber der Persischen Fremdwoerter in Klassisch" کے عنوان سے ۱۹۱۹ء میں گوٹنگن سے شائع ہوا تھا۔ بعد میں انھوں نے ابن درید کی "الجمہرۃ اللغۃ" کے حوالے سے ایک فاضلانہ مضمون انگریزی میں لکھا جس کا عنوان ہے: "Ibn Duraid And His Treatment of Loan-Words"، یہ مضمون پہلے الٰہ آباد یونیورسٹی سٹڈیز (جلد چہارم، آرٹس سیکشن) میں چھپا تھا پھر ایک الگ کتابچے کی صورت میں ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا۔ اس دلچسپی کو دیکھتے ہوئے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جب فاضل موصوف کو پہلی بار عبدالرشید کی "معربات" کا مخطوطہ، جو اس وقت تک ایک نامعلوم کیفیت کی حیثیت رکھتا تھا، ملا ہوگا تو انھیں کتنی مسرت ہوئی ہوگی۔ جوئندہ یابندہ کے مصداق ایک اور نسخہ رام پور سٹیٹ لائبریری میں مل گیا۔ ڈاکٹر صدیقی نے اس کی ترتیب کا کام غالباً بیسویں صدی کے چھٹے عشرے کی ابتدا میں شروع کردیا تھا۔ کئی برس کی محنت کے بعد رسالے کا تصحیح شدہ متن علی گڑھ میں چھپا یہ اطلاع ہمیں صدیقی صاحب کے ایک

مکتوب (نوشتہ ۲۱ر جولائی ۱۹۵۷ء) بنام مختار الدین احمد صاحب (مطبوعہ "تحقیق" شمارہ ۱۲۔۱۳، جامعہ سندھ، جام شورو، ص ۶۴۴) سے ملتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "آپ مہربانی کر کے یہ لکھیے کہ معربات عبدالرشید کا جو متن چھپا ہے، اُس کے نسخے کس تعداد میں چھاپے گئے ہیں۔ تعداد معلوم کرنے کی ضرورت یہ ہے کہ اسی کے حساب سے کاغذ اُس کے انگریزی حصے کے واسطے یہاں مہیا کیا جائے۔ اس کا جواب جلد چاہتا ہوں"۔ اب اِس اجمال کی تفصیل پروفیسر مختار الدین احمد صاحب کی زبانی سنیے۔ وہ اِس مکتوب پر دیے گئے حاشیے میں فرماتے ہیں: "مسودہ ملتے ہی میں نے اپنی نگرانی میں اختر پرنٹنگ پریس، علی گڑھ میں چھپوانا شروع کر دیا۔ دو پروف میں پڑھ کر تیسرا پروف ڈاکٹر صاحب کو بھیجتا رہا۔ پوری کتاب چھپ گئی۔ مقدمہ انگریزی میں لکھ کر وہ الٰہ آباد میں اپنی نگرانی میں چھپوانا چاہتے تھے۔ مقدمہ لکھنے میں انھوں نے سال بھر لگا دیا۔ پھر اچھے دبیز کاغذ کی تلاش میں مدت گئی۔ اِس عرصے میں وہ ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی کو کلکتہ اور مالک رام صاحب کو دہلی خط لکھتے رہے اور چھپے ہوئے معربات کے اوراق بھیجتے رہے کہ ایسا کاغذ چاہیے۔ پھر انھیں مطبع کی تلاش شروع ہوئی۔ کسی کا انگریزی ٹائپ انھیں پسند نہیں آیا تو کسی کی طباعت ان کے خیال میں ناقص ہوتی۔ غرض کہ کاغذ کے انتخاب اور مطبع کی تلاش میں ایک مدت لگ گئی۔ میں کہتا رہا کہ مسودہ بھیج دیجیے، علی گڑھ میں چھپوا دوں گا۔ پھر ڈاکٹر صاحب دوسرے کاموں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ مئی ۱۹۶۸ء میں جب میں ادارۂ علوم اسلامیہ کا ڈائریکٹر مقرر ہوا تو میں نے خیال کیا کہ ڈاکٹر صاحب کا مقدمہ تو اب ہاتھ آنے والا نہیں، ایک مختصر سی تمہید لکھ کر کتاب شائع کرا دینی چاہیے۔ میں نے دفتر کو ہدایت کی کہ سارے مطبوعہ فرمے، جو مطبوعات ادارہ کے ساتھ گودام میں رکھوا دیے تھے، نکلوائے جائیں۔ ایک دن معلوم ہوا کہ مطبوعات تو محفوظ رہے لیکن چھپے ہوئے فرمے فالتو اور ردی کاغذات سمجھ کر ضائع کر دیے گئے (یا ردی فروش کو دے دیے گئے)۔ یاد آتا ہے کہ ۲۵۰ کی تعداد میں یہ کتاب چھپی تھی، ایک نسخہ نہیں ملا۔ ڈاکٹر صاحب کا نام اور اپنی ساری محنت ضائع دیکھ کر بہت افسوس ہوا۔"

تقسیم ملک کے ساتھ ہی صدیقی صاحب کا خاندان بھی تقسیم ہو گیا تھا۔ چنانچہ الہ آباد میں اُن کی اور پھر اُن کے بڑے صاحبزادے کی وفات کے بعد، ڈاکٹر صاحب کی فراہم کردہ بہت سی کتابیں اور ڈھیروں اہم کاغذات منتشر ہو گئے۔ ایک طویل عرصے بعد پاکستان سے صدیقی صاحب کے پوتے سہیل صدیقی (ابن زبیر صدیقی) کا الہ آباد جانا ہوا اور وہاں سے وہ صدیقی صاحب کے بہت سے کاغذات اپنے ساتھ لے آئے۔ وہاں قیام کے دوران میں انھیں جناب رشید حسن خاں نے کچھ کاغذات دیے جو انھیں مسلم صدیقی مرحوم سے ملے تھے۔ خوش قسمتی سے ان کاغذات میں رسالہ معربات کے کچھ مطبوعہ نسخے اور اس سے متعلق فاضل مرتب کی کچھ تحریریں اور یادداشتیں بھی شامل تھیں۔ سہیل صدیقی صاحب نے یہ پلندا مشفق خواجہ صاحب کی تحویل میں دے دیا تاکہ اس کی اشاعت کی کوئی صورت نکالی جائے۔

خواجہ صاحب نے جو کاغذات میرے حوالے کیے، اُن میں مندرجۂ ذیل دستاویزات شامل ہیں:

۱۔ مطبوعہ رسالہ معربات کے پانچ مکمل اور نامکمل نسخے۔ ظاہر ہے کہ متن کی طباعت کے بعد علی گڑھ سے ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب نے یہ نسخے فاضل مرتب کو الہ آباد روانہ کیے ہوں گے۔ مکمل نسخہ صفحہ ۱ سے صفحہ ۳۹ تک ہے۔ صفحہ ۴۰ خالی ہے۔

۲۔ فولز کیپ سائز کے چھ صفحات پر صدیقی صاحب نے اپنے اساسی نسخہ "ب" کے حاشیے پر درج مؤلف کے بعد میں کیے گئے اضافوں کی ایک فہرست تیار کی ہے۔ یہ فہرست مخطوطہ "ب" کے اوراق و سطور نیز مطبوعہ نسخے کے صفحات اور سطروں کے حوالے سے تیار کی گئی ہے۔

۳۔ فاضل مرتب کے پیش نظر معربات کے دونوں مخطوطات کا انگریزی میں تعارف جو کئی صفحات میں ٹائپ کیا گیا ہے اور قلم سے بھی کچھ اضافہ دکھائی دیتا ہے۔

۴۔ صدیقی صاحب کے تحریر کردہ مؤلف معربات، سید عبدالرشید کے حالات اور اس کی تالیفات (منتخب اللغات اور فرہنگ رشیدی) کے تعارف پر مبنی کچھ اوراق

بزبان انگریزی۔ ان تحریروں کو ترتیب دے کر سات صفحات میں ٹائپ بھی کیا گیا ہے۔ بعض صفحات کا خاصا حصہ خالی ہے جس سے قیاس ہوتا ہے کہ وہ اس میں اضافے کے خواہش مند تھے۔

۵۔ کاپی سائز کے بارہ تیرہ اوراق میں (جن میں کچھ صفحات خالی بھی ہیں) معربات کے طہران والے نسخے (ضمیمہ جلد دوم، فرہنگِ رشیدی) سے اقتباسات وغیرہ لیے گئے ہیں۔ ان میں نمایاں چیزیں یہ ہیں:

(ا) مصحح نسخۂ طہران آقائے محمد عباسی کے مختصر مقدمے کی نقل۔

(ب) کچھ صفحات میں صدیقی صاحب کے زیرِ نظر دونوں نسخوں اور نسخۂ طہران کے جستہ جستہ اختلافات دکھائے گئے ہیں۔ اس ضمن میں بعض اختلافی مقامات پر اظہارِ خیال بھی کیا گیا ہے۔

(ج) نسخۂ طہران ناقص الآخر تھا، اس لیے اس کی تکمیل کی خاطر مصحح نے "باب الیاء" جوالیقی کی "المعرب" سے مستعار لے کر شامل کیا ہے۔ صدیقی صاحب نے اس کی نقل بھی اپنے قلم سے اِن صفحات میں تحریر کی ہے۔

۶۔ کچھ اوراق میں میر علی شیر قانع کی تالیفات "مقالات الشعرا" اور "تحفۃ الکرام" نیز "منتخب اللغات شاہجہانی" سے متفرق اقتباسات ملتے ہیں۔

۷۔ ٹھٹھہ شہر کے بارے میں مآثرِ عالمگیری، تحفۃ الکرام اور گزیٹیر آف سندھ سے حوالے اور اقتباسات دیے گئے ہیں، جو چند صفحات پر مشتمل ہیں۔

۸۔ فہرست ہائے الفبائی کے نام سے رسالہ معربات کے متن کا اشاریہ جو مطبوعہ صورت میں ہے اور اِن اجزا پر مشتمل ہے:

ا۔ کلماتِ معرّب ص ۴۳

ب۔ اسمائے اشخاص ص ۵۶

ج۔ اسمائے اماکن ص ۵۹

د۔ اسمائے کتب ص ۶۲

اشاریہ کے صفحات کے نمبر مطبوعہ متن کے صفحات کا تسلسل ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ متن کی طباعت کے فوراً بعد اشاریہ تیار کر کے چھاپ دیا گیا تھا۔ ممکن ہے کہ اشاریہ علی گڑھ ہی میں ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب نے تیار کیا ہو۔

۹۔ ابن درید اور اس کی تالیف جمہرہ پر ڈاکٹر صدیقی کا مقالہ بزبان انگریزی، جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

اب میں ذیل میں ان دستاویزات و تحریرات کے بارے میں کچھ گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ اِس ضمن میں یہ بھی عرض کروں گا کہ میں نے اِس کام کی انجام دہی میں اِن کاغذات سے کس حد تک اور کس انداز میں کام لیا ہے۔ سہولت کی غرض سے اوپر درج کردہ نمبر شمار کے حوالے سے گفتگو کرنا مناسب ہوگا:

ا۔ مطبوعہ رسالہ معربات

صدیقی صاحب کے مرتبہ رسالہ معربات کے پانچ نسخوں میں سے تین مکمل اور دو ناقص ہیں، مکمل نسخہ ۳۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ ناقص نسخوں میں سے ایک صفحہ ۱۷ سے ۳۶ تک اور دوسرا صفحہ ۳۳ سے ۳۹ تک ہے۔ فاضل مرتب کے پیش نظر دو مخطوطے تھے یعنی "ب" (حیدرآباد دکن والا جو اُن کا اپنا مملوکہ تھا) اور "ج" (رام پور والا)۔ انھوں نے نسخہ "ب" کو اساسی نسخہ قرار دیا لیکن آنکھیں بند کر کے اس پر اعتماد نہیں کیا۔ چنانچہ پاورقی میں دونوں نسخوں کے متن کا فرق دکھایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مختصر تصریحی حواشی اور بعض کتابوں کے حوالے بھی درج کیے گئے ہیں۔ رسالۂ ہذا کی تشریحی زبان فارسی ہے اس لیے مرتب نے حواشی بھی فارسی ہی میں دیے ہیں۔ صرف صفحہ ۲۹ پر "معجم البلدان" کا ایک مختصر اقتباس عربی میں ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ متذکرۂ بالا پانچ مطبوعہ نسخوں میں سے صرف ایک مکمل نسخہ ایسا ہے جس پر صدیقی صاحب کے قلم سے کوئی تحریر نہیں ملتی۔ باقی دو مکمل اور دو نامکمل نسخوں کے حاشیوں پر موصوف نے مختلف اوقات میں چھوٹے بڑے اضافے اور

تصحیح کی ہے۔ یہ تحریریں سرخی، نیلی اور سرخ پنسل نیز کالی اور نیلی روشنائی میں ملتی ہیں۔ یہ حک و اضافہ کئی قسم کا ہے یعنی:

(ا) بار بار پروف پڑھنے کے باوجود بعض غلطیاں رہ گئی تھیں جن کی درستی کی گئی ہے۔ مثلاً صفحہ ۷ پر سطر ۱۷ میں چھپا ہے: "باین دو اسم موسّم شدہ"۔ "موسّم" کے نیچے لکیر لگا کر صدیقی صاحب نے حاشیے پر پنسل سے لکھا ہے "موسوم"۔ صفحہ ۱۳ کے حاشیہ نمبر ۲ میں چھپا ہے: "علماء اہل عربت"۔ مرتب نے "عربت" کے نیچے لکیر لگا کر لکھا ہے "عربیت" اور سامنے یہ ہدایت درج کی ہے: "(داخل غلط نامہ شود)"۔ اسی طرح صفحہ ۳۳ کی سطر نمبر ۷ میں "قلعہ" کے بجائے "قعلہ" چھپ گیا ہے۔ مرتب نے اس پر دائرہ لگا کر دائیں حاشیے پر صحیح لفظ لکھا ہے۔

(ب) مطبوعہ نسخے میں اساسی مخطوطہ "ب" کے اوراق کا آغاز و اختتام درج ہونے سے رہ گیا تھا۔ صدیقی صاحب نے ایک نسخے کے حاشیے پر پنسل سے ہر فولیو کا الف اور ب کی صراحت کے ساتھ بحروف انگریزی اندراج کیا ہے۔

(ج) پاورقی میں دونوں نسخوں کے متن کا جو اختلاف دکھایا گیا تھا، اس میں بعض مقامات پر مرتب نے مختصر اضافوں کے ذریعے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً پہلے صفحے پر چھٹی سطر میں لفظ "کرد" آیا ہے۔ اس پر حاشیہ تھا "ج: کردہ" اس پر قلم سے اضافہ کرتے ہیں: "و این قرأت مناسب مقام است۔" صفحہ ۷ پر آخر سے پانچویں سطر میں چھپا ہے: "سذاب بالفتح و بذال معجمہ۔" بعد میں تصحیح کرتے ہوئے "بالفتح" پر نشان لگا کر حاشیے میں لکھا ہے: "فی الاصل بالضم و آن خطاست ظاہراً و در منتخب بالفتح است۔"

(د) چند مقامات پر صدیقی صاحب نے کسی لفظ کے بارے میں مؤلف یا کاتب کی رائے سے اختلاف کا اظہار کیا ہے جو اکثر جگہ انگریزی زبان میں ہے۔ مثلاً صفحہ ۲ پر سطر ۱۵ میں آتا ہے "درست نیست۔" اس پر نشان دے کر حاشیہ پر لکھا ہے:

"The scribe wrote درنیست which has been

corrected in this way درست نیست۔

صفحہ ۱۸ پر لفظ "تارج" کو نشان زد کر کے پہلے دائیں حاشیے پر لکھتے ہیں:
"نسخۂ ب، معرب تارخ۔" پھر اس پر ایک اور نشان لگا کر نیچے کے حاشیے میں لکھا ہے:

"But the Author rejects (in The Muntakhab, p.56) the suggestions of Sharaf-i-Yazdi and says that the correct form is with ح and not with خ."

تاہم ایک دوسرے مطبوعہ نسخے پر یہی حاشیہ فارسی میں لکھا گیا ہے۔
صفحہ ۲۷ پر مؤلف نے لفظ "سترقع" کا مطلب "وآن نبیذ ارزن باشد بزبان حبشہ" بتایا ہے۔ اس پر مرتب نے ان الفاظ میں اظہار خیال کیا ہے:

"Surely an interpretation by some enthusiast."

(ہ) بعض الفاظ کے بارے میں پرانے عرب مؤلفین کی آرا درج کی ہیں۔ یہ عبارات عربی زبان میں ہیں۔ ان مؤلفین میں یاقوت، محدث فیروز آبادی، جوہری، جوالیقی، مطرزی اور خفاجی وغیرہ شامل ہیں۔

(و) ایک مقام پر (صفحہ ۱۶) لفظ طفسوج اور طسفوج کے اختلاف کے ضمن میں اردو میں بھی حاشیہ دیا ہے۔ اس کی عبارت ہے: "صاحب قاموس اور یاقوت کے زمانوں میں تقریباً [دو سو] سال کا فرق ہے، اس لیے قاموس جب تالیف ہوئی ف کی تقدیم سے یہ لفظ رائج ہوگا۔"

ضرورت کے تحت میں نے سب سے پہلے صدیقی صاحب کے مرتبہ متن کی نقل تیار کی۔ اس سے یہ فائدہ بھی ہوا کہ مطبوعہ متن میں رہ جانے والی طباعتی اغلاط درست ہوگئیں۔ اساسی نسخے کے اوراق (الف اور ب کی تفریق کے ساتھ) کے آغاز کی نشان دہی کردی گئی ہے۔ متنی اختلافات کے ضمن میں مختصر اضافے، اختلافی آرا کا اظہار اور بعض صراحتی اقتباسات جو فاضل مرتب نے طباعت کے بعد اپنے قلم سے مطبوعہ متن کے اطراف میں تحریر کیے تھے، ان سب کو پاورقی میں جگہ دے دی گئی

ہے۔ ان کے ایزاد سے رسالۂ ہٰذا یقیناً زیادہ افادیت کا حامل ہوگیا ہے۔

۲۔ اساسی نسخے میں درج اضافوں کی فہرست

صدیقی صاحب اپنے پیشِ نظر دونوں نسخوں کے تعارف کے ضمن میں نسخہ "ب" کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "نسخۂ ہٰذا کا ایک خصوصی پہلو یہ ہے کہ اِس کے متن میں متعدد اور اکثر طویل اضافے کیے گئے ہیں جو بیرونی حاشیوں پر درج ہیں... یقین واثق ہے کہ اِن توسیعی حواشی کا ذمہ دار خود رسالے کا مؤلف ہے۔"

ظاہر ہے کہ فاضل مرتب نے یہ تمام حواشی اپنے مرتبہ متن میں شامل کر لیے تھے تاہم اِن کی اہمیت کے پیشِ نظر انھوں نے اِن تمام اضافوں پر مبنی ایک فہرست بھی تیار کی۔ اِن حواشی کی کل تعداد ۹۴ ہے اور یہ مخطوطے کے ۷۱ میں سے ۵۵ صفحات پر ملتے ہیں۔ اِن کی فہرست بنانے کے بعد صدیقی صاحب نے، کسی وجہ سے، ان میں سے چند اضافے قلم زد کر دیے ہیں۔ باقی ماندہ اضافوں پر مبنی فہرست بطور ضمیمہ نمبرا میں نے موجودہ اشاعت کے آخر میں اضافہ کردی ہے۔ فاضل مرتب نے فہرست کی تیاری میں مخطوط اور مطبوعہ متن دونوں کے اوراق (یا صفحات) و سطور کے حوالے دیے تھے۔ میں نے نسخہ "ب" کے حوالے برقرار رکھے ہیں۔ تاہم علی گڑھ کے مطبوعہ متن کے بجائے موجودہ طباعت کے حوالے درج کرنے کا التزام کیا ہے۔

۳۔ رسالۂ معرّبات کے مخطوطات کا تعارف

صدیقی صاحب نے اپنے پیشِ نظر دونوں نسخوں کا تعارف سپردِ قلم کیا تھا۔ اس میں اِن کے حصول اور دریافت کی داستان بھی بیان کی تھی۔ اِس تحریر کو ٹائپ کروانے کے بعد موصوف نے اِس میں اپنے قلم سے کچھ اضافے بھی کیے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اِس مضمون میں کسی قسم کا ردّ و بدل میرے لیے ممکن نہ تھا۔ البتہ صدیقی صاحب

کے دیے ہوئے حواشی پر میں نے ایک حاشیہ ایزاد کیا ہے جس سے نسخہ "ج" کی کیفیت پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ یہ کہنا ضروری ہے کہ فاضل مرتب کا مضمون انگریزی میں تھا جس کے ترجمے کی ذمہ داری مجھ پر آتی ہے۔ موجودہ اشاعت میں کیونکہ نسخہ "ب" اور "ج" کے علاوہ نسخۂ طہران کو بھی شامل کرلیا گیا، اس لیے ڈاکٹر صدیقی کے مضمون کے اختتام پر اس تیسرے نسخے کا مختصر تعارف بھی درج کردیا گیا ہے۔

۴۔ سوانح حیات و آثار سیّد عبدالرشید

رسالۂ معربات کے مؤلف کے حالات بہت کم ملتے ہیں۔ صدیقی صاحب نے اس بارے میں انگریزی میں جو مختصر حالات لکھے تھے، میں نے اُن کا اردو ترجمہ "سوانحِ مؤلف" کے آغاز میں درج کردیا ہے۔ اس کے بعد جن جن تالیفات میں ہمارے مؤلف کا کسی نہ کسی انداز میں ذکر آیا ہے، اُن سب کے بیانات تاریخی ترتیب کو مدِّنظر رکھتے ہوئے نقل کردیے ہیں۔ بعد ازاں عبدالرشید کی شخصیت کا جائزہ بطور شاعر، تاریخ گو اور فرہنگ نویس کے لیا گیا ہے۔ مؤلف کی تاریخ گوئی کے ضمن میں، اُس کی کہی ہوئی تاریخوں کے ثبت کرنے میں مختلف مصنفین نے جس غیرذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے، اُس کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ مؤلف کی فرہنگ نویسی کے ذیل میں "منتخب اللغات" اور "فرہنگِ رشیدی" پر گفتگو کے آغاز ہی میں صدیقی صاحب کے تحریر کردہ انگریزی عبارات کے اردو ترجمے درج کیے گئے ہیں۔

۵۔ نسخۂ طہران

ابھی صدیقی صاحب اپنی مرتبہ معربات رشیدی کا مقدمہ لکھنے سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ ۱۹۵۷ء (۱۳۳۷ شمسی) میں ایران کے آقائے محمد عباسی نے سیّد عبدالرشید کی فرہنگِ رشیدی تحقیق و تصحیح کے بعد طہران سے دو جلدوں میں شائع کردی۔ موصوف کو فرہنگ کے ایک مخطوطے کے آخر میں اضافہ شدہ، رسالۂ معربات کا ایک خطی نسخہ بھی دستیاب ہوگیا۔ چنانچہ اُنھوں نے فرہنگِ رشیدی کی دوسری جلد کے آخر میں اسے بھی

شائع کردیا۔ یہ اشاعت صدیقی صاحب کی نظر سے گزری تو قدرتی طور پر اُنھوں نے چاہا ہوگا کہ طہران والے نسخے کے اختلافات بھی اپنے مرتبہ متن میں شامل کردیں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اپنے مرتبہ نسخے کی طباعت کے باوجود اُس کی اشاعت میں عدم دلچسپی کا ایک سبب نسخۂ طہران کی اشاعت بھی تھی۔ بہرحال اُنھوں نے اپنے ایک مطبوعہ نسخے کے حاشیے پر اس حوالے سے چند مختصر اضافے کیے ہیں۔ مثلاً صفحہ ۲ سطر ۸ میں لفظ "باجتماع" پر نشان لگا کر بائیں طرف حاشیے پر لکھا ہے "طہر: باجماع"۔ اسی صفحے پر اٹھارھویں سطر کے آخری لفظ "زیادت" کی تے کے نیچے لکیر کھینچ کر ساتھ ہی لکھا ہے: ("ۃ" ہر سہ نسخ) یعنی تینوں نسخوں میں "زیادت" کی جگہ "زیادہ" درج ہے۔ ظاہر ہے کہ تیسرا نسخۂ طہران والا ہے۔ پھر اسی صفحے کی اگلی سطر کے پہلے لفظ "دیباج" کو نشان زد کرکے نیچے حاشیہ دیا ہے "ب و طہر: دیباح"۔ مطبوعہ نسخے کے آخری صفحہ ۳۹ پر پانچویں سطر کے پہلے لفظ "حذف" پر نشان دے کر حاشیے پر لکھا ہے "بعد کلمۂ حذف نسخۂ طہران ناقص ماندہ است۔"

معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں فاضل مرتب نے فیصلہ کیا کہ طہران والے نسخے کے اختلافات پر مبنی فہرست الگ سے تیار کی جائے۔ چنانچہ اس کا ثبوت وہ اختلافی فہرست ہے جس کی طرف اوپر نمبر۸ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

یہ فہرست ابتدائی چند صفحات میں تو بڑی باریک بینی کے ساتھ تیار کی گئی ہے لیکن ذرا آگے چل کر محض اہم اور نمایاں اختلافات دکھانے پر اکتفا کی گئی ہے۔ اندریں حالات میں نے یہ فیصلہ کیا کہ صرف اس فہرست پر انحصار کرنے کی بجائے صدیقی صاحب کی خواہش کے پیشِ نظر طہران والے نسخے کو سامنے رکھ کر چھوٹے بڑے تمام متنی اختلافات کا موجودہ اشاعت میں اندراج کردیا جائے۔ لہٰذا پہلے حواشی کے نمبر شمار میں ردّ و بدل کرکے خاصی بڑی تعداد میں نئے اختلافی حواشی شامل کردیے گئے ہیں۔

صدیقی صاحب نے نسخۂ طہران کے لیے "طہر" کی علامت مقرر کی تھی۔ میں

نے اُن کی پیروی میں یہی علامت برقرار رکھی ہے۔ فاضل مرتب نے مطبوعۂ طہران کے مرتب آقائے محمد عباسی کے مختصر مقدمے کی نقل بھی محفوظ کی تھی۔ ممکن ہے وہ اُسے کسی ضمیمے وغیرہ کی صورت میں شامل کرنا چاہتے ہوں، تاہم اِس میں کوئی نئی بات نہیں ملتی، اس لیے میں نے اِسے نظرانداز کردیا ہے۔ اِسی طرح طہران والی اشاعت میں "باب الیاء" غائب ہونے کے سبب یہ کمی جوالیقی کی "المعرب" سے پوری کی گئی تھی۔ صدیقی صاحب کے کاغذات میں اس کی نقل بھی موجود ہے۔ تاہم خود اُن کا مرتبہ متن مکمل ہونے کے باعث عبدالرشید کے رسالۂ معربات میں المعرب جوالیقی کے پیوند کا جواز نظر نہیں آتا۔

۶۔ مختلف تالیفات سے اقتباسات

صدیقی صاحب نے بعض کتابوں سے اپنے موضوع کے بارے میں کچھ اقتباسات بھی نقل کیے ہیں۔ مثلاً میر علی شیر قانع کی تالیفات نیز منتخب اللغات شاہجہانی وغیرہ۔ میں نے اصل تالیفات سے مقابلہ کرنے کے بعد اُن اقتباسات سے حسبِ ضرورت کام لیا ہے۔

۷۔ شہر ٹھٹھہ

ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ صدیقی صاحب ٹھٹھہ شہر کے بارے میں بھی، اپنی مرتبہ اشاعت میں ایک تفصیلی تعارف شامل کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اُنھوں نے اس شہر کے بارے میں "مآثرِ عالمگیری" اور "تحفۃ الکرام" میں ملنے والے متفرق حوالے اپنی یادداشتوں میں محفوظ کیے ہیں۔ اس ضمن میں دقت یہ ہے کہ اگر عہد سلاطین اور مغلیہ دور کی صرف تاریخی کتابوں میں پائے جانے والے ٹھٹھہ کے تذکرے پر مبنی اقتباسات یکجا کیے جائیں تو ایک کتاب مرتب ہو سکتی ہے اور اس قسم کی تفصیلات کا یہ مختصر رسالہ متحمل نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں ٹھٹھہ سے متعلق بعض نسبتاً طویل اقتباسات ڈاکٹر صدیقی نے سندھ گزیٹیر (مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ء) سے نقل کیے ہیں۔ میں مرحوم کی خواہش کو

مدِ نظر رکھتے ہوئے ان اقتباسات کا اردو ترجمہ ضمیمہ نمبر۲ کی صورت میں درج کر رہا ہوں۔ یہاں سندھ گزیٹیر کے بارے میں چند گزارشات ضروری معلوم ہوتی ہیں۔

سندھ گزیٹیر کا پہلا ایڈیشن (۱۸۷۴ء) اے۔ ڈبلیو۔ ہیوز (A.W.Hughes) کا مرتب کردہ تھا۔ اس میں معمولی ترمیم کے بعد دوسرا ایڈیشن ۱۸۷۶ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد ای۔ ایچ۔ ایٹکن (E. H. Aitken) نے اس کا ایک نیا ایڈیشن تیار کیا جس کی اشاعت ۱۹۰۷ء میں کراچی سے ہوئی۔ قیامِ پاکستان کے بعد ایک نئے اور مفصل ایڈیشن کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ کام مسٹر اے۔ ٹی۔ سورلے (A. T. Sorley) آئی۔ سی۔ ایس کو تفویض کیا گیا، جو طویل عرصے تک سندھ کے مختلف اضلاع میں کلکٹر رہنے کے بعد سنہ ۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۲ء پاکستان کے سنٹرل بورڈ آف ریونیو کے رکن رہے تھے۔ اس منصوبے پر کام اکتوبر ۱۹۵۷ء سے شروع ہوکر دسمبر ۱۹۵۹ء میں ختم ہوا اور یہ ضخیم اور پُر از معلومات دستاویز بالآخر کراچی سے ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی۔ اس ایڈیشن میں سابقہ اشاعتوں میں پائی جانے والی خامیاں اور غلطیاں بڑی حد تک درست کرلی گئی ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، ڈاکٹر صدیقی مرحوم نے ٹھٹھہ شہر کے متعلق تعارفی اقتباسات ۱۸۷۶ء والی اشاعت سے لیے ہیں۔ مناسب تو یہ تھا کہ ان کو نظرانداز کرکے آخری اشاعت (۱۹۶۸ء) سے ٹھٹھہ کا تعارف نقل کیا جاتا جو کہیں زیادہ مفید ہوتا لیکن اس کی طوالت کے خوف سے ایسا کرنا ممکن نہیں۔ چنانچہ میں نے صدیقی صاحب کے منتخب کردہ اقتباسات کا اردو ترجمہ درج کرنے کے ساتھ ساتھ مسٹر ہیوز کے ٹھٹھہ کی قدامت کے بارے میں بے بنیاد بیان پر حاشیہ دے دیا ہے۔ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو چاہیے کہ وہ اس سلسلے میں مسٹر سورلے کے مرتبہ ایڈیشن سے رجوع کریں۔

۸۔ اشاریہ

مؤلف رسالۂ معربات نے الفاظ کی ترتیب عربی زبان کے دستور کے مطابق

آخری حرف کی مناسبت سے رکھی تھی۔ اس سے فارسی اور اردو خوانوں کو مطلوبہ الفاظ کی تلاش میں دقت پیش آتی ہے۔ اس بات کے پیشِ نظر رسالۂ ہٰذا میں آنے والے معرب الفاظ کا اشاریہ الف بائی ترتیب سے تیار کر کے چھپوایا گیا تھا اور صراحت کی خاطر اس کا عنوان بھی "فہرست ہائے الف بائی" رکھا گیا تھا۔ اس اشاریے میں معرب کلمات کے علاوہ اشخاص، اماکن اور کتب کی مرتبہ فہرستیں بھی شامل ہیں۔ یہ اشاریہ اب بھی کار آمد ہے اور نئی طباعت میں محض صفحات کے نمبر تبدیل کرنے کے علاوہ کسی اور ردّ و بدل کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اس لیے میں نے اسے بجنسہٖ شامل کرلیا ہے۔ البتہ اس کا عنوان بدل کر "اشاریہ بترتیب الف بائی" کر دیا ہے۔

۹۔ ابنِ درید پر مضمون

ابن درید پر ڈاکٹر صدیقی کے انگریزی مضمون سے اس کام میں براہِ راست امداد تو نہیں ملی لیکن بعض ضمنی مسائل مثلاً اصطلاح "مغیرات" وغیرہ کے سلسلے میں بالواسطہ فائدہ ہوا ہے۔

آج کل ہمارے ہاں فارسی زبان سے مزاولت بہت کم ہوگئی ہے۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر رسالۂ معربات کے اردو ترجمے کا التزام کیا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہوسکیں۔ متنی اختلافات فارسی متن کے حاشیے میں دکھائے جا چکے تھے، اس لیے اردو ترجمے میں اُن کی تکرار کی ضرورت نہ تھی۔ ترجمے کے ذیل میں میں نے معرب کلمات اور اُن کے معانی کے سلسلے میں آنے والے مشکل الفاظ کی تفہیم پر زیادہ دھیان دیا ہے۔ یہ تخصص کا دور ہے۔ شاید اس بنا پر ہمارے ادبی اور لسانی حلقوں میں تاریخ اور اس سے بھی زیادہ جغرافیہ جیسے اہم مضامین سے بڑی بے نیازی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ اس تناظر میں میں نے کہیں کہیں تاریخی اشارات بھی دیے ہیں لیکن مختلف مقامات کے محلِ وقوع کے تعین پر خاص توجہ دی گئی ہے۔

ڈاکٹر صدیقی مرحوم کے مجوزہ دو ضمیموں پر میں نے ایک تیسرے ضمیمے کا

اضافہ کیا ہے۔ یہ سید عبدالرشید کی ان فارسی منظومات پر مشتمل ہے جو منتخب اللغات شاہ جہانی کے مقدمے میں ملتی ہیں۔

شیخوپورہ   مظہر محمود شیرانی

۹/اپریل ۲۰۰۲ء

پس نوشت:

معربات رشیدی کے فارسی متن کی حد تک ایرانی اصول تحریر و طباعت کی پابندی کی گئی ہے البتہ اردو ترجمے اور دیگر تحریروں میں اردو املا کا مروجہ و مسلمہ طریق کار پیش نظر رکھا گیا ہے۔

م۔م۔ش

سوانحِ مرتّب

ڈاکٹر عبدالستار صدیقی ۲۶ر دسمبر سنہ ۱۸۸۵ء (۲۹ر ربیع الاوّل ۱۳۰۳ھ) کو سندیلہ ضلع ہردوئی (صوبجات متحدہ) میں پیدا ہوئے۔[☆] اُن کے والد مولوی عبدالغفار (متوفی ۱۹۱۸ء) ریاست حیدرآباد کے محکمۂ مال میں سررشتہ دار تھے۔ اس لیے عبدالستار صدیقی کی ابتدائی تعلیم بھی حیدرآباد کے مختلف مدارس میں ہوئی۔ اُنھوں نے چادر گھاٹ ہائی اسکول سے میٹرک پاس کیا اور علی گڑھ آگئے جہاں سے ۱۹۰۷ء میں بی۔ اے کرنے کے بعد ایم۔ اے میں داخلہ لیا لیکن پھر اُسے چھوڑ کر تدریسی ملازمت کا سلسلہ شروع کردیا۔ پہلے کامٹی (صوبجات متوسط) اور پھر ناگ پور کے اسکولوں میں پڑھایا لیکن ۱۹۱۰ء میں ملازمت سے مستعفی ہوکر علی گڑھ آگئے۔ ۱۹۱۲ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے ایم۔ اے (عربی) کیا اور اسی سال حکومتِ ہند کے وظیفے پر عربی کی اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ گئے اور سٹراس برگ یونیورسٹی میں داخل ہوگئے۔ یہاں ان کے اساتذہ میں مشہور مستشرق پروفیسر نولدکے بھی شامل تھے۔ بعد ازاں گوئے ٹنگن یونیورسٹی (ہالینڈ) میں پہنچے اور وہاں کئی سال تک عربی، سریانی، ترکی، اوستائی، پہلوی، جدید فارسی، سنسکرت اور لاطینی زبانیں سیکھتے رہے۔ اسی اثنا میں "قدیم عربی میں دخیل الفاظ" کے

موضوع پر مقالہ لکھ کر ۱۹۱۷ء میں پی ایچ۔ ڈی کیا۔ احادیث میں مستعمل الفاظ کا اشاریہ بنانے کے کام میں متعدد یورپی مستشرقین کے ساتھ شامل رہے۔ ۱۹۲۰ء میں واپس آکر چند ماہ ایم۔ اے۔ او کالج علی گڑھ میں عربی کے پروفیسر رہے لیکن اسی سال اکتوبر میں عثمانیہ یونیورسٹی کالج، حیدرآباد کے پرنسپل ہوکر دکن چلے گئے۔ ۱۹۲۴ء سے ۱۹۲۸ء تک ڈھاکہ یونیورسٹی میں شعبۂ عربی و علومِ اسلامیہ کی صدارت کی۔ پھر الہ آباد یونیورسٹی میں شعبۂ عربی و فارسی کے صدر مقرر ہوئے جہاں سے ۱۹۴۶ء میں سبک دوش ہوکر پروفیسر ایمریٹس بنائے گئے۔ عمر کے آخری چند برسوں میں اُن کا حافظہ بالکل جواب دے گیا تھا بلکہ ہوش و حواس بھی متاثر ہوگئے تھے۔[☆۲] ۲۸؍ جولائی ۱۹۷۲ء (۱۶؍ جمادی الثانی ۱۳۹۲ھ) کو الہ آباد ہی میں وفات پائی اور قبرستان راجہ پور[☆۳] میں مدفون ہوئے۔

ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کی علم سے لگن مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ انھوں نے بڑی فعال زندگی گزاری۔ تدریسی اور تحریری مصروفیات کے علاوہ انھوں نے متعدد علمی اداروں میں سرگرم حصہ لیا۔ ۱۹۲۶ء میں اورینٹل کانفرنس الہ آباد کے شعبۂ عربی و فارسی کی صدارت کی۔ ۱۹۲۷ء میں بمبئی یونیورسٹی کی دعوت پر ولسن فلالوجیکل لیکچرز دیے۔ وہ لنگوئسٹک سوسائٹی آف انڈیا کے اساسی رکن اور اورینٹل کانفرنس نیز انجمن ترقی اردو کے تاحیات رکن تھے۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (لائڈن) میں بھی اُن کے چند مضامین شامل ہیں۔ ۱۹۶۱ء میں صدر جمہوریۂ ہند ڈاکٹر راجندر پرشاد نے انھیں اعزاز اور خلعت سے نوازا۔

۱۹۲۷ء میں حکومتِ یو پی کے اہتمام سے ایک علمی ادارہ ہندستانی اکیڈیمی کے نام سے قائم کیا گیا جس کا مرکز الہ آباد تھا۔[☆۴] اس کا مقصد اردو زبان میں علمی کتابوں کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اردو اور ہندی زبانوں کے درمیان منافرت کم کرکے فریقین کو ایک مشترک، معتدل اور عام فہم زبان پر متفق کرنا تھا جسے ہندستانی زبان کہا جاسکے۔ اکیڈیمی نے "ہندستانی" کے نام سے ایک سہ ماہی رسالہ بھی جاری کیا

جس کا پہلا شمارہ سنہ ۱۹۳۱ء میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر صدیقی اس رسالے کی مجلسِ مدیران کے رکن تھے۔ یہ رسالہ بڑی وقیع علمی خدمات انجام دینے کے بعد ۱۹۴۸ء میں بند ہوگیا۔

صدیقی صاحب کی علمی مصروفیات کا ہدف ادبی تحقیق سے زیادہ لسانی تحقیق تھی۔ اُنھیں زمانۂ طالب علمی ہی سے الفاظ کے معانی، اُن کے استعمال اور اُن کی تاریخ سے دلچسپی تھی۔ اس ضمن میں اُن کا غالباً پہلا مضمون "اردو صرف و نحو کی ضرورت" تھا جو ۱۹۱۰ء میں لکھا گیا تھا۔ بعد میں عربی اور دیگر زبانوں کی اعلیٰ تعلیم اور بالخصوص قیامِ یورپ میں بڑے بڑے مستشرقین کی صحبت نے ان کے اس شوق کو درجۂ اشتیاق تک پہنچا دیا۔ چنانچہ اُنھوں نے اپنی حیاتِ مستعار بڑی خاموشی اور انہماک کے ساتھ عربی، فارسی اور اردو الفاظ کی تحقیق و تدقیق میں گزار دی۔ وہ کوئی درجن بھر زبانوں کے ماہر تھے اور اُن کی یہ زبان دانی اُن کی تحقیقات میں خوب کام آئی۔ صدیقی صاحب نے زیادہ تر اردو اور انگریزی زبانوں میں اپنے تحقیقی نتائج پیش کیے۔ یہ مضامین و مقالات مختلف علمی جریدوں میں شائع ہوئے اور اہلِ علم سے داد حاصل کی۔ مولانا شبلی نے اُن کے بارے میں کہا تھا کہ وہ "علم میں خیام کی طرح بخیل ہیں اور قلم کو بہت کم حرکت دیتے ہیں۔"[۵] یہ ایک بزرگ شخصیت کا شکوہ ہے جسے صدیقی صاحب کی علمیت کا اعتراف سمجھا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ بھی خیال رہے کہ مولانا شبلی کی یہ رائے اُس دور سے تعلق رکھتی ہے جب صحیح معنوں میں صدیقی صاحب کی علمی تحقیقات کا آغاز بھی نہ ہوا تھا۔ مولانا کی وفات ۱۹۱۴ء میں ہوتی ہے جب صدیقی صاحب یورپ میں تحصیلِ علم کر رہے تھے۔ یورپ سے واپس آکر اپنی وفات تک نصف صدی سے اوپر کا عرصہ اُنھوں نے خامہ فرسائی میں صرف کیا۔ پھر بھی کہنا پڑتا ہے کہ موصوف نے اپنے علمی مرتبے کے شایانِ شان کوئی ایسی یادگار نہیں چھوڑی جسے ان کا شاہکار کہا جاسکے۔ اِس کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ طویل عرصے پرنسپل اور یونی ورسٹیوں میں صدرِ شعبہ کے انتظامی عہدوں پر فائز رہے۔ اِن مناصب کی مناسبت

سے وہ متعدد کانفرنسوں اور انجمنوں کے اجلاسوں وغیرہ کے انتظام و انصرام پر بھی وقت صرف کرتے تھے۔ رسالہ "ہندستانی" کے مدیر تو اصغر گونڈوی تھے لیکن جہاں تک مجھے علم ہے، رسالے کے لیے معیاری مضامین کی فراہمی سے لے کر اس کی پروف ریڈنگ تک کا بیشتر کام صدیقی صاحب ہی انجام دیتے تھے۔

۱۹۳۶ء میں جب صدیقی صاحب تدریسی خدمات سے فارغ ہوئے اور دو سال بعد رسالہ "ہندستانی" کا قصہ تمام ہوا تو ایک پرانی مصروفیت میں بے پناہ اضافہ ہوگیا۔ یہ تھا دور و نزدیک کے طالبانِ علم کو بالمشافہہ اور بذریعہ خط و کتابت مشورے دینے اور رہنمائی کرنے کا فریضہ۔ اس ضمن میں موصوف کی شکر گزاری کا اظہار کئی علم دوست حضرات نے کیا ہے۔ مثلاً رشید حسن خاں لکھتے ہیں: "مرحوم کو میں اپنا معنوی استاد مانتا ہوں۔ املا کے موضوع پر میں نے ایک شاگرد کی طرح خطوں کے توسط سے ان سے استفادہ کیا تھا۔"☆۲۶

اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن صدیقی صاحب جس ہمدردی اور انہماک سے رہنمائی کا کام انجام دیتے تھے اور اُس پر جتنا وقت صرف کرتے تھے، اُس سے اُن کا اپنا کام متاثر ہوتا تھا۔ اس حقیقت کی طرف رشید حسن خاں اِن الفاظ میں اشارہ کرتے ہیں: "وہ دوسروں کی فرمائشیں جس مستعدی کے ساتھ پوری کیا کرتے تھے، اپنا کام اس طرح نہیں کرپاتے تھے۔"☆۲۷

اِس صورتِ حال پر ڈاکٹر سید عبداللہ مرحوم کے بیان سے مزید روشنی پڑتی ہے، اگرچہ اس واقعہ کا تعلق سنہ ۱۹۳۰ء سے ہے جب صدیقی صاحب ملازمت سے سبک دوش نہیں ہوئے تھے۔ سید مرحوم نے خان آرزو کی "نوادر الالفاظ" کو مرتب کرنا شروع کیا تو اُنھوں نے اپنے اساتذہ کی ہدایت پر صدیقی صاحب سے امداد طلب کی۔ اس سلسلے میں جو خط و کتابت ہوئی اس میں سے صدیقی صاحب کے بعض مکاتیب سید صاحب نے "نوادرالمکاتیب" کے عنوان سے "اردو نامہ" کراچی کے چالیسویں شمارے میں چھپوائے تھے۔ اِن کے تعارف میں وہ لکھتے ہیں:

"استاذ مرحوم ڈاکٹر صدیقی نے سب سے مشکل کام اپنے ذمے لیا۔ اُنھوں نے 'نوادرالالفاظ' کے متنازعہ فیہ الفاظ کی ایک طویل فہرست کے تلفظ اور اُن کے متروک اور رائج الوقت معانی کی بڑی محنت سے تحقیق کی اور مجھے مستفید کیا... مرحوم.. اِس دور افتادہ شاگرد کی خاطر بار بار لکھنؤ، رامپور اور دہلی تشریف لے گئے اور تفحص و تحقیق میں اِس حد تک منہمک اور سرگرداں ہوئے کہ 'نوادرالالفاظ' میں درج شدہ اوزاروں سے متعلق الفاظ کے رائج الوقت استعمال کے لیے نان بائیوں، موچیوں اور لوہاروں تک سے ملے اور چھان بین کی..."[8]

طلبہ کی خدمت کے ایسے جذبۂ بے اختیار شوق کے ہوتے، اپنے کاموں کے لیے کیا وقت بچتا ہوگا؟ لیکن اِس مصروفیت کا ایک ضمنی فائدہ بھی ہوا یعنی اِس سلسلے میں جو خطوط لکھے گئے وہ علمی اعتبار سے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ مقالات صدیقی (حصہ اوّل) کے پیش لفظ میں محمود الٰہی صاحب نے کہا تھا کہ "ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کا ہر مقالہ ایک کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔" اس پر بلاجھجک یہ اضافہ کیا جاسکتا ہے کہ مرحوم کے بہت سے خطوط مضامین و مقالات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر سیّد عبداللہ کی رائے بالکل صحیح ہے کہ "ان خطوط کو پڑھ کر اصمعی، ابنِ سلام، ابنِ سیدہ، ابنِ درید وغیرہ کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔"[9]

متذکرۂ بالا وجوہات کے باوجود بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ ڈاکٹر صدیقی کے کاموں کی طباعت اور اشاعت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ان کی دقّتِ نظر اور تکمیل پسندی کی عادت تھی۔ یہ دونوں صفات اہلِ علم کے لیے ضروری تو ہیں لیکن ایک خاص حد سے بڑھنے کی صورت میں یہ سدِّ راہ بھی ہوجاتی ہیں۔ لہٰذا طولِ امل کے نقصانات سے محتاط رہنا چاہیے۔

کار دنیا کسے تمام نکرد
ہر چہ گیرید مختصر گیرید

اب معربات رشیدی کی اشاعت کا معاملہ ہی دیکھ لیجیے جس کا تذکرہ ڈاکٹر مختار الدین احمد کی زبانی "احوالِ واقعی" میں کیا جاچکا ہے۔ مختار الدین احمد صاحب اس صورتِ حال پر یوں رائے زنی کرتے ہیں:

"ڈاکٹر صاحب مرحوم نے متن کی تصحیح، مقابلہ اور پھر آخر میں پروف پڑھنے میں بہت محنت کی تھی۔ اس ضیاع پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے۔ عبرت بھی ہوتی ہے اور سبق ملتا ہے کہ تحقیقی کام کرنے والے حضرات کو ضرورت سے زیادہ اہتمام نہیں کرنا چاہیے... افسوس ہے کہ ڈاکٹر صدیقی اور قاضی عبدالودود کی بہت سی علمی کوششیں اسی انتہائی حزم و احتیاط کی نذر ہوگئیں۔"☆۱۰

اس بارے میں رشید حسن خاں صاحب بھی ان کے ہم زبان ہیں:

"... پھر معیار کا ایک مثالی تصور اُن کے ذہن میں رہتا تھا اور اس میں تدوین کے ساتھ کتابت، کاغذ اور طباعت کے متعلقات بھی شامل رہتے تھے۔ یوں اُن کے کام اُن کے حسبِ منشا سر انجام کو نہیں پہنچ پاتے تھے۔"☆۱۱

یقینی بات ہے کہ صدیقی صاحب کے کئی نامکمل اور ساتھ ہی بعض مکمل کام جن سے وہ مطمئن نہیں تھے، اُن کی وفات کے بعد ضائع ہوگئے۔

ڈاکٹر صدیقی کی زندگی کے آخری حصے میں اُن کے فرزندِ اکبر، مسلم صدیقی اپنے والد کے مطبوعہ مقالات اور مکاتیب کی جمع آوری پر کمربستہ ہوئے۔ بعد میں اس سلسلے میں میری بھی اُن سے خط و کتابت رہی۔ اُنھوں نے خاصی تعداد میں مطبوعہ مضامین فراہم کرلیے تھے۔ چنانچہ رشید حسن خاں کی مساعی سے اٹھارہ اردو مضامین پر

مشتمل مقالاتِ صدیقی کی پہلی جلد کا پہلا حصہ ۱۹۸۳ء میں اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔ باقی اردو مضامین دوسرے حصے میں شامل ہونا تھے۔ علاوہ ازیں ایک جلد انگریزی مضامین اور ایک مکاتیب کے لیے مخصوص تھی۔ لیکن مسلم صاحب کی آہستہ روی آڑے آئی، اور ترتیب کا کام مکمل نہ ہوسکا۔ ۲۶ر اگست ۱۹۹۶ء کو☆۱۲ مسلم صدیقی نے الہ آباد میں وفات پائی۔ خدا جانے ان باقی ماندہ مضامین و مکاتیب کا کیا حشر ہوا۔☆۱۳

عبدالستار صدیقی مرحوم کے دوسرے صاحبزادے زبیر صدیقی انگریزی صحافت سے وابستہ تھے۔ ڈان (دہلی) اور پاکستان ٹائمز (لاہور) میں کام کرنے کے بعد سول اینڈ ملٹری گزٹ (لاہور) کے ایڈیٹر ہوگئے تھے۔ ۱۹۶۳ء میں جب یہ اخبار بند ہوا تو وہ پی۔ آئی۔ اے میں جنرل منیجر، پبلک ریلیشنز مقرر ہوئے۔ انھوں نے قائداعظم پر ہیکٹر بولیتھو کی کتاب کا اردو میں ترجمہ بھی کیا تھا۔ اُن کا انتقال ۸ر جون ۱۹۷۹ء کو راولپنڈی میں سڑک کے ایک حادثے میں ہوا۔☆۱۴

حواشی

۱۔ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کے سوانحِ حیات کی تاریخیں اور دیگر ضروری کوائف مسلم صدیقی مرحوم کے مرتبہ "مقالاتِ صدیقی" (پہلا حصہ) کے آغاز میں "عرضِ مرتب" سے لیے گئے ہیں۔
۲۔ "انشائے غالب"، ص ۱۵، مرتبہ رشید حسن خاں، کراچی، ۲۰۰۱ء۔
۳۔ "تذکرۂ معاصرین" بحوالہ "تذکرہ ماہ و سال" از مالک رام، دہلی، نومبر ۱۹۹۱ء۔
۴۔ ہندستانی اکیڈیمی کے بارے میں دیکھیے آصف اختر کا مضمون جو گورنمنٹ نیشنل کالج، کراچی کے مجلہ "علم و آگہی" (خصوصی شمارہ) ۷۲۔۱۹۷۳ء میں زیرِ ادارت ابوسلمان شاہ جہاں پوری شائع ہوا تھا۔
۵۔ "مقالاتِ صدیقی" (پہلا حصہ) ص ۵، مرتبہ مسلم صدیقی، لکھنؤ ۱۹۸۳ء۔
۶۔ "انشائے غالب"، ص ۱۲۔۱۳۔
۷۔ ایضاً، ص ۱۳۔
۸۔ "نوادر المکاتیب" از ڈاکٹر سید عبداللہ، مطبوعہ "اردو نامہ" (کراچی)، شمارہ ۴۴۔۴۵ (بہ یاد ڈاکٹر عبدالستار صدیقی مرحوم)، مارچ ۱۹۷۳ء۔
۹۔ ایضاً۔

۱۰۔ "تحقیق" (جام شورو)، شمارہ ۱۳۔۱۲، ص۶۱ـ۲۶۰۔

۱۱۔ "انشائے غالب"، ص۱۳۔

۱۲۔ مسلم صدیقی مرحوم کی تاریخ وفات مشفق خواجہ صاحب نے بتائی ہے جس کے لیے میں اُن کا ممنون ہوں۔

۱۳۔ مشفق خواجہ صاحب کی اطلاع کے مطابق "مقالاتِ صدیقی" کا دوسرا حصہ رشید حسن خاں صاحب نے اشاعت کی غرض سے مکتبہ جامعہ، دہلی کو دیا ہے لیکن تاحال یہ شائع نہیں ہو سکا۔

۱۴۔ "مسلم انڈیا۔ اے بایوگرافیکل ڈکشنری"، ص۳۵۲، از پروفیسر احمد سعید، لاہور، ۱۹۹۷ء۔

سوانحِ مؤلّف

"سیّد عبدالرشید بن عبدالغفور الحسینی المدنی التتوی، جو گیارھویں صدی ہجری میں برِعظیم کا ایک بڑا فرہنگ نویس تھا، اپنا سلسلۂ نسب حضرت حسین بن علی۔بن ابی طالب تک پہنچاتا ہے۔ اُس کا خاندان عرب سے نقل مکانی کر کے سندھ آیا تھا جہاں ٹھٹھہ (مقامی تلفظ ٹھٹھو) کے شہر میں عبدالرشید پیدا ہوا۔ چنانچہ اسی نسبت سے وہ ٹھٹھوی کہلاتا ہے۔ ہمیں اُس کی تاریخِ ولادت کا علم نہیں، نہ یہ معلوم ہے کہ اُس کے آبا و اجداد کس زمانے میں سندھ آ کر قیام پذیر ہوئے۔ اسی طرح ہم اس بات سے بھی بے خبر ہیں کہ وہ کس عمر تک اپنے مولد ٹھٹھہ میں رہا اور کب آگرہ اور دہلی کے شاہ نشین شہروں میں پہنچا، جہاں اُس نے بظاہر اپنی زندگی اور علمی مصروفیات کا بہترین عرصہ گزارا ہے۔ اُس کے سوانحِ حیات کے بارے میں اُس کے ہم عصر مصنفین کوئی اطلاع فراہم نہیں کرتے۔ اس کی اپنی تحریروں سے صرف اتنا پتا چلتا ہے کہ اُس کے اسلاف دراصل مدینہ منورہ سے تعلق رکھتے تھے، جہاں سے اُس کے کچھ بزرگ پھرتے پھراتے مشرق کی جانب سندھ میں آ کر مقیم ہو گئے۔"☆۱

یہ امر واقعی تعجب خیز ہے اور افسوس ناک بھی کہ ہمارے مؤلف کے بارے

میں ہم عصر اور قریب العصر تاریخ و سوانح کی کتابوں میں بہت کم اور نہایت مختصر معلومات ملتی ہیں۔ خود اپنی تالیفات میں بھی وہ اپنا تذکرہ صرف رسمی اور ضروری حد تک کرتا ہے۔ دوسری کتابیں جن میں کسی تقریب سے اُس کا ذکر آیا ہے، تاریخی ترتیب کے لحاظ سے یہ ہیں:

۱۔ مرآۃ العالم از محمد بختاور خان (سنہ تالیف ۱۰۷۸ھ)

یہ اورنگ زیب عالم گیر کے عہد کی تاریخ ہے۔ "آئینہ بخت" سے اِس کا سنہ تالیف نکلتا ہے۔ اگرچہ بعد میں بھی کچھ اضافے کیے گئے ہیں۔ اِس میں اورنگ زیب کی تخت نشینی کے موقع پر کہی جانے والی تاریخوں کے سلسلے میں مؤلف کا بیان ہے کہ:

"فصحاے بلاغت شعار تواریخ بدیعی براے این جلوس اقبال پیرا یافتند از جملہ [آیہ] کریمہ: اطیعوا اللّٰہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم، است کہ سیّد عبدالرشید توی بآن ملہم گشتہ۔"☆۲

۲۔ کلمات الشعرا از محمد افضل سرخوش (سنہ تالیف ۱۰۹۳ھ)

شاعروں کے اِس تذکرے کا نام تاریخی ہے جس سے سال ۱۰۹۳ھ برآمد ہوتا ہے۔ اِس کے مرتب کا کہنا ہے کہ اِس میں ۱۱۱۵ھ تک کے بعض حالات ملتے ہیں۔ اِس عقدے کو میر غلام علی آزاد بلگرامی اِس طرح حل کرتے ہیں کہ ۱۰۹۳ء اس کے آغاز کا سال ہے اور "اختتام در عشرۂ ثانی بعد مائۃ والف صورت گرفت"۔☆۳

اِس تذکرے میں جن شعرا کے تراجم درج کیے گئے ہیں، اُن میں ہمارے مؤلف کا نام شامل نہیں۔ البتہ کتاب کے آخر میں سرخوش نے قرآن مجید کی آیات سے اخذ کی جانے والی تاریخوں کا ذکر کرتے ہوئے وہی جلوسِ اورنگ زیب کی متذکرۂ بالا تاریخ اِن الفاظ کے ساتھ درج کی ہے:

"تاریخ جلوس شاہ عالم گیر عبدالرشید صاحب فرہنگ رشیدی، اطیعو اللّٰہ واطیعو الرسول و اولی الامر منکم، یافتہ"۔☆۴

اس کے بعد متفرق تاریخوں کے ضمن میں شاہ جہان کی تخت نشینی کی ایک تاریخ یوں دی ہے:

"تاریخ جلوس شاہ جہان بادشاہ: شاہ جہان باشد شاہ جہان"☆۵

اگرچہ اس تاریخ پر کسی کا نام نہیں دیا گیا لیکن ہم جانتے ہیں کہ یہ تاریخ سید عبدالرشید کی کہی ہوئی ہے۔

۳۔ (تذکرہ) ہمیشہ بہار از کشن چند اخلاص (تالیف ۱۱۳۶ھ)

"ملا عبدالرشید مؤلف فرہنگِ رشیدی، عربی و فارسی کہ خطبۂ آن فرہنگ با بنام شاہ جہان بادشاہ نوشتہ، سپہر فضل و دانش بودہ و کوکب ضیا و بینش۔ تاریخ جلوس آن بادشاہِ عادل چنین بسلکِ نظم آوردہ:

برشدہ بر تخت باقبال و بخت
شاہ جہاں ثانی صاحب قراں
آں شہ دیں پرور کز فیض او
گشت جہاں غیرت باغ جناں
باغ جہاں خرم و سرسبز شد
از کرمِ بادشہِ کامراں
آمدہ تاریخ جلوسش زغیب
شاہ جہاں باشد شاہ جہاں☆۶

اس قطعے کے تیسرے مصرعے میں کھردرا پن ہے لیکن آخر مصرع، جو مادۂ تاریخ ہے اور جس سے سالِ جلوس ۱۰۳۷ھ برآمد ہوتا ہے، بالکل ساقط الوزن ہے، جس کی توقع عبدالرشید جیسے فاضل سے نہیں کی جاسکتی۔ (اس قطعے کی صحیح قرأت اگلی سطور میں پیش کی جارہی ہے)۔

اخلاص نے ہمارے مؤلف کے علم و فضل کی شاندار الفاظ میں تعریف کی ہے

اور اسے فضل و دانش کا آسمان اور نور و بصیرت کا ستارہ قرار دیا ہے لیکن ساتھ ہی ایک غلط بیانی بھی کرگیا ہے۔ فرہنگِ رشیدی عربی سے اس کی مراد "منتخب اللغات شاہ جہانی" ہے جو واقعی شاہ جہاں کے نام معنون ہوئی تھی لیکن فرہنگِ رشیدی فارسی پر کسی حکمران کا نام نہیں ملتا جب کہ مؤلفِ تذکرہ واضح الفاظ میں دونوں کو شاہ جہاں کے نام سے منسوب بتا رہا ہے۔

۴۔ مقالات الشعراء از میر علی شیر قانع تتوی (تالیف ۱۱۷۴ھ)

یہ تذکرہ سندھ کے ۱۹۷ فارسی گوشعرا کے احوال و آثار پر مشتمل ہے۔ اس میں شمارہ ۳۵۱ پر عنوان ہے "عبدالرشید" اور موصوف کے بارے میں یہ سطور ملتی ہیں:

"میر عبدالرشید ولد عبدالغفور الحسینی المدنی التتوی علامۂ وقت بودہ، تصنیفات کثیرہ دارد۔ برصدق کمالش دو منتخب لغت عربی و پارسی المشہور بہ رشیدی عربی و رشیدی پارسی دو شاہد عادل بس اند و ایضاً این چند بیت او از جملہ ابیات قصیدۂ طولانی برہان جامعیت علوم است۔ منہ:

باز طغیانِ جنوں دارد دل شیدائے من
شورش زنجیر افزوں می کند سودائے من☆"

اس طویل قصیدے کے ۲۳ منتخب اشعار نقل کیے گئے ہیں۔ بعد ازاں وہی اورنگ زیب کے جلوس کی قرآنی تاریخ بدین الفاظ درج ہے:

"آیۂ کریمہ، اطیعو اللّٰہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم (۱۰۶۸ھ) در جلوس عالمگیر از جملہ نوادر استنباط طبع رشید اوست۔"☆۸

مقالات الشعراء سے ہمیں جو سب سے قیمتی چیز میسر آتی ہے وہ عبدالرشید کے قصیدے کا انتخاب ہے۔ اس کا مختصر جائزہ اُس وقت لیا جائے گا جب عبدالرشید کی شاعری زیرِ بحث آئے گی۔

مقالات الشعراء میں شمارہ ۲۰۷ پر حیدر کلیچ ہروی کے تذکرے میں سید

عبدالرشید کی فارسی فرہنگ کا نام آتا ہے۔ لفظ "کلیچہ" کی تشریح کرتے ہوئے قانع لکھتے ہیں:

"در فرہنگِ رشیدی نوشتہ کہ کلوچ بفتحتین و واو معروف کلیچۂ بزرگ۔"[۹]

اسی تذکرے میں ایک بار پھر شمارہ ۴۲۶ کے تحت عارف (بلوچ) کے ترجمے میں سید عبدالرشید کا ذکر ملتا ہے۔ عارف کی ایک رباعی:

عارف پر تیر را زگی خواہم کرد
از رشتۂ جان خصم پلی خواہم کرد
بر سینۂ دشمن علی خواہم زد
شنجرف ز خون دل ولی خواہم کرد

میں آنے والے لفظ "گی" پر روشنی ڈالتے ہوئے قانع کہتے ہیں:

"میر عبدالرشید در ترجمۂ لغت گی با کاف فارسی نوشتہ کہ گی جانوریست کہ پَر آن ابلق باشد و بر تیر نصب کنند و ہمیں رباعی عارف بلوچ را شاہد آوردہ۔"[۱۰]

فرہنگِ رشیدی میں مثال پیش کرتے ہوئے رباعی کے صرف پہلے دو مصرع دیے گئے ہیں، اس فرق کے ساتھ کہ ردیف بجائے "خواہم کرد" کے "خواہد کرد" ہے۔[۱۱]

۵۔ خزانۂ عامرہ از میر غلام علی آزاد بلگرامی (تالیف ۱۱۷۶ھ)

آزاد بلگرامی نے اس تذکرے میں ہمارے مؤلف کو باقاعدہ جگہ تو نہیں دی لیکن ضمناً ایک ایسی اہم اطلاع بہم پہنچائی ہے جس کے لیے ہمیں میر موصوف کا ممنون ہونا چاہیے۔ یہ ہے سید عبدالرشید کا سالِ وفات۔ لیکن خزانۂ عامرہ کا اقتباس درج کرنے سے پہلے عبدالرشید کے سنہ وفات کے حوالے سے ایک غلط فہمی کا تذکرہ ضروری ہے۔

ہمارے ہاں ادبی تاریخ کے موضوع پر کام کرنے والوں میں یہ دستور رہا ہے

کہ کسی مصنف کی تاریخِ وفات معلوم نہ ہونے کی صورت میں، اُس کی آخری معلومہ تصنیف کی تاریخ ہی کو اس کا سال وفات تصور کرلیا جاتا ہے۔ شاید اِسی رواج کے مطابق بروکلمن نے ۱۰۶۸ھ کو عبدالرشید کا سنہ وفات قرار دے دیا۔ اِس ضمن میں ڈاکٹر صدیقی، مولانا عرشی کے نام ایک خط (مکتوبہ ۲۰ر مارچ ۱۹۵۵ء) میں یوں اظہار خیال کرتے ہیں:

> "بروکلمن نے رشید کی وفات ۱۰۶۸ھ میں بتائی ہے۔ عجب نہیں کشف الظنون حاجی خلیفہ میں یہی لکھا ہو اور اِس پر بروکلمن نے اعتبار کرلیا ہو ورنہ ۱۰۶۹ھ میں تو رشید نے عالم گیر کی تخت نشینی کی تاریخ کہی تھی۔ یہ کیوں کر ممکن ہوگا۔ علی گڑھ جاؤں تو دیکھوں۔"☆۱۳

لیکن اِس بارے میں کشف الظنون سے کوئی حوالہ میسّر نہ آسکا، چنانچہ ۲ر اپریل ۱۹۵۵ء کے مکتوب میں لکھتے ہیں:

> "میں ۲۷ کی رات علی گڑھ چلا گیا تھا... وہاں میں نے بھی کشف الظنون سے بہت سر مارا۔ حیرت ہوئی کہ نہ رشیدی کا ذکر ملا نہ منتخب اللغات یا معربات کا۔"☆۱۳

یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ صدیقی صاحب نے غالباً روا روی میں لکھ دیا تھا کہ رشیدی نے جلوسِ عالم گیر کی تاریخ ۱۰۶۹ھ میں کہی تھی۔ دراصل یہ تاریخ، جس کا اوپر ایک سے زائد بار تذکرہ ہوچکا ہے، سنہ ۱۰۶۸ھ میں کہی گئی تھی یعنی اورنگ زیب کے پہلے جلوس کے موقع پر۔ حقیقت یہ ہے کہ شاہ عالم گیر کی رسم جلوس دو بار ادا ہوئی تھی۔ "آدابِ عالم گیری" میں، جو ابوالفتح قابل خان کے مسودات کی اساس پر صادق مطلبی انبالوی نے ۱۱۲۹ھ میں تالیف کی تھی، دونوں جلوسوں کا واضح تذکرہ ملتا ہے۔ پہلا جشنِ جلوس جنگ تخت نشینی کے آغاز میں، غالباً قانونی تقاضے پورے کرنے کی غرض سے یکم ذی قعدہ ۱۰۶۸ھ بروز جمعہ برپا ہوا۔ چنانچہ آغاز جلوس اول کے زیر عنوان یہ

عبارت ملتی ہے:

"روز مبارک جمعہ غرۂ ذی قعدہ سال ہزار و شصت و ہشت ہجری مطابق یازدہم امرداد... بر تختِ سلطنتِ جلوس اجلال نمودہ۔"☆۱۴

اور عبدالرشید کا نام لیے بغیر اس کی اخذ کردہ تاریخ کا ذکر یوں آیا ہے:

"وفصحای بلاغت شعار و سخن سنجان نکتہ گذار تواریخ بدیعہ برای این جلوس اقبال پیرا یافتہ اند ازاں جملہ کریمۂ اطیعو الرسول و اولی الامر منکم [کذا] است۔"☆۱۵

"کریمہ" سے قبل "آیہ" اور "اطیعو الرسول" سے قبل "اطیعو اللہ" مصنف، مؤلف یا مرتب سے سہواً حذف ہوگیا ہے۔

دوسرا جشنِ جلوس اگلے سال اُس وقت منعقد ہوا جب جنگ کا پانسا عالم گیر کے حق میں پلٹ چکا تھا۔ اِس کی تاریخ ۲۴ر رمضان المبارک ۱۰۶۹ھ بروز اتوار ہے۔ "آداب عالم گیری" میں "تاریخ جلوسِ ثانی" کے عنوان کے تحت آتا ہے:

"بیست و چہارم ماہ مبارک رمضان ہزار و شصت و نہ ہجری روز فرخندۂ یک شنبہ... بر اورنگِ حشمت و جلال و سریرِ عظمت و استقلال، جلوسِ اجلال فرمودند۔"☆۱۶

اِس موقع پر ملا شاہ بدخشی اور دیگر لوگوں نے تاریخیں موزوں کیں لیکن ان میں ہمارا مؤلف شامل نہیں ہے۔

اِس بارے میں چارلس ریو کو بھی مغالطہ ہوا ہے۔ وہ عبدالرشید کی بابت لکھتا ہے۔

"A Chronogram which he composed on the second JULUS of Aurangzeb shows that he was still alive in A. H. 1069."☆17

اِس کے بعد بھی یہ غلطی متواتر کی جاتی رہی ہے۔ مثلاً ڈاکٹر بشیر حسین فرہنگِ رشیدی کے ایک مخطوطے کا تعارف کراتے ہوئے کہتے ہیں:

"فرہنگ رشیدی مؤلفہ عبدالرشید ابن عبدالغفور الحسینی المدنی التتوی

کہ تا سال ۱۰۶۹ھ (۱۶۵۸ء) بقید حیات بود۔"[۱۸☆]

اور ڈاکٹر شہریار نقوی، کشن چند اخلاص کے تذکرہ ہمیشہ بہار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"شعری کہ در دومین سال تاریخ جلوس اورنگ زیب شہنشاہ ہندوستان از ملا عبدالرشید در کتاب مزبور بیان شدہ است خاطر نشان می سازد کہ وی تا ۱۰۶۹ ہجری قمری در قید حیات بودہ است۔"[۱۹☆]

دراصل ڈاکٹر نقوی نے "ہمیشہ بہار" کا حوالہ اسپرنگر کی "فہرست کتاب خانہ اودھ" کے واسطے سے دیا ہے، خود یہ کتاب نہیں دیکھی، اس لیے اِس بیان میں کئی غلطیاں در آئی ہیں، یعنی:

(ا) عبدالرشید نے جلوسِ عالم گیری کی تاریخ کسی شعر سے نہیں کہی بلکہ قرآنِ پاک سے اخذ کی تھی۔

(ب) یہ واقعہ سنہ ۲ جلوسِ عالم گیری کا نہیں بلکہ پہلے سال کے آغاز کا ہے۔

(ج) تذکرہ ہمیشہ بہار میں عالم گیر کی تاریخ جلوس پر مبنی عبدالرشید کا کوئی شعر نہیں ملتا۔

(د) ہمیشہ بہار میں جو قطعۂ تاریخِ جلوس دیا گیا ہے، اُس کا تعلق جلوسِ شاہ جہاں سے ہے اورنگ زیب سے نہیں۔

گویا نقوی صاحب کے اس مختصر بیان سے وہی صورت حال پیدا ہوگئی کہ:

چہ خوش گفت سعدی در زلیخا

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا

اب میں یہ بحث معترضہ ختم کر کے اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔ آزاد بلگرامی، خزانۂ عامرہ میں شیخ محمد علی ماہر اکبر آبادی (متوفّٰی ۱۰۸۹ھ) کے تعارف اور انتخابِ کلام کے اختتام پر رقم طراز ہیں:

"در تاریخ فوت میر عبدالرشید لغوی توی صاحب منتخب اللغات و فرہنگ فارسی کہ در سنہ سبع و سبعین بعالم باقی شتافت این مصراع یافت : سیّد عبدالرشید باد بفردوس پاک۔"☆۲۰

خزانۂ عامرہ میں ہمارے مؤلف کی تاریخ وفات کے حوالے کا سراغ بھی غالباً ڈاکٹر عبدالستار صدیقی مرحوم نے ہی لگایا تھا۔ چنانچہ ۲۰ / مارچ ۱۹۵۵ء والے مکتوب میں مولانا عرشی کو لکھتے ہیں:

"آزاد بلگرامی نے خزانۂ عامرہ میں (میرزا☆۲۱ محمد علی ماہر اکبرآبادی کے ترجمے کے ذیل میں) لکھا ہے کہ سیّد عبدالرشید ٹھٹھوی صاحب منتخب و رشیدی فارسی کے مرنے کی تاریخ اس مصرع سے نکالی ہے:

سیّد عبدالرشید باد بفردوس پاک (۱۰۷۷ھ)

اگر ماہر کے دیوان کا نسخہ کتاب خانے میں ہو تو براہِ کرم پورا قطعۂ تاریخ مرحمت فرمایئے۔"☆۲۲

غالباً دیوان ماہر کی جستجو ناکام رہی اور پورا قطعۂ تاریخ دست یاب نہ ہوسکا۔

۶۔ تحفۃ الکرام از میر علی شیر قانع (تالیف ۱۱۸۱ھ)

علی شیر قانع کی یہ ضخیم تالیف جس کا موضوع تاریخ اور بالخصوص تاریخِ سندھ ہے، تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ تیسری جلد میں سندھ کے حکمرانوں، یہاں کے شہروں اور ان کی اہم شخصیات کا مذکور ہے۔ یہ جلد سنہ ۱۳۰۴ھ میں مطبع ناصری، دہلی میں چھپی تھی۔ قانع نے عبدالرشید کا تذکرہ "مقالات الشعرا" میں کیا تھا۔ "تحفۃ الکرام" میں رشید کے والد سیّد عبدالغفور کا تعارف ان الفاظ میں ملتا ہے:

"سیّد عبدالغفور جامع کمالات داخل اجلہ انام مذکور۔ تحقق خاندانش صورت نمادہ۔ از دو پسر نامی مذکور است، سیّد عبدالرشید، سیّد عبدالرؤف، سیّد عبدالرشید تحریر وقت برآمدہ۔ در عہد عالم گیر جہان

آباد رشدی گزیدہ کردہ۔ از مؤلفاتش دو منتخب فرہنگ عربی و فارسی و رشیدی نام نسخہ در مناظرہ وغیرہ شائع، چون درگذشت اولادی تخلف نمود۔" ☆۲۳

اس بیان کے حوالے سے ہماری سابقہ معلومات میں بعض اضافے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ عبدالرشید کا ایک بھائی عبدالرؤف نامی تھا جس کے بارے میں ہمیں کوئی اطلاع نہ تھی۔ یوں بھی یہ کوئی معروف شخصیت معلوم نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ کہ سید عبدالرشید لاولد رہے۔ تیسری اہم بات یہ ہے کہ قانع پہلی بار ہمارے مؤلف کی عربی و فارسی فرہنگوں کے علاوہ ایک تیسری تالیف کا ذکر کرتا ہے یعنی "و رشیدی نام نسخہ در مناظرہ وغیرہ" جس سے اس کی مراد یقیناً معربات رشیدی ہے۔ اس کو مناظرے وغیرہ کی کتاب غالباً اس لیے کہا گیا ہے کہ مؤلف نے اس میں جابجا اپنے پیش رو مصنفین کے موقف کی تردید کی ہے۔ قانع اگرچہ اس رسالے کو بھی "شائع" بتا رہا ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ یہ قانع کی نظر سے نہ گزرا ہو اور اُس نے اس کے بارے میں پڑھا یا کسی دوسرے شخص سے سنا ہو۔ بہرحال قانع، سید عبدالرشید کی علمی وقعت سے بخوبی آگاہ ہے اور اُسے اس کے عہد کا فاضل دانشور (نحریر وقت) تسلیم کر رہا ہے۔

غرض یہ ہے وہ کل ذخیرۂ معلومات جو ہمیں مختلف تذکروں اور تاریخوں سے اپنے مؤلف کے بارے میں دستیاب ہوتا ہے۔

☆

سید عبدالرشید کی شخصیت کے دو نمایاں پہلو ہیں۔ ایک بطور شاعر اور تاریخ گو اور دوسرا بطور ماہر لسانیات و لغت نویس۔

جہاں تک عبدالرشید کی شاعری کا تعلق ہے، ہمیں اس کا صرف ایک معیاری نمونہ ملتا ہے اور وہ بھی نامکمل یعنی ایک قصیدے کے ۲۳ منتخب اشعار جو قانع نے مقالات الشعراء میں نقل کیے ہیں۔ میں وہ اشعار یہاں درج کرتا ہوں:

۱۔ باز طغیان جنوں دارد دل شیدائے من
شورش زنجیر افزوں می کند سودائے من

۲۔ چون خیالِ کاکلِ خوباں کنم از سر بروں
کز پریشانی بود جمعیت اجزاے من

۳۔ می کند غم ہاے مردہ زندہ در دل ہاے شاد
نفخۂ صور است گویا آہ شیون زاے من

۴۔ شب بشارت آمد آں غارت گر کالاے ہوش
آں دل آشوب جہاں، واں شوخ بے پرواے من

۵۔ گفتمش تا کے ز ہجرت خونِ دل نوشم چو مے
رحم کن کز دست رفت ایں جان غم فرساے من

۶۔ سوزشِ الماس دارد شربتِ ہجرت ازاں
لختِ دل می ریزد از مژگان خون پالاے من

۷۔ معجزِ عشق است کز سنگِ ملامت ہاے خلق
می نریزد قطرۂ مہر تو از میناے من

۸۔ گفت اگر خواہی کہ چینی میوہ از باغِ وصال
خدمتے ترتیب کن در مدحتِ مولاے من

۹۔ جستم از جا بہرِ فکرِ خدمت و از خود تہی
لمعہ ای از نورِ غیبی یار شد با راے من

۱۰۔ برہمیں وزن و قوافی بر طریقِ ارتجال
مطلعے سر می زند از طبعِ معنی زاے من

۱۱۔ شہریارِ فضل و شہرِ معانی جاے من
می رود در کشورِ دانش کنوں غوغاے من

۱۲۔ ہم قلم دارم بدست و ہم علم دارم بدوش
کردہ فتحِ ملکِ معنی خاطرِ داناے من

۱۳۔ در تفاسیر سور کشاف سپر مشکلم
منزلست این آیہ اندر شانِ استیفاے من
۱۴۔ در معانی و بیاں مفتاح گنجے داشتم
نیست در فنِ بلاغت ہیچ کس ہمتاے من
۱۵۔ در طریقِ نحویاں مصباح راہِ ظلمتم
در سبیلِ صرفیاں وافی است استیفاے من
۱۶۔ در اصولِ ہندسی تحریرِ اشکال از منست
در طریقِ منطقی تامست استقراے من
۱۷۔ از طبیعی و الٰہی بہرہ ای دارم تمام
نیست محتاج براہیں سورۂ دعواے من
۱۸۔ شیوۂ سحر حلال از شعرِ من دارد رواج
شمع جمع شاعراں باشد ید بیضاے من
۱۹۔ ایں ہمہ فخرم روا باشد چوہست از راہِ فضل
افتخارِ اہلِ عرفاں سید و مولاے من
۲۰۔ شاہ دین اخی علی مرتضٰی کز مہرِ او
شد بنورِ غیب روشن دیدۂ بیناے من
۲۱۔ در شریعت رہنمایم در طریقت پیشوا
در حقیقت مقتدا آں مقصد اقصاے من
۲۲۔ ایں ہمہ گلہا کہ از گلزارِ طبع من شگفت
آبیارِ فیضِ او باشد چمن پیراے من
۲۳۔ در جنابِ او کہ نخلستانِ علم و دانش است
خود چہ باشد وزنِ قدر خوشۂ خرمای من ☆۲۳

یہ قصیدہ، جیسا کہ شعر نمبر ۲۰ سے معلوم ہوتا ہے، حضرت علی کی منقبت میں کہا

گیا ہے۔ شاعر نے اپنے جذبات عقیدت بڑی مہارت سے پیش کیے ہیں۔ اگرچہ قصیدے کے مضامین روایتی ہیں اور ان میں کوئی ندرت دیکھنے میں نہیں آتی، تاہم یہ روانی اور فصاحت کے معیار پر پورا اترتا ہے۔ چھٹے اور ساتویں شعر سے شاعر کی استادانہ گرفت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ گیارھواں شعر مطلع ثانی ہے۔ یہاں سے اٹھارھویں شعر تک شاعرانہ تعلّی سے کام لیا گیا ہے۔ شاعر کا کہنا ہے کہ وہ شہریار فضل و دانش اور صاحب قلم و علم ہے۔ تفسیر، صرف و نحو، ہندسہ، منطق، طبیعیات اور الٰہیات کا عالم بے بدل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اُس کی شاعری سحرِ حلال کا درجہ رکھتی ہے بلکہ یہ ایک اعجاز ہے جس کی بدولت اُسے شاعری کی محفل میں شمع کی حیثیت حاصل ہے۔ ہم اس آخری دعوے کی کماحقہ تصدیق کرنے کے قابل نہیں کیونکہ اس دعوے کو پرکھنے کے لیے ۲۳ اشعار اصلاً ناکافی ہیں۔ یہ امر بذات خود تعجب خیز ہے کہ مقالات الشعرا سے قطع نظر کسی تذکرے میں عبدالرشید کو بحیثیت شاعر متعارف نہیں کرایا گیا۔ لے دے کے "ہمیشہ بہار" میں اُس کا نام بطور شاعر شامل ہوا ہے سو وہاں بھی اُس کے نمونۂ کلام میں محض ایک قطعۂ تاریخ پر اکتفا کی گئی ہے۔ اس بنا پر کہنا پڑتا ہے کہ عبدالرشید کا شعری سرمایہ از قسم قصیدہ و غزل نہایت قلیل ہوگا۔ باقی علوم، جن کا وہ مدعی ہے اُن کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ جس میدان (یعنی فرہنگ نویسی) میں سید موصوف کو واقعی مہارت حاصل تھی وہ اُسی کا نام لینا بھول گئے ہیں۔ بہرحال جیسے کہ پہلے کہا جاچکا ہے یہ شاعرانہ تعلّیاں ہیں جن پر گرفت نہیں کی جاسکتی۔

منتخب اللغات کے مقدمے میں نثر کے ساتھ ساتھ مؤلّف نے کچھ منظوم ٹکڑے بھی موزوں کیے ہیں جن میں سے ہر ایک چار سے چھ ابیات پر مشتمل ہے۔ ان کے عنوانات یہ ہیں: حمد، نعت، در مدح شاہ جہاں (دو پارے) اور بادشاہ کے چار فرزندوں کے بارے میں ابیات۔

یہ تمام اجزا مثنوی کے انداز میں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان ابیات سے ہمیں اُن کے ناظم کی موزونیِ طبع اور مبلغ علم کا سراغ ملتا ہے لیکن انھیں عبدالرشید کی

شعری فتوحات میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایک فاضل شخص کی قافیہ پیمائی کا شاخسانہ ہے اور بس۔ ہاں اگر اقلیم نظم کی کسی صنف میں سید موصوف کو کوئی مقام دیا جاسکتا ہے تو وہ فنِ تاریخ گوئی ہے، جس میں اُسے بلاشبہ مہارت تامّہ حاصل ہے۔ جن لوگوں نے اپنی کتابوں میں اُس کا تذکرہ کیا ہے وہ لغت نویسی کے بعد تاریخ گو کی حیثیت ہی سے کیا ہے۔ عبدالرشید نے اپنی تاریخ گوئی کے بعض نمونے منتخب اللغات کے مقدمے میں شامل کیے ہیں۔ یہاں اُن پر نظر ڈالنا نامناسب نہ ہوگا۔

اُن میں پہلی شاہ جہاں کی تاریخِ ولادت ہے جس کے بارے میں اُس کا کہنا ہے:

"و از حسنِ اتفاقات ایں دولت عالیہ آں کہ تاریخِ ولادت سراسر سعادتش، صاحب قران ثانی می شود بعد از رفعِ حروف احاد و جامع اوراق این تاریخ شریف را چنیں در سلک نظم کشید۔" ☆۲۵

دو مبارک ستارے یعنی زہرہ و مشتری جب ایک برج میں جمع ہوں تو اُسے "قران السعدین" کہا جاتا ہے اور اس قران کے دوران میں پیدا ہونے والا بچّہ "صاحب قران" کہلاتا ہے۔ سلاطینِ مغلیہ میں پہلا صاحب قران امیر تیمور تھا اور دوسرا شاہ جہاں جس کا لقب صاحب قران ثانی ہے۔ عبدالرشید نے اسی لقب سے شاہ جہاں کی تاریخ ولادت (سنہ ۱۰۰۰ھ) نکالی ہے اور التزام یہ کیا ہے کہ لقب کے مجموعی اعداد میں سے احاد یعنی اکائیوں پر مبنی عدد تفریق کر دیے ہیں جن کا مجموعہ ۴+۹=۱۳ بنتا ہے (الف=۱+ح=۸+ب=۲+الف=۱+الف=۱ =۱۳)۔ یہ قطعہ پانچ ابیات پر مشتمل ہے۔ ہمارے مطلب کے دو آخری بیت ہیں یعنی:

از چار و نہ نیاید دیگر چو او خدیوے
کامد قرینِ حکمش تائیدِ آسمانی
از چار و نہ گذر کن تا عقل بر تو خواند
تاریخِ مولدش را صاحب قرانِ ثانی

چار سے اربعہ عناصر اور نہ سے نو افلاک مراد ہیں۔ "صاحب قرانِ ثانی" کے اعداد کا مجموعہ ۱۰۱۳ بنتا ہے جس میں سے ۴+۹=۱۳ نکال دیے جائیں تو باقی مطلوبہ سنہ ۱۰۰۰ھ حاصل ہوتا ہے۔

دوسری تاریخ شاہ جہاں کی تخت نشینی (۱۰۳۷ھ) کی ہے۔ مؤلف کا بیان ہے:
"و تاریخ جلوس ہمایونش کہ نیز راقم این حروف بدان ملہم شدہ و بہ نظم در آوردہ:

برشدہ بر تخت باقبال و بخت
شاہ جہان ثانی صاحب قران
... [تین اشعار کے بعد] ...
آمدہ تاریخ جلوسش ز غیب
شاہ جہان باشد و شاہ جہان"[۲۶]

آخری مصرع سے کل اعداد ۱۰۴۳ حاصل ہوتے ہیں حالانکہ شاہ جہاں کا سنہ جلوس ۱۰۳۷ھ ہے۔ یہ سال حاصل کرنے کے لیے "و" کے عدد یعنی ۶ کو مجموعی اعداد سے منہا کرنا پڑتا ہے۔ اسی لیے اکثر ناقلین اس مصرع کو "شاہ جہاں باشد شاہِ جہان" ہی لکھتے ہیں، بغیر یہ خیال کیے کہ اس طرح یہ مصرع بے وزن ہوجاتا ہے۔ دراصل عبدالرشید نے اس مادۂ تاریخ کو یوں لکھا تھا: "شاہ جہاں باشد" و "شاہِ جہان" یعنی حرف "و" لکھے جانے کے باوجود تاریخ کے اعداد میں شامل نہیں ہوتا۔ تاریخ گوئی کی مہارت یہ ہے کہ معانی میں کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ بات میں تیکھا پن پیدا ہوجاتا ہے یعنی شاہ جہاں ہو (اور) شاہ جہاں [ہو]۔

تیسرا قطعۂ تاریخ جو منتخب اللغات کے سنہ تکمیل کا حامل اور پانچ اشعار پر مبنی ہے، کتاب کے آخر میں درج کیا گیا ہے۔ عنوان ہے: "قطعۂ تاریخ اتمام تالیف این کتاب از مؤلف۔" اس کے آخری شعر میں بڑی خوب صورتی سے عمل تخرجہ کے ذریعے مطلوبہ سنہ نکالا گیا ہے یعنی:

"از پے تاریخ بلا قال و قیل
گفت خرد منتخب بے بدیل"[۴۷]

منتخب کے اعداد ۱۰۹۲ ہیں۔ ان میں سے بدیل کے اعداد = ۴۶ نکال دیں تو سنہ تالیف ۱۰۴۶ھ حاصل ہوتا ہے۔

منتخب اللغات کے علاوہ، عبدالرشید نے فرہنگ رشیدی کی تاریخ تالیف میں بھی ایک شعر کہا تھا۔ یہ شعر فرہنگ کی ایرانی اشاعت کے مصحح آقائے محمد عباسی نے اپنے مقدمے میں اس طرح درج کیا ہے:

گشت تاریخ از روی قبول
باد فرہنگ رشیدی مقبول[۴۸]

اور اسی اشاعت کے دیباچۂ مصنف میں یوں ملتا ہے:

گشت تاریخ وی از روے قبول
باد فرہنگ رشیدے مقبول[۴۹]

پہلی صورت میں پہلا مصرع وزن سے خارج ہے۔ البتہ دوسری صورت میں یہ قابل قبول ہو سکتا ہے۔ تاہم دوسرا مصرع جو مادۂ تاریخ ہے، بالکل درست ہے اور اس سے سنہ ۱۰۶۴ھ برآمد ہوتا ہے۔

اگر منظوم ہونے کی شرط نہ رکھی جائے تو ہمارے مؤلف کی شاہ کار تاریخ وہ ہے جسے بختاور خاں مرآۃ العالم میں الہامی قرار دیتا ہے یعنی اورنگ زیب عالم گیر کے جلوس اوّل کا سنہ اس آیت کریمہ سے نکالنا: "اطیعو اللہ واطیعو الرسول و اولی الامر منکم۔"

یہ سنہ ۱۰۶۸ھ ہونا چاہیے لیکن دقت یہ ہے کہ متذکرہ آیت سے سنہ ۱۰۶۶ھ نکلا ہے یعنی اصل سے دو عدد کم۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اکثر کتابوں میں اس آیہ شریفہ کو نقل کرتے ہوئے ایک غلطی کی جاتی رہی ہے۔ وہ یہ کہ لفظ "اطیعو" کلام پاک میں "اطیعوا" لکھا جاتا ہے یعنی اس کے آگے ایک زائد الف لایا جاتا ہے جو تلفظ میں نہیں

آتا۔ کیونکہ یہ لفظ آیت ہذا میں دو بار آیا ہے اس لیے دونوں جگہ ایک ایک الف کے اضافے سے مطلوبہ سنہ ۱۰۶۸ھ درست ہو جاتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ تاریخ گوئی کی بنیاد کتابت پر ہوتی ہے تلفظ پر نہیں یعنی جو حروف لکھے جاتے ہیں اُن کے اعداد شمار میں آتے ہیں، خواہ وہ بولنے میں نہ آئیں۔ اس اصول کے تحت "اطیعو اللہ" میں "اللہ" کے دونوں لام جو لکھے گئے ہیں، شامل ہوں گے لیکن "اطیعو الرسول" میں "رّ" پر تشدید ہونے کے باوجود وہ صرف ایک بار شمار ہوگی۔

سید عبدالرشید کی تاریخ گوئی پر مبنی ان مثالوں کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ یہ نمونے کسی بھی تاریخ گو کے لیے سرمایۂ افتخار ہو سکتے ہیں۔

عبدالرشید کی شہرتِ عام کا انحصار اُس کی زبان دانی پر ہے اور یہ اس کی لغت نویسی ہے جس نے اُسے جامۂ دوام کا خلعت پہنایا ہے۔ اُسے عربی اور فارسی دونوں زبانوں پر ماہرانہ عبور تھا اور اُس نے اپنی لسانی مہارت کو بڑے احسن طریقے سے طالبانِ علم کی رہنمائی کے لیے استعمال کیا، جس سے اُسے عزت و توقیر حاصل ہوئی۔ "تحفۃ الکرام" میں قانع نے اُس کے بارے میں لکھا ہے: "در عہد عالم گیر جہان آباد رشدی گزیدہ کردہ۔" لیکن عہد عالم گیر میں ہمارے مؤلف کے جاہ و تجمل کے اثبات کا کوئی بالواسطہ سراغ بھی نہیں ملتا۔ سچ پوچھیے تو عبدالرشید کی علمی خدمات اور سرپرستی پر فخر کا حق عالم گیر سے زیادہ شاہ جہاں کو اور جہاں آباد (دہلی) سے زیادہ آگرے اور سیکری کو پہنچتا ہے جہاں اُس کی تا حال معلومہ علمی یادگاروں میں سے تین کی تکمیل ہوئی اور چوتھی کا بیشتر کام بھی غالباً دارالسلطنت کے دہلی منتقل ہونے سے قبل کیا جا چکا تھا۔☆۳۰

اپنی علمی فضیلت کے باوجود عبدالرشید بعض معاملات میں حقائق سے تجاوز کر جاتا ہے۔ مثلاً رسالۂ معربات کے مقدمے میں اُس کا یہ بیان حقیقت کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا کہ ذال معجمہ کا فارسی زبان میں سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔☆۳۱ چنانچہ خان آرزو نے "مثمر" میں اِس بات سے اختلاف کا اظہار کیا ہے☆۳۲ غالب بھی فارسی میں ذالِ معجمہ کے قائل نہیں تھے اور ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کے نزدیک، انھوں نے "یہ

خیال رشید ٹھٹوی سے اخذ کیا ہے"۔☆۳۳

خود ڈاکٹر صدیقی نے رسالۂ معربات میں رشید کی بعض آرا پر تنقید کی ہے۔ تاہم اِن کوتاہیوں کے باوجود لغت نویسی میں اُس کی گراں بہا خدمات اور اِس میدان میں اُس کے بلند مقام سے انکار کی گنجائش پیدا نہیں ہوتی۔ اب مناسب ہوگا کہ اُس کی ان قابلِ قدر علمی یادگاروں کا مختصر تعارف پیش کیا جائے۔

ہم اپنے مؤلف کی چار تالیفات کے ناموں سے واقف ہیں جو تاریخی ترتیب سے بقرار ذیل ہیں:

(ا) منتخب اللغات شاہ جہانی۔

(ب) رسالۂ مفیرات۔

(ج) رسالۂ معربات۔

(د) فرہنگِ رشیدی۔

منتخب اللغات

سیّد عبدالرشید کی علمی مساعی کا پہلا نتیجہ منتخب اللغات ہے جو عموماً تذکروں وغیرہ میں "فرہنگِ رشیدی عربی" کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نے انگریزی میں اِس کا تعارف لکھا تھا، میں اس کا اردو ترجمہ یہاں درج کرتا ہوں:

"اپنی پہلی تالیف کے دیباچے میں مؤلف کا کہنا ہے کہ اُس نے عربی الفاظ کی یہ لغت تیار کی ہے جس کی تشریحی زبان فارسی ہے۔ اِس لغت میں اُس نے عربی فرہنگ نویسوں کے عمومی طریق ترتیب سے انحراف کیا ہے۔ وہ یوں کہ اُس کی لغت میں الفاظ کا اندراج ابجدی ترتیب سے کیا گیا ہے تاکہ ایسے فارسی خواں بھی مستفید ہوسکیں جو عربی علم صَرف سے واقف نہیں ہوتے اور اُن کتبِ لغات سے استفادہ نہیں کرسکتے جن کی تالیف میں الفاظ

کے بنیادی مادّوں کی ترتیب کو ملحوظ رکھا جاتا ہے اور ہر مادّہ کے مشتقات اس کے ذیل میں ابجئی کے بجائے صرفی ترتیب کے ساتھ درج کیے جاتے ہیں۔

عبدالرشید نے یہ کتاب سنہ ۱۰۳۶ھ میں شاہ جہاں بادشاہ کے نام منسوب کی اور اس کا نام منتخب اللغات شاہ جہانی رکھا۔ اس کے دیباچے میں مؤلف نے اپنے شاہی سرپرست اور اس کے چار فرزندوں کی نثر و نظم میں مدح سرائی کی ہے۔ اس کے مطالعہ سے انکشاف ہوتا ہے کہ اس کا نثری اسلوب بیک وقت واضح اور آراستہ ہونے کے ساتھ اپنے موضوع اور موقع کے اعتبار سے موزوں اور متناسب ہے۔ اسی طرح اس کی نظمیں بالخصوص قطعات تاریخ بڑے مناسب اور برمحل ہیں۔ کتاب کے آخر میں مثنوی کے انداز پر ایک نظم ہے جس میں مؤلف نے اپنی تالیف کے اہم مآخذ کے نام دیے ہیں نیز تکمیل کتاب کا مادّۂ تاریخ ہے جو مؤلف کی بذلہ سنجی کا شاہد عادل ہے۔ اس مادّے سے کتاب کے اختتام کا سال ۱۰۳۶ھ برآمد ہوتا ہے جو شاہ جہاں کا دورِ سلطنت ہے۔"

ڈاکٹر صدیقی نے منتخب اللغات کے آخر میں درج جن ابیات مثنوی کا تذکرہ کیا ہے وہ وہی ہے جس کا ذکر اوپر ہمارے مؤلف کی تاریخ گوئی کے ضمن میں آچکا ہے۔ اس نظم کو زیرِ نظر کتاب کا ایک مختصر لیکن جامع تعارف کہا جاسکتا ہے، اس لیے میں اسے یہاں درج کرتا ہوں:

نسخۂ جامع لغات عرب

از ۔ نسخ معتبرہ منتخب

نسخۂ قاموس و مہذب، صحاح

کنز و اسامی و مصادر، صراح

یافتہ اتمام بعہد شہی
از حق و از خلق جہان آگہی
سلطنت آرائے و ممالک ستاں
شاہ جہاں ثانی صاحب قران
از پے تاریخ بلا قال و قیل
گفت خرد "منتخب" بے "بدیل"
۱۰۹۲ - ۳۶ = ۱۰۳۶ھ

اس کی رُو سے مؤلف نے اپنے مآخذ میں سات کتابوں کے نام گنوائے ہیں لیکن وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ اُس نے زیادہ تر شیخ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروزآبادی☆۳۳ کی "قاموس" کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ یہ کتاب، شیخ موصوف نے امیر تیمور کی خدمت میں پیش کی تھی۔ اس کے بعد کسی حد تک "الصحاح فی اللغۃ" (جوہری متوفی ۳۹۳ھ کی معروف عربی لغت) اور ابوالفضل محمد بن عمر بن خالد کی "الصراح" سے کام لیا ہے۔ باقی نام برائے بیت کہے جاسکتے ہیں۔

عبدالرشید نے "منتخب" کے مقدمے میں "قاموس" پر مختلف قسم کے نو اعتراض کیے ہیں جن میں اس کی خامیوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔ منتخب اللغات کی تالیف سے اس کا مقصد انہی کوتاہیوں کو دور کرنا تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ "منتخب" بہت زیادہ مقبول ہوئی اور برعظیم میں طباعت کا رواج ہونے کے بعد بار بار چھاپی گئی ہے۔ مثلاً کلکتے سے ۱۸۰۶ء، ۱۸۱۶ء اور ۱۸۳۶ء میں، بمبئی سے ۱۲۷۹ھ (۱۸۶۲ء) اور ۱۲۹۰ھ (۱۸۷۳ء) میں، کان پور سے ۱۲۷۲ھ (۱۸۵۵-۵۶ء) میں اور لکھنؤ سے ۱۲۸۶ھ (۱۸۶۹ء) میں طبع ہوئی ہے۔ میرے پاس جو نسخہ ہے وہ مطبع مجیدی، کان پور میں سنہ ۱۳۲۷ھ میں چھپا تھا۔ علاوہ ازیں ایران میں بھی کئی بار شائع ہو چکی ہے۔

رسالۂ مغیرات

ہم عبدالرشید کی اِس تالیف سے صرف نام کی حد تک واقف ہیں اور یہ رسالہ غالباً دست بردِ زمانہ کا شکار ہو چکا ہے کیونکہ تا حال اس کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہو سکا۔ اِس کے نام کا پتا بھی صرف رسالۂ معربات کے ایک اندراج سے ملتا ہے۔ لفظ ''لازورد'' کے بارے میں مؤلف کا کہنا ہے:

> ''لازورد، معرب لاژورد... لذا لاجورد مغیر لاژورد است نہ لغت اصلی چنانچہ در رسالہ مغیرات مبیّن شدہ۔''

ظاہر ہے کہ ''مغیّر'' سے مراد وہ لفظ ہے جو اصل لفظ میں کچھ تبدیلی کر کے بنایا گیا ہو لیکن عربی کی متداول کتبِ لسانیات میں بطورِ اصطلاح مغیّر کی تعریف نہیں ملتی، اِس کی اقسام و حدود کا تو ذکر ہی کیا۔ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نے ابن درید[۳۵☆] کی تالیف ''جمہرۃ اللغۃ'' کا ایک قلمی نسخہ یونیورسٹی لائبریری لائڈن میں دیکھا تھا اور اُس پر انگریزی میں ایک مضمون لکھا تھا جو الہ آباد یونیورسٹی سٹڈیز (جلد ششم) میں چھپا تھا۔ جمہرہ میں مؤلف نے لسانی اعتبار سے عربی الفاظ کی اقسام پر بحث کی ہے۔ ان میں المولّد (نئے پیدا ہونے والے الفاظ)، الاعجمی (غیر عربی الفاظ)، المعرب (عربی بنائے گئے الفاظ)، الدخیل (مستعار الفاظ) اور المصنوع (گھڑے گئے الفاظ) وغیرہ پر گفتگو کی ہے تاہم ''المغیّر'' کی اصطلاح اُس کے ہاں نہیں ملتی۔ ممکن ہے اس نے ''مغیّر'' کو ''مولّد'' کا نام دیا ہو۔ خود عبدالرشید نے رسالۂ معربات نیز فرہنگ رشیدی میں مولّد اور مغیّر کو باہم مترادف کے طور پر استعمال کیا ہے۔ مثلاً ''معربات'' کے مقدمے میں قاعدہ نمبر ۴ کے تحت کہا ہے:

> ''چون در فارسی یک لغت بچند وجہ آمدہ باشد، ہر کدام کہ بلفظ معرب نزدیک باشد، معرب را از آن باید فرا گرفت، ہر چند کہ آن لغت، لغت اصلی نباشد بلکہ مولد یا مغیّر باشد۔ مثالش ہنزمن...

و در فارسی انجمن ونجمن وہنومن ہر سہ آمدہ... وہنومن را معرب
اخیر باید گفت چہ تغییر از اصل درین صورت کمتر است..."

مطلب یہ کہ فارسی میں لفظ انجمن کی دو صورتیں ہنجمن اور ہنومن بھی ملتی ہیں تو معرب لفظ "ہنزمن" کو ان تینوں میں سے "ہنومن" کی تعریب سمجھنا چاہیے کیونکہ فارسی "ژ" عربی "ز" سے نزدیک ترین ہے اور "ج" دور ہے۔ اب ان تین ہم معنی فارسی الفاظ میں سے ایک اصلی ہوگا اور باقی دو اس کے مغیر یا مولد ہوں گے۔

اسی طرح فرہنگ رشیدی کے ایک نسخے میں، جس کی کتابت گیارھویں صدی ہجری میں ہوئی ہے، ایک اضافی عبارت ملتی ہے جس میں یہ فقرے قابلِ غور ہیں:

"وصحیح قول ثانیست کہ کثر بلغت دریست وکج ہجیم مولد است و از باب الفاظ مغیرہ است کہ پارسیان زاے پارسی را بجیم بدل کردہ اند و ازین باب است باژ و باج و بژدہ و بجدہ... و امثال آن۔"[۳۶]

رسالۂ معربات میں ایک اور معرب لفظ "راوق" پر بحث کے دوران میں مؤلف کا کہنا ہے کہ راوق کو فارسی لفظ راوک (بمعنی شراب مصفا) کا معرب بتایا جاتا ہے لیکن بقول صاحب قاموس راوک کا معرب راووق ہونا چاہیے راوق نہیں۔ ہاں راوق، راوک کا مغیر ضرور ہے۔

اس ضمن میں یہ بھی یاد رہے کہ عمل تغییر میں بعض حروف کی تبدیلی واقع ہونے کی بنا پر بعض مؤلفین نے مغیر کو مولد کی طرح مبدّل کا نام بھی دیا ہے۔

اس بحث سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ تغییر کا عمل کسی خاص زبان سے مخصوص نہیں بلکہ ہر زبان میں تغیر و تبدّل کے نتیجے میں مغیرات تشکیل پاتے رہتے ہیں۔ اصل الفاظ میں تبدیلیاں آکر مغیر الفاظ کی صورت پذیری کے متعدد اسباب ہوسکتے ہیں۔ سب سے بڑی وجہ تو ادائیگی میں سہولت کی جستجو ہے جو انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ پھر علاقائی وجوہ ہیں کہ بعض علاقوں کے لوگ بعض حروف کی ادائیگی میں دقت محسوس کرتے ہیں۔ مرورِ زمان کی بنا پر الفاظ کے تلفظ میں جو تبدیلی رونما ہوتی

ہے وہ بھی مغیرات کی تشکیل کا سبب بنتی ہے۔ علاوہ ازیں ایک زبان پر دوسری زبان کے جو صوتی اثرات مرتب ہوتے ہیں، اس کے نتیجے میں بھی مغیرات نمودار ہوجاتے ہیں۔ بہرحال عبدالرشید کے رسالۂ مغیرات کے بارے میں ہم اتنا بھی نہیں جانتے کہ یہ عربی زبان کے مغیر الفاظ کے بارے میں تھا یا فارسی کے۔ صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ یہ رسالہ ایک نہایت اہم اور اچھوتے موضوع کا احاطہ کرتا تھا اور اس کا ضیاع علمِ لسانیات کے طلبہ کے لیے باعث تاسف ہے۔

رسالۂ معربات

رسالۂ معربات بھی، جو ہمارا اصل موضوع ہے، رسالۂ مغیرات کی طرح ایک ذیلی موضوع پر تحریر کیا گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منتخب اللغات کی تالیف کے دوران میں مؤلف کو جن معرب الفاظ سے واسطہ پڑا، اس نے طالبانِ علم کی سہولت کی خاطر انھیں یک جا کرکے اور متعدد الفاظ کا اضافہ کرکے ایک رسالے کی صورت میں پیش کردیا۔ معرب وہ لفظ ہوتا ہے جو عربوں نے کسی غیر زبان (بالخصوص فارسی) سے حاصل کرکے اور اس میں بعض غیر عربی حروف کی جگہ قریب المخرج عربی حروف رکھ کر، اُس پر عربی زبان کے اصول و قواعد کا اطلاق کردیا ہو۔ اِس ضمن میں عبدالرشید نے رسالۂ معربات کے مقدمات میں شافی و کافی گفتگو کی ہے، اس لیے یہاں اس پر بحث کی ضرورت نہیں۔ دنیا کی ہر قوم دوسری قوموں کی زبانوں سے اپنی ضرورت کے الفاظ حاصل کرتی اور اپنی سہولت کے مطابق ردّ و بدل کرکے اپنالیا کرتی ہے۔ فارسی زبان میں شامل ہونے والے ایسے الفاظ مفرّس کہلاتے ہیں۔ ہندوستان کی زبانوں میں در آنے والے کلمات کو مہند یا استعمال ہند کہا جاتا ہے۔ عربی زبان میں معرب الفاظ زیادہ تر دو اطراف سے آئے۔ ایک تو قدیم سریانی الفاظ جن کا رواج شامی عربوں میں ہوا اور دوسرے فارسی الفاظ جو عراقی عربوں میں رائج ہوئے۔ ظاہر ہے کہ ان الفاظ میں بیشتر وہ تھے جن کے مترادف عربی میں موجود نہ تھے لیکن اسے کلیہ نہیں بنایا جاسکتا۔

قیاساً کہا جاسکتا ہے کہ معربات کے موضوع پر اگلے مؤلفین کی بعض اہم تالیفات مثلاً ثعالبی کی فقہ اللغہ، ابن درید کی جمہرہ یا جوالیقی کی المعرب، عبدالرشید کی نظر سے نہیں گزری تھیں اور وہ غالباً اِن سے بے خبر تھا۔ چنانچہ مقدمے کے آغاز میں کہتا ہے:

"چوں الفاظ معرب در قرآن و حدیث و کلام اکابر واقع است و شرح و ضبط آن در ہیچ کتابے باستیفا و استقصا بنظر نیامد..."

اِسی بات نے اُسے رسالۂ معربات کی تالیف پر آمادہ کیا ہے۔ رسالے کے مندرجات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس دور کے ہندوستان میں عربی لسانیات پر کتابیں نایاب تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُس نے زیادہ تر فیروزآبادی کی قاموس سے کام لیا ہے جس کا نام اُس کے رسالے میں بار بار آیا ہے۔ متعدد مقامات پر المغرب (ابی فتح المطرزی)، الصحاح، صراح اور السامی فی الاسامی کے حوالے بھی ملتے ہیں۔ جہانگیری (فرہنگِ فارسی) کا چند بار ذکر کیا گیا ہے۔ باقی کتابوں کی حیثیت ضمنی ہے۔

آقائے محمد عباسی مصحح معربات رشیدی طبع ایران کا خیال ہے کہ منتخب اور معربات قریب قریب ایک ہی زمانے میں تالیف ہوئی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ معربات سے پہلے اور منتخب کے بعد رسالۂ مقیرات تکمیل کو پہنچ چکا تھا اور جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے، معربات میں اِن دونوں کا ایک ایک حوالہ موجود ہے۔ آخر میں کوئی اٹھارہ برس کی طویل محنت کے بعد فرہنگِ رشیدی کی تکمیل ہوتی ہے۔

معربات کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ بعض اصولوں یا الفاظ کے بارے میں فاضل مؤلف کے بیانات پایۂ ثقاہت سے گرے ہوئے ہیں جب کہ انھی موضوعات پر فرہنگِ رشیدی میں وہ زیادہ اعتماد اور تیقن سے بات کرتا نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر معربات کے مقدمے کے آخر میں اُس کا کہنا کہ درحقیقت ذالِ معجمہ فارسی میں نہیں آتا۔ اِس پر صدیقی صاحب حاشیہ دیتے ہیں کہ ذالِ معجمہ کو عربی کے مخصوص حروف میں شامل کرنا درست نہیں ہے اور مؤلف کی رائے راہِ صواب سے

انحراف ہے۔ آگے چل کر فرہنگِ رشیدی کے مقدمے میں وہ تسلیم کرتا ہے کہ فارسی میں دال اور ذال۔ دونوں استعمال ہوتے ہیں۔ اہلِ فارس بعض مقامات پر ذال لاتے ہیں اور اِن مواقع پر اہل ماوراالنہر دال لکھتے اور بولتے ہیں۔

اسی طرح لفظ کیومرث، معرب گیومرت پر صدیقی صاحب فرماتے ہیں کہ اس سلسلے میں ہمارا مصنف فرہنگِ رشیدی میں کوئی اور بیان دیتا ہے اور اِس رسالے میں کچھ اور ہی تقریر کررہا ہے۔ علاوہ ازیں سغد اور صغد کی بحث میں فرہنگِ رشیدی اور معربات کی تصریحات میں فرق ہے۔ چنانچہ وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ رسالۂ معربات کے مقابلے میں عبدالرشید کے بیانات فرہنگِ رشیدی میں زیادہ قرینِ قیاس اور باوثوق ہیں۔

مؤلف کا یہ رویّہ ایک سچے طالب علم کا رویہ ہے کہ وہ کبھی اپنی غلطیوں اور خامیوں کی درستی سے غفلت نہیں برتتا اور ہمیشہ اپنی اصلاح پر آمادہ رہتا ہے۔ رسالۂ معربات میں لفظ مرتج معرب مرتک (دونوں زیر کے ساتھ) پر وہ صاحب قاموس کا یہ اعتراض درج کرتا ہے کہ یہ لفظ مردہ کا معرب ہے، اس لیے میم پر پیش کے ساتھ درست ہوگا۔ اس اعتراض پر کوئی رائے زنی کیے بغیر وہ آگے بڑھ جاتا ہے لیکن فرہنگِ رشیدی میں صاحب قاموس کے اعتراض کو بجاطور پر ردّ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مرتک کا مردہ سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ مردار سنگ یامرداسنگ کا مترادف ہے۔

لفظ سذاب کے سین پر مؤلف نے اپنی پہلی تالیف منتخب میں زبر بتایا تھا لیکن معربات کے خطی نسخے میں اس پر پیش لگایا ہے۔ اگرچہ صدیقی صاحب نے منتخب کی پیروی میں اس پیش کو زبر سے بدل دیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ عبدالرشید نے معربات میں منتخب کی تصحیح کی ہے۔ یوں بھی سذاب ایک بوٹی ہے جس کے بارے میں اطبا بہتر رائے دے سکتے ہیں۔ چنانچہ مخزن الادویہ میں سین پر پیش ہی بتایا گیا ہے۔

سیّد عبدالرشید کے بعد آنے والے فارسی فرہنگ نویس، منتخب اور فرہنگِ رشیدی کی طرح اس کے رسالۂ معربات سے بھی استفادہ کرتے رہے ہیں اور اُس کے

بہت سے بیانات اور فقرے بادنیٰ تصرف اُن کی کتب لغات میں دکھائی دیتے ہیں۔ بعض ناقلین تو باقاعدہ اُس کا حوالہ بھی دیتے ہیں مثلاً:

غیاث اللغات	معربات رشیدی
"و این معرب تر زبان است... وبعد معرب کردن این لفظ مصدر و افعال و اسما ازان اخذ کردند چون ترجم یترجم ترجمۃ فہو مترجم... از رسالہ معربات ملا عبدالرشید صاحب رشیدی۔"☆۳۷	"ترجمان معرب تر زبان کہ کلمہ چی نیز گویند تراجمہ جمع و بعد ازان ازو مصدر و افعال و اسما اخذ کردند چون ترجم یترجم ترجمۃ فہو مترجم۔"

فرہنگِ رشیدی

سید عبدالرشید کی سب سے اہم اور ضخیم تالیف فرہنگِ رشیدی ہے۔ پہلے اُس کے بارے میں ڈاکٹر صدیقی کی انگریزی تحریر کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

"منتخب اللغات شاہ جہانی کے قریب قریب دو عشرے بعد ہمارا مؤلف اپنا شاہ کار فرہنگ رشیدی☆۳۸ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ یہ فرہنگ اُس نے اپنے زمانے میں مروجہ فارسی کتب لغات کی خامیاں دور کرنے کی غرض سے تیار کی تھیں۔ اُن دنوں رائج کتب لغاتِ فارسی میں دو زیادہ اہم اور مقبول تھیں یعنی:

۱۔ فرہنگ جہاں گیری☆۳۹ از میر جمال الدین حسین انجو شیرازی۔ میر موصوف عالمِ شباب میں ہندوستان آئے اور اکبر و جہاں گیر کے درباروں کے نمایاں امرا میں اُن کا شمار ہوتا تھا۔ اور

۲۔ مجمع الفرس المعروف بہ فرہنگِ سروری☆۴۰ جو محمد قاسم سروری کاشانی کی تالیف ہے۔

عبدالرشید اِن دونوں تالیفات کو اُس وقت تک کی تمام کتب لغات کے مقابلے میں جامع ترین تسلیم کرتا ہے لیکن ان میں بعض نقائص ایسے تھے جن کو دور کرنا

ضروری تھا۔ اُس کے اعتراضات مختصراً یہ ہیں:

(ا) حوالے کے لیے دیے گئے اشعار کی کثرت۔

(ب) الفاظ کے اعراب، تلفظ اور معانی کے درست تعین کا فقدان۔

(ج) فارسی الفاظ میں عربی اور ترکی الفاظ کا ادخال۔

(د) ہجائی اغلاط کے حامل الفاظ کی شمولیت۔

ان خامیوں کو دور کرنے کی غرض سے اُس نے جو کتاب تالیف کی وہ عموماً فرہنگِ رشیدی کے نام سے معروف ہے۔ یہ فرہنگ سنہ ۱۰۶۴ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اِس مرحلے پر وقت کروٹ بدل چکا تھا اور داراشکوہ اور اورنگ زیب کے مابین کشمکش کی ابتدا کے باعث سیاسی صورتِ حال غیر یقینی ہو رہی تھی۔ بظاہر یہی سبب ہے کہ ہمارے مؤلف نے اپنی فرہنگ کے دیباچے میں نہ تو بادشاہ وقت کا نام درج کیا اور نہ ہی کتاب کو کسی اور شخصیت کے نام سے منسوب کیا۔ اُس نے محض وہ اسباب بیان کرنے پر اکتفا کی ہے جن کے باعث وہ ایسے کام کا بیڑا اٹھانے پر آمادہ ہوا جس میں اُس کی عمر عزیز کے بیس یا شاید اس سے بھی زیادہ برس صرف ہوگئے۔"

فرہنگِ رشیدی بلاشبہ عبدالرشید کے شاہ کار کی حیثیت رکھتی ہے۔ منتخب کی تالیف سے مؤلف کو سرکاری سرپرستی اور اُس کے نتیجے میں عزت اور دولت حاصل ہوئی تھی۔ اس کامیابی نے قدرتی طور پر اُس کی ہمت افزائی کی اور وہ ایک زیادہ اہم اور ضخیم کتاب کی تیاری پر کمربستہ ہوگیا۔ یہ اُس کی بدقسمتی تھی کہ اتنے طویل عرصے تک محنت کرنے کے بعد جب فارسی فرہنگ کی تکمیل ہوئی تو ملک میں صعب روزے، بوالعجب کارے، پریشان عالمے، کا سماں تھا۔ شاہ جہاں کے وہ فرزند، جن کی ہمارے مؤلف نے منتخب اللغات کے مقدمے میں مبالغہ آمیز تعریف کی تھی، ایک دوسرے سے برسرِ پیکار تھے اور خود شاہ جہاں جس کا نام منتخب اللغات کا سرنامہ تھا، بیٹوں کی معرکہ آرائیوں کو بے دست و پائی کے عالم میں حسرت سے دیکھ رہا تھا۔ ایسے میں ایک اہلِ قلم کو کون پوچھتا اور کیا سرپرستی کرتا؟ یہی سبب ہے کہ وہ اپنی تازہ تالیف کا مقدمہ، جو

منتخب اللغات کے فن کارانہ مقدمے کے مقابلے میں کہیں زیادہ عالمانہ اور افادہ بخش ہے، ختم کرکے خاموشی اور شاید بے بسی اور بے کسی کے جذبات کے ساتھ اصل فرہنگ کا آغاز کردیتا ہے۔ یہاں ایک بات قابلِ غور ہے۔ فرہنگِ رشیدی کا اختتام سنہ ۱۰۶۴ھ میں ہوتا ہے، ۱۰۶۸ھ میں عبدالرشید، عالم گیر کے پہلے جلوس کی تاریخ اخذ کرتا ہے۔ اُس وقت سے لے کر اپنی وفات ۱۰۷۷ھ تک کے نو سالہ عرصے میں کیا اُسے کوئی موقع میتر نہ آسکا کہ وہ اپنی اِس قابلِ قدر تالیف کو شاہ عالم گیر کے نام منسوب کردیتا یا کم از کم مقدمے کے آخر میں فرماں روائے وقت کے نام کا اضافہ ہی کر دیتا۔ اس امر میں کیا چیز مانع تھی؟ شاید ہم کبھی نہ جان سکیں لیکن یہ سوال ڈاکٹر صدیقی مرحوم کے ذہن میں بھی ضرور پیدا ہوا ہوگا۔ اُن کو توقع تھی کہ ممکن ہے کوئی نسخہ فرہنگِ رشیدی کا ایسا مل جائے جس کی مدد سے یہ گتھی سلجھ سکے۔ یہی سبب ہے کہ وہ ۱۸ر جولائی ۱۹۵۵ء کے مکتوب میں مولانا عرشی کو لکھتے ہیں:

"سلامِ روستائی بے غرض نیست۔ منتخب اللغات کے دیباچے میں رشید ٹھٹھوی نے شاہ جہاں بادشاہ کا ذکر بڑی عقیدت مندی سے کیا ہے اور کتاب کا نام منتخب اللغات شاہ جہانی رکھا ہے۔ تمہیدکی عبارت بھی بہت خوب ہے لیکن فرہنگِ رشیدی کے دیباچے میں (اُن قلمی نسخوں میں جن تک میری پہنچ تھی نیز مطبوعہ نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال میں) سرے سے کسی بادشاہ کا نام نہیں۔ معلوم کرنا یہ ہے کہ آپ کے ہاں جو قلمی نسخے فرہنگِ رشیدی کے ہیں، اُن کے دیباچے کی بھی یہی صورت ہے یا بادشاہِ وقت کا نام آیا ہے۔ اگر آیا ہے تو کس طرح پر؟"[☆۲۲]

لیکن یہ جستجو بارور نہ ہوسکی کیونکہ نہ صرف برِّعظیم بلکہ یورپ اور ایران کے بھی تاحال معلوم نسخوں میں سے کسی میں فرماں روائے وقت کا نام دیکھنے میں نہیں آیا۔

سیّد عبدالرشید کی اِس محرومی کا ازالہ ایک اور طرح سے ہوا یعنی اس کی

تالیفات بالخصوص فرہنگِ رشیدی کی مقبولیت کی صورت میں۔ "فارسی فرہنگ نویسی کے شعبے میں اُس کی رہنما کتابوں کی فضیلت اُس کی زندگی ہی میں نہ صرف برِّعظیم بلکہ ایران میں بھی تسلیم کی جاچکی تھی۔" ☆۴۲

فارسی لغت نویسوں کے مآخذ میں ہمارے مؤلف کی تالیفات کو برابر ایک اہم مقام حاصل رہا ہے اور اُن کے خوشہ چین سیّد عبدالرشید کا نام نہایت احترام سے لیتے رہے ہیں۔ عہدِ عالم گیر میں عبدالواسع ہانسوی اپنے "رسالہ در قواعد فارسی" کی بنیاد، فرہنگِ رشیدی کے مقدمے پر استوار کرتے ہیں۔ "بہارِ عجم" میں ٹیک چند بہار اپنے مآخذ کے ذکر میں کہتے ہیں:

"... و منتخب اللغات و فرہنگِ مولانا میر عبدالرشید توی..." ☆۴۳

صاحب غیاث اللغات کا کہنا ہے:

"ومنتخب اللغات ملا عبدالرشید کہ آن را رشیدی عربی نیز گویند...و رشیدی فارسی ملا عبدالرشید مذکور...ورسالۂ معربات عبدالرشید..." ☆۴۴

سراج الدین علی خان آرزو نے اگرچہ "مثمر" میں سیّد موصوف کی بعض آرا سے اختلاف کا اظہار کیا ہے تاہم اُن کو احتراماً "فاضل سندی" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ ☆۴۵

فرہنگِ رشیدی مستشرقین میں بھی نہایت مقبول لغت رہی ہے۔ بلاخمین اُس کے مداحوں میں شامل ہے اور اُسے فارسی کی پہلی ناقدانہ لغت قرار دیتا ہے۔ ☆۴۶ سٹین گاس اسے "بیش قیمت" کا لقب عطا کرتا ہے۔ ☆۴۷ فرہنگ کی یہ مقبولیت آج بھی قائم ہے۔ ڈاکٹر شہریار نقوی اگرچہ سیّد عبدالرشید کے فرہنگِ جہاں گیری پر کیے جانے والے اعتراضات سے متفق نہیں ہیں تاہم فرہنگِ رشیدی پر ان الفاظ میں رائے زنی کرتے ہیں:

"اما بیش از ہمۂ کتبِ لغت متقدم، در این فرہنگ، تحقیق و تفحص

در مطالب بعمل آمده است و دربارۂ معانی کلمات تحقیق بیشترے بکار بردہ شدہ است۔" ☆۲۸

آقائے محمد عباسی نے فرہنگِ رشیدی کو بدیں الفاظ خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

"درمیان کتبِ لغت مستند و معتبر فارسی کہ بر اساسِ تحقیق و تتبع در آثار منظوم و منثور فصحائے متقدم تصنیف شدہ، بدون ہیچ گمان فرہنگِ رشیدی مہم ترین و مفصل ترین و معتبر ترین آنہاست۔" ☆۲۹

انھی خوبیوں کی بنا پر جب ایشیاٹک سوسائٹی، بنگال نے فارسی کی بہترین لغت کی اشاعت کا منصوبہ بنایا تو قرعۂ فال فرہنگِ رشیدی ہی کے نام نکلا اور مولوی ابوطاہر ذوالفقار علی مرشدآبادی اور مولوی عزیز الدین کی تصحیح و حواشی کے ساتھ یہ کتاب دو جلدوں میں شائع کی گئی تھی۔

ایران میں آقائے محمد عباسی کی تحقیق و تصحیح کے ساتھ یہ فرہنگ ۱۳۳۷ ہجری شمسی میں دو حصوں میں چھاپی گئی ہے۔ دوسرے حصے کے آخر میں رسالۂ معربات رشیدی بھی بطور ضمیمہ شامل کردیا گیا ہے۔

حواشی

۱۔ یہاں تک کی عبارت ڈاکٹر عبدالستار صدیقی مرحوم کی انگریزی تحریر کا ترجمہ ہے۔
۲۔ "مرآۃ العالم" جلد اوّل، ص ۷۳، مرتبہ ساجدہ س۔ علوی، لاہور، اگست ۱۹۷۹ء
۳۔ مقدمہ "خزانۂ عامرہ" ص ۶، مطبع نول کشور، کان پور، ستمبر ۱۸۷۱ء
۴۔ "کلمات الشعرا" ص ۱۲۸، مرتبہ صادق علی دلاوری، لاہور، ۱۹۳۲ء
۵۔ ایضاً، ص ۱۳۰۔
۶۔ "تذکرہ ہمیشہ بہار" ص ۸۰۔۷۹، مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی، کراچی ۱۹۷۳ء
۷۔ "مقالات الشعرا" ص ۳۱۸۔۱۹، مرتبہ سید حسام الدین راشدی، کراچی، ۱۹۵۷ء
۸۔ ایضاً، ص ۳۲۰
۹۔ ایضاً، ص ۱۸۵
۱۰۔ ایضاً، ص ۳۸۶۔
۱۱۔ فرہنگ رشیدی، جلد دوم، ص ۱۲۶۵، طہران، ۱۳۳۷ شمسی۔

۱۲۔ نقوش، خطوط نمبر (۳)، شمارہ ۱۰۹، اپریل، مئی ۱۹۶۸ء۔
۱۳۔ ایضاً
۱۴۔ "آداب عالم گیری" جلد دوم، ص ۱۰۳۰، بہ تصحیح و تہذیب عبدالغفور چودھری، لاہور، جولائی ۱۹۷۱ء
۱۵۔ ایضاً، ص ۱۰۳۱
۱۶۔ ایضاً، ص ۱۱۰۶
۱۷۔ "کیٹلاگ آف دی پرشین مینسکرپٹس ان دی برٹش میوزیم" حصہ دوم، ص ۵۰۱، لندن، ری پرنٹ ۱۹۶۶ء
۱۸۔ "فہرست مخطوطات شیرانی" جلد دوم، ص ۳۱۸، لاہور، جون ۱۹۶۹ء
۱۹۔ "فرہنگ نویسی در ہند و پاکستان" ص ۱۰۲، طہران، ۱۳۴۱ ہجری شمسی
۲۰۔ "خزانۂ عامرہ" ص ۲۲۳، کان پور، ستمبر ۱۸۷۱ء
۲۱۔ محمد علی ماہر ہندو پسر تھے۔ ان کا باپ میرزا محمد زمان مچلی بیک ایرانی کی سرکار میں ملازم تھا۔ میرزا موصوف نے ماہر کو بلطائف الحیل مسلمان کرلیا اور منھ بولا بیٹا بنالیا۔ اس بنا پر آزاد بلگرامی انھیں شیخ محمد علی لکھتے ہیں، صدیقی صاحب نے غالباً میرزا محمد زمان کا پسر خواندہ ہونے کی مناسبت سے انھیں میرزا لکھا ہے۔
۲۲۔ نقوش، خطوط نمبر (۳)
۲۳۔ "تحفۃ الکرام" جلد سوم، ص ۲۰۹، دہلی، ۱۳۰۴ھ
۲۴۔ "مقالات الشعرا" ص ۳۲۰-۳۱۹
۲۵۔ "منتخب اللغات" مقدمہ، کان پور، ۱۳۳۷ھ
۲۶۔ ایضاً
۲۷۔ ایضاً، ص ۵۵۱، اس اشاعت میں "بدیل" کی جگہ "عدیل" اور سنہ ۱۱۵۰ھ چھپا ہے جو ظاہر ہے کہ غلط ہے۔
۲۸۔ جلد اوّل، صفحہ پانزدہ۔
۲۹۔ ایضاً، ص ۱۳
۳۰۔ شاہ جہان اپنے عہد سلطنت کے اکیسویں برس میں، دارالسلطنت آگرے سے دہلی منتقل کرتا ہے اور محمد صالح کنبوہ کے بیان کے مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ بروز شنبہ لال قلعہ میں جشن برپا ہوتا ہے۔ (تفصیلات کے لیے دیکھیے: "شاہ جہان نامہ" جلد سوم، ص ۵۵ تا ۶۲، لاہور، ۱۹۶۰ء۔) عبدالرشید ۱۰۴۶ھ کے فوراً بعد فرہنگ رشیدی کی ترتیب پر مصروف ہوا ہوگا، جسے وہ ۱۰۶۴ھ میں مکمل کرتا ہے۔ ان اٹھارہ برسوں میں سے آگرے کے حصے میں بارہ اور دہلی کے حصے میں چھ سال آتے ہیں۔
۳۱۔ اس ضمن میں دیکھیے ڈاکٹر صدیقی کا عالمانہ مضمون "ذال معجمہ فارسی میں" جو پہلے "ارمغان علمی" (بخدمت ڈاکٹر محمد شفیع، لاہور ۱۹۵۵ء) میں اور پھر "مقالات صدیقی" (پہلا حصہ) میں شائع ہوا۔
۳۲۔ ملاحظہ ہو "معشر" میں دال مہملہ کی بحث از صفحہ ۲۸۸ تا ۲۹۸، مرتبہ ڈاکٹر ریحانہ خاتون، کراچی، ۱۹۹۱ء
۳۳۔ مکتوب بنام مولانا امتیاز علی عرشی (نوشتہ ۲۰، مارچ ۱۹۵۵ء) "نقوش" خطوط نمبر (۳)
۳۴۔ ابو طاہر مجدالدین محمد بن یعقوب الشیرازی (۸۱۷-۷۲۹ھ) کی عربی لغت "القاموس" ساری اسلامی

دنیا میں مستند مانی گئی ہے، تاہم اس کے اختصار کے باعث بہت سی غلط فہمیاں بھی پیدا ہوئی ہیں۔

۳۵۔ ابوبکر محمد ابن الحسن ابن درید الازدی سنہ ۲۲۳ھ میں بصرہ میں پیدا ہوا۔ عمان اور ایران میں طویل قیام کے بعد خلیفہ المقتدر عباسی کے عہد میں بغداد آیا اور ۳۲۱ھ میں یہیں وفات پائی۔ کم از کم چودہ کتابیں تصنیف کیں جن میں "جمہرہ" اور "کتاب الاشتقاق" لسانیات سے متعلق ہیں۔

۳۶۔ ملاحظہ ہو حاشیہ گنج، فرہنگ رشیدی، طبع طہران، ص ۱۷

۳۷۔ غیاث اللغات، ص ۱۱۶، کان پور، جمادی الاول ۱۳۴۷ھ

۳۸۔ مرتبہ ذوالفقار علی و عزیز الرحمن، کلکتہ ۷۵-۱۸۷۲ء/ ۹۲-۱۲۸۹ھ (ج۔ص)

۳۹۔ پہلا اجرا ۱۰۱۷ء، ترمیم و اصلاح کے بعد ۱۰۳۲ھ، یہ فرہنگ دو حصوں میں لکھنؤ سے ۱۲۹۳ھ میں لیتھو پر شائع ہوئی۔ چھاپہ نہایت فضول اور ہر قسم کی اغلاط سے مملو ہے۔ (ج۔ص)

۴۰۔ تالیف ۱۰۰۸ھ جو شاہ عباس اول [صفوی ۱۰۳۸-۹۸۵ھ] کے نام سے معنون ہے۔ نظرثانی ۱۰۳۸ھ میں ہوئی اور نیا دیباچہ لکھا گیا۔ (ج۔ص)

۴۱۔ نقوش، خطوط نمبر (۳)

۴۲۔ یہ فقرہ بزبان انگریزی ڈاکٹر صدیقی مرحوم کی یادداشتوں میں ان کے قلم سے لکھا ہوا ملا ہے۔

۴۳۔ مقدمہ "بہار عجم" لکھنؤ، ۱۳۳۳ھ

۴۴۔ دیباچہ "غیاث اللغات" کانپور، ۱۳۴۷ھ

۴۵۔ "مشفق" کراچی، ۱۹۹۱ء

۴۶۔ "فہرست فارسی مخطوطات برٹش میوزیم" حصہ دوم، ص ۵۰۱، مرتبہ چارلس ریو۔

۴۷۔ "پرشین انگلش ڈکشنری" (دیباچہ)، لندن، اشاعت پنجم، ۱۹۶۳ء

۴۸۔ "فرہنگ نویسی فارسی در ہند و پاکستان" ص ۱۰۲

۴۹۔ مقدمہ "فرہنگ رشیدی" صفحہ یازدہ، طہران، ۱۳۳۷ ہجری شمسی

maablib.org

مخطوطات معرّباتِ رشیدی

معربات رشیدی کا متن[☆1] تیار کرنے کے لیے، جو پہلی بار شائع کیا جا رہا ہے،[☆2] صرف دو خطی نسخے فراہم ہو سکے جنھیں آیندہ صفحات میں "ب" اور "ج" کی علامات سے ممیز کیا گیا ہے۔

نسخہ "ب":

یہ نسخہ ۳۶۔ اوراق (۷۱ صفحات) پر مشتمل ہے جن کے کنارے کھردرے اور ناہموار ہیں۔ اس کی تقطیع ۱۴x۲۲ س م ہے۔ یہ ہاتھ سے بنے ہوئے زردی مائل کاغذ پر لکھا گیا ہے جس میں خفیف سی چمک ہے اور عموماً گیارھویں اور بارھویں صدی ہجری کے ہندوستانی مخطوطات میں مستعمل رہا ہے۔ تحریر کا ماپ ۵ء۱۷x۸ء۵ س م ہے اور فی صفحہ نو سطریں ہیں۔ تحریر متواتر ہے اور پارہ بندی کا التزام مفقود۔ متن کا خطوط سے احاطہ نہیں کیا گیا، نہ ہی کسی قسم کی آرائش ملتی ہے۔ خط نستعلیق مائل بہ شکستہ تاہم واضح ہے۔ عنوانات، اتراک نیز اشعار کے اندراج اور مصرعوں کے اختتام کی مروجہ علامات سرخ روشنائی سے درج ہیں۔ کرم خوردگی کی بنا پر جابجا سوراخ ہیں لیکن مجموعی طور پر متن محفوظ ہے۔ بعض ہجائی اور دیگر چھوٹی چھوٹی غلطیاں بھی نظر آتی ہیں جو مقابلہ

کرنے والے کی نگاہ سے بچ گئی ہیں۔

نسخۂ ہٰذا کا ایک خصوصی پہلو یہ ہے کہ اِس کے متن میں متعدد اور اکثر طویل اضافے کیے گئے ہیں جو بیرونی حاشیوں پر درج ہیں۔ یہ بظاہر اُس وقت ہوئے ہیں جب نقل کردہ متن کا مقابلہ سابق متن سے کیا گیا ہے، جس میں یہ حاشیے اصل تالیف کے بغور مطالعے کے بعد بڑھائے گئے ہوں گے۔ اِن حواشی کی کل تعداد ۹۴ ہے اور یہ مخطوطے کے ۷۱ میں سے ۵۵ صفحات پر ملتے ہیں۔ یہ اضافی حاشیے اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ یہ رسالے کے مضمون کی تکمیل یا تصریح کرتے ہیں۔ یقین واثق ہے کہ ان توسیعی حواشی کا ذمہ دار خود رسالے کا مؤلف ہے۔ محتاط اندازے کے مطابق کہا جاسکتا ہے کہ رسالے کی سابقہ مجمل تحریر پر نظرثانی کرنے سے قبل اُس کی متعدد نقول لی جاچکی تھیں اور ان نقول کے مالکان میں سے بعض نے نظرثانی کے نتیجے میں ہونے والے اضافے بعد میں اپنے نسخوں پر نقل کرکے اُن کی تکمیل کی ہے۔ [☆۳] ہمارا نسخہ "ب" بھی یقیناً انھی نسخ میں سے ایک نمونہ ہے جو نیرنگیِ تقدیر کا شکار ہونے سے بچ گیا ہے۔

نسخہ "ب" کوئی ۳۵ برس قبل [☆۴] مجھے حیدرآباد (دکن) سے ملا تھا۔ اس کی یافت میرے لیے بڑے تعجب اور بلاشبہ مسرت کا باعث تھی کیونکہ مجھے علم تھا کہ یہ رسالہ اپنے موضوع کی اہمیت نیز اپنے مصنف کی حیثیت کے اعتبار سے ایک قیمتی دستاویز ہے۔ بدقسمتی سے اِس نسخے پر تاریخ درج نہیں۔ اس کے ترقیمے (ورق ۳۶-الف، خاتمہ) میں صرف اختتام کا اعلان ملتا ہے یعنی: "تمت تمام شد رسالہ المعزبات۔" مؤلف نے رسالے کے مختصر افتتاحیہ یا متن میں بھی اپنا نام کہیں نہیں دیا۔ سرورق (ورق ۱، الف) پر خاصے اچھے اور جلی نستعلیق میں سُرخ روشنائی سے رسالے کا عنوان ملتا ہے جو بظاہر غالب کسی اور کے قلم سے ہے:

رسالہ المعزبات

تصنیف مولانا عبدالرشید تتوی

لکھنے والے نے غلطی سے معزبات کے عین پر جزم ڈال دیا تھا۔ اِس کو

درست کرنے کی غرض سے صفحۂ ہذا کے اوپر والے حاشیے پر کسی اور شخص نے رسالے کا عنوان دوبارہ لکھا ہے جس میں عین پر جزم کا نشان نہیں ہے بلکہ اُس کے بعد آنے والی "ز" پر تشدید کی علامت دی گئی ہے۔

سرورق کے وسط میں مؤلف کے نام کے نیچے ایک مہر ہے جس پر درج ہے: "عظمت جنگ...۱۲"

مہر کا نقش جزوی طور پر ناقص ہونے کے باعث اُس پر درج صحیح سنہ معلوم نہیں ہوسکتا کیونکہ اکائی اور دہائی کے ہندسے غائب ہیں۔[☆۵] ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ یہ مہر سنہ ۱۱۹۹ھ اور ۱۳۰۰ھ کے درمیانی عرصے میں (۳۔ نومبر ۱۷۸۵ء سے ۱۲۔نومبر ۱۸۸۲ء تک) لگائی گئی ہوگی۔ اِس دوران میں حیدرآباد کے موقر امرا میں عظمت جنگ خطاب کی حامل ایک ہی شخصیت تھی یعنی خواجہ نورالدین عظمت جنگ[☆۶] جن کے والد سعید الدین جسارت جنگ[☆۷] نظام الملک آصف جاہ رابع کے درباری اور داروغہ گرو[☆۸] کے اہم منصب پر فائز تھے۔ ایک معاصر مورخ[☆۹] کا بیان ہے کہ سال ۱۲۵۴ھ (۱۸۳۵ـ۳۶ء) میں جب متعدد سرکاری ملازمین اور درباریوں کو خطابات تفویض کیے گئے تو جسارت جنگ کو ترقی دے کر جسارت الدولہ اور اُن کے دونوں فرزندوں نور الدین اور عظیم الدین کو بالترتیب عظمت جنگ اور عزت یار جنگ کے خطاب عطا ہوئے۔[☆۱۰] کیونکہ بالعموم خطاب ملنے کے فوراً بعد اُس پر مبنی مہر بنوائی جاتی ہے اس لیے عظمت جنگ کی مہر بلاشبہ سنہ ۱۲۵۴ھ میں کندہ کی گئی ہوگی۔ یوں ہمارے مخطوطے کے سرورق پر منقوش مہر کے دوگم شدہ ہندسے یقیناً "۵۴" ہوں گے۔

عظمت جنگ موصوف صاحب علم شخص تھے اور انھوں نے سائنس کے موضوعات پر اردو میں کچھ کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک رسالے "عظمت الحساب"[☆۱۱] کا موضوع ریاضی اور ہندسہ ہے۔ اس کے دیباچے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالۂ مؤلف نے اپنے فرزند رحیم الدین کے استفادے کی غرض سے سنہ ۱۲۶۳ھ میں لکھا تھا۔ دیباچے سے، جو نہایت جامع اور اپنے موضوع بحث سے مربوط ہے،

اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف کو اپنے مضمون پر پورا عبور حاصل تھا اور وہ اپنے عہد میں رائج عربی اور فارسی تالیفات ہی سے نہیں بلکہ متعلقہ انگریزی کتب نصاب سے بھی بخوبی واقف تھا۔ عظمت جنگ کی تاریخ وفات معلوم نہیں ہوسکی تاہم وہ سنہ ۱۲۷۵ھ (۱۸۵۹ء) تک یقیناً زندہ تھے۔[۱۳]

نسخہ "ج"

معربات رشیدی کا دوسرا مخطوطہ جس کے لیے نسخہ "ج" کی علامت مقرر کی گئی ہے، اسٹیٹ لائبریری (اب رضا لائبریری) رام پور کا مملوکہ ہے۔[۱۴] اس کے ۷۹ صفحات ہیں۔ تقطیع ۲۰٫۴×۱۵٫۳ سم اور تحریر کا ماپ ۱۵٫۵×۸ سم ہے۔ گیارہ سطریں فی صفحہ، خط کامل نستعلیق ہے۔ مقدمے کے اختتام تک عبارت مسلسل ہے۔ بعد ازاں ہر کلمہ علیحدہ پارہ تشکیل دیتا ہے۔ عنوانات و اتراک جلی حروف میں تحریر کیے گئے ہیں۔ پہلے سترہ صفحات میں سرخیاں نہیں دی گئیں۔ اٹھارھویں صفحے سے جو کلمہ "بستوقہ" سے شروع ہوتا ہے تمام اتراک نیز ابواب کے عنوان سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ اس نسخے کا تقابل نہیں کیا گیا اور تصحیحات بہت کم ہیں جو بظاہر خود کاتب نے کی ہیں۔ ہر قسم کی اغلاط موجود ہیں تاہم ان میں سے بیشتر کسی پریشانی کا سبب نہیں بنتیں، اس لیے انھیں نظرانداز کیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں دوسرے نقائص بھی موجود ہیں۔ بایں ہمہ بعض صورتوں میں یہ نسخہ صحیح متن کے استقرار میں معاون ثابت ہوتا ہے اور یوں، کسی حد تک، محض ایک ہی نسخے پر کلی انحصار کی الجھن سے نجات دلاتا ہے۔[۱۵]

☆

معربات رشیدی کا تیسرا مخطوطہ وہ ہے جو تصحیح و ترتیب کے بعد آقای محمد عباسی نے فرہنگِ رشیدی کے ضمیمے کے طور پر سنہ ۱۳۳۷شمسی (۱۹۵۸ء) میں طہران سے شائع کیا۔ ان کے پیش نظر معربات کا یہ نسخہ منحصر بفرد کی حیثیت رکھتا تھا کیونکہ وہ ڈاکٹر صدیقی والے دونوں مخطوطات سے بے خبر تھے۔ آقاے عباسی کی فراہم کردہ اطلاع کے

مطابق یہ مخطوطہ فرہنگِ رشیدی کے اُس خطّی نسخے کے ضمیمے کی حیثیت رکھتا تھا جو جناب آقائے سلطانی، سابق رکن مجلس شورائے ملّی (ایران) کی ملکیت تھا۔ اِس مخطوطے پر تاریخ کتابت درج نہیں لیکن آقائے عباسی کی رائے کے مطابق، خط اور کاغذ کی خصوصیات کے پیشِ نظر یہ گیارھویں صدی ہجری میں تحریر کیا گیا ہوگا۔ طہران کا یہ نسخہ مطبوعہ صورت میں، ڈاکٹر صدیقی مرحوم کے مرتبہ متن کی طباعت کے بعد، اُن کی نظر سے گزرا تھا، چنانچہ اُنھوں نے اپنی یادداشتوں میں جابجا اِس کا ذکر کیا ہے۔ وہ اِسے "نسخۂ طہر" سے موسوم کرتے ہیں، اِس لیے میں نے بھی اِس کے لیے یہی علامت برقرار رکھی ہے۔

حواشی:

۱۔ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کا مرتبہ متن علی گڑھ میں سنہ ۱۹۵۵ء میں چھپا تھا۔ فاضل مرتب، مولانا امتیاز علی عرشی کے نام ۲۰ر مارچ ۱۹۵۵ء کے ایک خط میں لکھتے ہیں: "رسالہ معربات کا متن علی گڑھ میں چھپ رہا ہے" (نقوش، لاہور، خطوط نمبر۳)

۲۔ ڈاکٹر صدیقی کی اِس تحریر کے وقت تک معربات رشیدی کا طہران والا متن شائع نہیں ہوا تھا۔

۳۔ ضمیمے کے طور پر پیش کردہ جدول سے ان اضافی حاشیوں کی اہمیت کا درست اندازہ لگایا جاسکتا ہے (ع۔ص)۔ یہ جدول، بطور ضمیمہ نمبرا، رسالہ معربات کے متن اور اردو ترجمے کے بعد ملاحظہ کیجیے (مظہر)۔

۴۔ رسالہ معربات رشیدی کے مخطوطات کا یہ تعارف (بزبان انگریزی) ڈاکٹر صدیقی غالباً ۱۹۵۶ء میں لکھ رہے ہوں گے۔ اِس سے ۳۵ برس قبل سنہ ۱۹۲۱ء تھا۔ موصوف اِس زمانے میں عثمانیہ یونیورسٹی کالج، حیدرآباد کے پرنسپل تھے۔ گویا اِسی عرصۂ قیام حیدرآباد میں یہ نسخہ اُن کے ہاتھ لگا تھا۔

۵۔ ڈاکٹر صدیقی نے پہلے اِس سنہ کو قیاساً ۱۲۵۶ پڑھا تھا جیسا کہ مولانا عرشی کے نام ایک خط (نوشتہ ۲۰ر جولائی ۱۹۳۶ء) سے پتا چلتا ہے۔ خط کی متعلقہ عبارت یہ ہے:

> "رسالہ معربات کے سرورق پر جلی قلم سے اور سرخ روشنائی سے لکھا ہے، رسالہ معربات تصنیف مولانا عبدالرشید تتوی، آخری صفحے پر صرف "تمت تمام شد رسالہ المعربات"، سرورق پر کتاب اور مصنف کے نام کے نیچے صفحے کے بیچوں بیچ ایک مہر ہے "عظمت جنگ ۱۲۵۶" اِس مہر نے اتنا تو بتادیا کہ رسالے کی کتابت ۱۲۵۶ھ سے پہلے ہوئی۔" (نقوش، خطوط نمبر۳)

پھر اِس ضمن میں مزید جستجو کے بعد، جس کا ذکر آگے آرہا ہے، ڈاکٹر صدیقی اِس نتیجے پر پہنچے کہ یہ سال ۱۲۵۳ھ ہونا چاہیے۔

۶۔ خواجہ نورالدین عظمت جنگ کو اُن کے پوتے علیم الدین عظمت جنگ کے ساتھ ملتبس نہ کیا جائے جن

کو عظمت جنگ کا خطاب سنہ ۱۳۰۸ھ (۹۱-۱۸۹۰ء) میں دیا گیا تھا (ملاحظہ ہو "تزک محبوبیہ" جلد دوم، ص ۲۹۱) نہ ہی جمال الدین حسین عظمت جنگ کے ساتھ، جو یقیناً زیادہ سے زیادہ سنہ ۱۳۱۰ھ (۹۶-۱۸۹۵ء) تک وفات پا چکے تھے (دیکھیے "گلزار آصفیہ" از غلام حسین، خان زمان، مؤلفہ ۵۸-۱۲۵۵ھ، طبع حیدرآباد، ۱۳۰۸ھ)۔ (ع۔ص)

۷۔ "گلزار آصفیہ" ص ۱۵-۲۱۳

۸۔ داروغہ گرد، اُس محافظ دستے کا سربراہ ہوتا تھا جو فرماں روائے وقت کے محل یا شاہی خیمے پر حفاظت کے فرائض انجام دیتا تھا۔(ع۔ص)

۹۔ "گلزار آصفیہ" ص ۲۱۳

۱۰۔ ایضاً، ص ۵۳-۱۵۱

۱۱۔ طباعت سنگی، مدراس، شوال ۱۲۷۰ھ (جون ۱۸۵۴ء) اس کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ، حیدرآباد میں محفوظ ہے (ملاحظہ ہو فہرست کتب خانہ آصفیہ، جلد اوّل، ص ۸۲۸، بذیل ریاضی، نمبر ۱۰۳)۔ (ع۔ص)۔

۱۲۔ کینٹ ریکارڈ آفس، حیدرآباد کی ایک مسل سے، جس پر ۲۱۔ رمضان ۱۲۷۵ھ (۲۴/ اپریل ۱۸۵۹ء) کی تاریخ درج ہے، یہ اطلاع ملتی ہے کہ منشی مولوی علاء الدین کی سرکردگی میں برٹش ریذیڈنسی پر جو مسلح حملہ ہوا تھا، اس میں عظمت جنگ کا بھی ہاتھ تھا، جس کی پاداش میں انھیں شہر (بلدہ) سے چند میل دور ایک مقام پر نظربند کیا گیا تھا۔ بعد میں اُن کو معاف کر دیا گیا اور اُن کا عہدہ اور جاگیر بحال کر دیے گئے۔ (ع۔ص)

۱۳۔ نسخہ "ج" کے بارے میں ڈاکٹر صدیقی کے ایک مکتوب (نوشتہ ۷/ جولائی ۱۹۳۶ء) بنام مولانا امتیاز علی عرشی (نقوش، خطوط نمبر-۲) سے بعض اہم معلومات فراہم ہوتی ہیں جن کا ملخص یہاں درج کیا جاتا ہے:

(ا) کتب خانہ رام پور کے اس نسخے کا نام "تعریب اللغات" ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صدیقی لکھتے ہیں:

"جو سطریں تعریب اللغات کی آپ نے نقل کر کے بھیجیں، انھیں دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ لفظ بلفظ وہی جو رسالہ معربات میں ہے۔ ظاہر ہے کہ کتاب ایک ہے نام دو۔"

(ب) اس خط سے یہ اطلاع بھی ملتی ہے کہ رام پور والے نسخے کی کتابت ۱۲۹۳ھ کی ہے یعنی نسخہ "ب" سے کم از کم چالیس برس بعد کی۔

(ج) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مخطوطہ رام پور پر مؤلف کا نام درج نہ ہونے کے باعث مولانا عرشی نے اپنے مکتوب میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ "تعریب اللغات" غالباً میر عبدالجلیل آزاد بلگرامی کی تالیف ہے۔ اس کے جواب میں ڈاکٹر صدیقی کہتے ہیں:

"مجھے پوری طرح یقین نہیں آتا کہ یہ تالیف عبدالجلیل بلگرامی کی ہے۔"

(د) نسخۂ رام پور پر مؤلف کا نام تو نہیں تھا لیکن کاتب کا نام "احمد بن نصیر.." دیا گیا تھا۔ نصیر کے بعد کا لفظ پڑھا نہیں جا سکا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"ایک بات پوچھتا ہے۔ کاتب کے نام احمد بن نصیر کے بعد کیا لفظ ہے؟ اس نقل میں آپ کے قلم سے لفظ کا آخری حصہ بگڑ گیا ہے یا اصل میں بھی اسی ہیئت سے ہے؟"

(۵) اسی خط میں ڈاکٹر صدیقی نے پورے رسالے کی نقل کے حصول کا اشتیاق بدیں الفاظ ظاہر کیا ہے:

"بھلا اگر میں اس رسالے کی نقل چاہوں تو کیا صورت ہوگی؟"

مطلوبہ نقل انھیں ستمبر ۱۹۳۶ء میں موصول ہوئی ہوگی کیونکہ اس کی رسید کی اطلاع ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء کے مکتوب میں دی گئی ہے (ملاحظہ ہو "نقوش" خطوط نمبر۔۳)

☆۱۳۔ "جس فراخ دلی کے ساتھ ریاست رام پور کے ارباب اقتدار نے میرے مطلوبہ مخطوطے کی نقل تیار کروائی ہے، میں اس کے لیے اپنے جذبات تشکر کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں۔ اس سلسلے میں خصوصی دلچسپی لینے پر خواجہ غلام السیدین صاحب کا بالخصوص ممنون ہوں۔ میں لائبریری کے فاضل مہتمم مولانا امتیاز علی عرشی صاحب کا بھی نہایت شکر گزار ہوں، جنھوں نے میری درخواست پر، بڑی جستجو کے بعد، فہرست سازی سے محروم دستاویزات کے ڈھیر سے بالآخر گوہر مقصود ڈھونڈ نکالا اور پھر اس کی نقل تیار ہونے کے بعد اصل نسخے سے مقابلہ بھی کیا۔ اس طرح انھوں نے اپنے عالمانہ معیار صحت سے اس نقل کو ورق میں اصل کا عکس ثانی بنا دیا ہے۔" (ح۔ ص)

maablib.org

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رسالہ

معرّباتِ رشیدی

(فارسی متن)

maablib.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱۔ب) الحمد للہ ربّ العالمین والصلوۃ والسلام علی سیّد المرسلین وآلہ الطاهرین وصحبہ الکاملین۔

اما بعد چون الفاظ معرب در قرآن و حدیث و کلام اکابر واقع است و شرح و ضبط آن در ہیچ کتابی باستیفا و استقصا بنظر نیامد بنا بر آن بقدر مقدور تتبع و تفحص نموده درین رسالہ جمع کرد[☆۱] مشتمل بر مقدمہ و چند باب۔ و معتبر در عنوان ابواب حرف آخر کرده شد (۲۔الف) چہ تعریب در آخر کلمات بسیار واقع شده، چنانکہ مبیّن شود۔

مقدمہ در تعریف تعریب: بدان کہ تعریب، استعمال کردن لفظ غیر عربی است در کلام عرب و جاری کردن احکام لفظ عربی برآن از تنوین و لام تعریف و مانند آن۔ پس اگر مانند آن لفظ در وزن و حروف در کلام عرب آمده باشد بعینہ نقل کنند و احکام عربیت از تنوین و لام تعریف و غیر آن بر آن جاری کنند چون لفظ نرد و بخت و مانند آن و این نادر است و گاہی حرفی از آن بدل کنند بہ حرفی کہ در آن لغت نیامده تا دلالت کند کہ از آن لغت برآمده و در لغت عرب (۲۔ب) داخل شده و اگر برآن وزن و حروف در کلام عرب نیامده باشد آن را تغییر دهند و تغییر یا بہ تبدیل حرکت و سکون است فقط، یا بہ تبدیل حروف،[☆۲] یا باسقاط، یا بزیادت، یا بہ تشدید و تخفیف، یا بہ تقلیب حرفی مکان حرفی، یا[☆۳] باجتماع[☆۴] دو قسم یا سہ قسم یا زیاده بر آن۔

مثال تبدیل حرکت: دستور، کہ در فارسی دستور بفتح دال است و در عربی بضم خوانند چہ صیغہ فعلول (بفتح فا) در لغت عرب نادر است۔

دهلیز، که در فارسی بفتح دال است و در عربی بکسر خوانند، چه صیغهٔ فعلیل (بفتح فا) در لغت عرب نادر است.

مثال تبدیل سکون: کازرون، که نام (۳۔ الف) شهریست و آن در فارسی بسکون زاست و در عربی بفتح زا، چه اجتماع دو ساکن در لغت عرب درست نیست۔[۱]

مثال تبدیل حرف: صین (معرب چین) و کرج (معرب کره) یعنی چرک و سبزلی که بروی[۲] نان نشیند۔

مثال اسقاط: نشا، که معرب نشاسته است۔

مثال زیادت:[۳] دیباج[۴] (معرب دیبا)۔

مثال اجتماع دو قسم و زیاده ازان: لجام بالکسر (معرب لگام) و برید (معرب بریده دم) وطیلسان (معرب تالشان) و شفارج (معرب پیش پاره) که در آن اجتماع سه قسم است [و زلیه (معرب زیلو) که درآن اجتماع چهار قسم است][۵] وطفیشل معرب تفشیله است و آن آشی است که برای دفع خمار پزند، که در آن تبدیلی حروف و تقلیب حرف و تغییر حرکات و تغییر سکون و اسقاط هاء شده، و اجتماع پنج قسم بهم رسیده۔

قاعده [۱]: های مختفی، که در آخر کلمات فارسی واقع شود، به جیم یا به قاف بدل کنند یا حذف کنند چون فالوذج و فالوذق و فالوذ (معرب پالوده) الا در لفظ کاخ (معرب کامه) که به خاء (۳۔ب) بدل کرده اند و گمان راقم آنست که آن نیز کامج است (به جیم) و خاء تصحیف است۔

قاعده [۲]:[۶] هر کلمه، که آخر آن[۷] الف و یا و واو باشد، قاف یا جیم لاحق آن کنند و این نیز مطرد[۸] است چون دیباج و زرنوج و کسیج[۹] و رستاق و دستوق و ابریق۔

قاعده [۳]: هر صیغهٔ فعلول (به فتح فا) را ضم دهند، و فعلیل (بفتح فا) را کسر دهند، چه فعلول و فعلیل (به فتح فا) در لغت عرب نیامده، الا بنادر چون صعفوق (به فتح صاد) که نام موضعی[۱۰] است و هر صیغهٔ فعلال را کسر دهند، چه فعلال (به فتح فا) از غیر

مضاعف در کلام عرب نادر است چون هنداز و هندام (بالکسر) معرب هنداز و هندام (بالفتح) که لغتی است در انداز و اندام بلکه تصریح کرده اند که (۴۔الف) فعلال از غیر مضاعف سوای خزعال[☆۱] و خزطال و قسطال نیامده۔

قاعده [۴]: چون در فارسی یک لغت بچند وجه آمده باشد، هر کدام[☆۲] که به لفظ معرب نزدیک باشد، معرب را از آن باید فرا گرفت هر چند که آن لغت، لغت اصلی نباشد بلکه مؤلد یا مغیر باشد، مثالش: جهزمن (به کسر ها و فتح زا و سکون نون و میم) بر وزن جردحل (به سکون حا)، چنانکه صاحب قاموس گفته بمعنی جماعت۔ و در فارسی انجمن و هنجمن و هنوسن هر سه آمده، بمعنی جماعت و مجمع۔ و جهزمن را[☆۳] معرب اخیر باید گفت۔[☆۴] چه تغییر از اصل درین صورت کمتر است و زای تازی به زای فارسی نزدیک و از جیم تازی دور اما تغییر حرکات و سکون (۴۔ب) میم بواسطۂ حفظ صیغۂ عربی است که اصل در تعریب همانست و صاحب قاموس دو لفظ اول، بطریق تردید، اصل آن گفته وآن صواب نیست۔ و جهزمن بمعنی جماعت از انجمن و هنجمن بمعنی مجمع گرفته و آن نیز درست نیست۔ مثال دیگر: هنداز (بالکسر) که اصل آن در فارسی هنداز و اندازه و انداز است۔ پس اورا از اول باید فرا گرفت چه تغییر در آن کم است و صاحب قاموس از اخیر فرا گرفته بواسطۂ شهرت آن لفظ۔ واین خلاف قاعده است۔

قاعده [۵]: هر لفظ که در فارسی بوزن باشه باشد، چون های مختفی آن به قاف بدل کنند، ماقبل قاف را بکسر نیز خوانند، بنا بر آنکه صیغۂ فاعل به فتح عین در عربی نیامده است و فتح آن بنا بر قاعدۂ های مختفی است، چون باشق و باذق (معرب باشه و باده)۔

قاعده [۶]: هر کلمۂ که در فارسی و جز آن دو ساکن در آن باشد، چون معرب کنند، یکی را حرکت دهند (۵۔الف) چون فارس (بکسر را) معرب پارس و کازرون (بفتح زا) معرب کازرون (بسکون زا)۔ وصاحب قاموس گفته که بافد (بسکون فا) معرب بافت است و دو ساکن دارد و این[☆۵] محل تامل است۔

قاعده [۷]: اگر لفظی در فارسی بالف و اماله هر دو آمده باشد، هر کدام که بوزن

عربی نزدیک باشد معرب را[۱] از آن اخذ کنند۔ پس طیلسان معرب تیلشان باید گفت که امالہ تالشان است چنانکہ بیاید۔ وجیم فارسی بہ صاد بدل کنند و گاهی بہ شین چون شاش (معرب چاچ)؛ وکاف فارسی بہ جیم بدل کنند و گاهی بہ غین و گاهی بہ کاف تازی؛ وژای فارسی بہ زای (۵۔ ب) تازی وجیم تازی؛ وبای فارسی بہ فا و گاهی بہ بای تازی؛ وتا را بہ طا و گاهی بہ ثاء مثلثہ چون توث (معرب توت)؛ وکاف تازی بہ قاف چون قربز (معرب کربز)؛ وسین بہ صاد؛ وشین بہ سین۔ اما در چهار حرف کہ اول مذکور شد و در عربی نمی آید، البتہ تبدیل کنند[۲] و در باقی حروف اکثری است۔ وکلمۂ دو حرفی را[۳] مشدد سازند یا حرفی دیگر زیادہ کنند[۴] تا ثلاثی شود، چون بط (معرب بت) و دل (معرب دل)[۵] وقز (معرب کز[۶]) وکس [بالضم وثانی مشدد] (معرب کس) و بس (معرب بس) بنابر قولی۔ ومسئلۂ این قواعد مذکور خواهد شد ان شاء اللہ تعالیٰ۔ وسوای این قواعد وضوابط چیزی چند هست کہ در اثناء بیان کلمات معربہ بر صاحب تتبع ظاهر خواهد شد وباللہ التوفیق۔

و[۷] باید (۶۔الف) دانست کہ چند حرف در فارسی نمی آید و آن[۸] ثا وحا وصاد وضاد وطا وظا وعین و قاف است[۹] وهم چنین ذال معجمہ بر قول اصح[۱۰] وبعضی متتبعین گفتہ اند کہ فا و بای تازی و زا[۱۱] وجیم وکاف تازی دراصل فرس نیاید بلکہ درلغت یونان نیز نیامدہ۔ پس در فرس ویونان هرجا کلمۂ یافتہ شود کہ ازین حرف دارد، یا معرب است یا متاخرین عجم، کہ بہ عرب آمیختہ اند [ولہجۂ ایشان بہ لہجۂ عرب مایل شدہ[۱۲]] چنین خواندہ اند و در اصل حرف دیگر بود۔

باب الالف

جنابئ (بالضم): معرب جناب (بالضم) وآن بازیست معروف کہ عوام آن را جناخ گویند (بہ خای معجمہ)۔

سمانئ (بالضم): معرب سمانہ یا سمان (۶-ب) وآن مرغیست معروف کہ بعربی سلوئی و بہندی پودنہ[☆۱] گویند۔

قبیطاء بر وزن حمیراء و قبیطی (بالضم و تشدید بای مفتوح): معرب کیتا

حبارئ (بالضم): معرب جبرہ[☆۲] کہ چرز نیز گویند۔

کسرئ (بالکسر[☆۳] والفتح): معرب خسرو یعنی واسع الملک۔ کذا فی القاموس۔

عیسٰی:[☆۴] معرب ایشوع و آن سریانی است و از این مرکب است بختیشوع[☆۵] کہ مخفف "بخت ایشوع" است یعنی بندۂ عیسٰی۔ وجبریل[☆۶] بن بختیشوع[☆۷] طبیب نصرانی است کہ در زمان مامون بودہ۔

نشا: معرب نشاستہ۔

صا: معرب چا کہ بطریق قہوہ خورند۔

کسیلی (بہ کسر کاف و سین مہملۂ مشددہ و سکون یای حطی و فتح لام بر وزن خلیفی): معرب کھیلی[☆۸] کہ لفظ ھندی است و آن چوبی است مانند روناس مائل بہ سرخی، فربہ کنندہ [و معروف بہ ھندی کھیلا کھیلی است][☆۹]

بالغاء: معرب پا (۷-الف) یہا۔ فی الصحاح: "البالغاء، الاکارع۔ قال

ابوعبید، واصلها بالفارسیة پایها۔"

باب الباء

سرداب (بالکسر): معرب سردابہ۔

جرداب (بالکسر): معرب گرداب۔

رباب: معرب روادہ و معنی ترکیبی آن: آواز حزین دارندہ چہ رواد، آواز حزین وھا برای نسبت است۔

جورب (بالفتح): معرب گورب کہ الحال آن را جوراب گویند۔

جوذاب (بالضم): معرب گوذاب[1]، وآن آشی است کہ از برنج و گوشت پزند و قاتق سرکہ و دوشاب سازند۔

فاریاب: معرب پاریاب، وآن دھی است حوالی بلخ کہ مولد ظہیر فاریابی است و فیریاب (بر وزن کیمیا) نیز گویند و آن (۷۔ب) معرب پیریاب[2] کہ امالہ پاریاب است۔ وفریاب[3] نیز آمدہ۔

فاراب: معرب پاراب، وآن شہریست بہ ترکستان کہ مولد ابونصر[4] فارابیست وگویند بلدۂ اترار[5] است کہ امیر تیمور در آنجا وفات یافت۔ وپاراب و پاریاب دراصل زمین مزروع است[6] و چون این ھر[7] دو موضع زمین مزروع بودہ باین دو اسم موسوم شدہ۔

حب (بالضم وتشدید باء): معرب خم۔

زریاب (بالکسر): معرب زرآب (بالفتح) ای ماء الذھب۔

سقلاب و صقلاب (ھر دو بالکسر): معرب سگلاب[8] (بالفتح وسکون کاف فارسی) وآن ولایتی است۔

سذاب (بالفتح[9] و بذال معجمہ) معرب (۸۔الف) سداب (بدال مہملہ) و آن گیاھیست معروف۔

میزاب: معرب میزاب (بیای مجهول) یعنی جای چکیدن آب۔ [کسرۂ میم اشباع کردند و حرکت همزه به ماقبل دادند و بواسطۂ التقاء ساکنین همزه را حذف کردند][1] ومیز[2] (به یای مجهول) دراصل شاش وشاش کننده و امر شاش کردن است ومعنی ترکیبی آن: پاشندۂ آب۔ وفی القاموس: "أزب الماء (کنصرب)، جری ومنه المزاب، اوهو فارسی معرب، ای بل الماء" لیکن، بنابر تعریب، درین تغییر سخن است، چه هرگاه مزاب بمعنی فاعل تواند بود، احتیاج بمعنی امر گفتن که باعث ارتکاب تکلف: امر بمیزاب[3] است، نباشد۔

جلاب (بالضم وتشدید لام): معرب گلاب۔

جریب (مقدار چهار قفیز): معرب گری وآن دراصل مطلق پیمانه است۔

باب التاء

جلبت [فتح جیم وبا]: معرب گلبت (به فتح کاف فارسی وبای موحده)۔ وآن نوعی از کشتی است؛ چنانکه در جهانگیری گفته۔

(۸۔ب) ناخذاة (به ذال معجمه): معرب ناخدا[4]، نواخذة جمع۔ وعرب از آن فعل اشتقاق کرده اند، یقال[5] تخذ ([به خاء مشدد] کثراً س)۔

طست (به سین مهمله ومعجمه) معرب تشت وگاهی تا را به سین بدل کنند وطس گویند۔ طساس وطسوس جمع۔

جرجانیة[6]: معرب گرگانج که پای تخت ولایت خوارزم[7] است وترکان ارگنج[8] گویند۔

صنجة المیزان وسنجة المیزان: معرب سنگ ترازو۔

سنجوبة (فتح سین وبا وسکون [نون اول]) پوستین کبود: معرب آسمان گون، کذا فی القاموس[9]۔ وظاهر آنست که معرب شب گون باشد۔

سفتجه[10] (بضم): معرب سفته که به هندی "هنڈوی" گویند[11] وعرب ازان

مصدر و فعل اخذ کنند. یق[1] سفنج سفنجہ (۹-الف) (بالفتح)[2] یعنی هندوی کرد هندوی کردنی[3].

طباهجہ (بفتح طا[4] و ها): معرب تباهہ[5] یعنی کباب، کہ در عربی بمعنی گوشت شرحہ شرحہ کردہ است و بر کبابی لازم مفهوم آن نیست، چنانچہ مشهور[6] شدہ. قال فی القاموس: "الکباب، اللحم المشرح" وقال ایضا: "الطباهجہ، اللحم المشرح،[7] معرب تباهہ."[8]

طنفسہ[9] (بفتح طا و فا): معرب تنبسہ، وآن قالی و شطرنجی است. [طنافس جمع، طنافسی فروشندهٔ آن][10].

سیابجہ (بفتح سین و یای مشددہ[11] تحتانیہ و کسر بای موحدہ): قومی از ملک سند کہ در بصرہ بر بیت المال نگهبانی می کردند و پاس می داشتند و چون بیت المال بہ طلحہ و زبیر نمادند بہ ایشان از راہ صلح در آمدند و ایشان را غافل کردہ شبی بر سر ایشان ریختند و بغدر کشتند.[12] و صاحب صحاح گوید کہ این لفظ[13] معرب است و بیان نکردہ کہ اصلش چہ بود. بخاطر می رسد کہ این لفظ دراصل سیابجہ باشد (۹-ب) (بہ تقدیم بای موحدہ بر یای تحتانیہ) جمع سیبجہ معرب سیبچہ و این قوم در سند معروف اند و بجلادت و مردانگی مشهور و بعد از آن قلب نمودہ "سیابجہ" کردند چون ملایکہ جمع ملک کہ دراصل مآلک[14] بودہ یا مفرد را قلب کردہ اند و جمع براصل است. واللہ اعلم.

خرقاهة (بالفتح): معرب خرگاہ.

صلیجہ (بالضم و فتح لام مشدد): معرب سلہ [بالفتح و لام مشدد].

سبذة (بالتحریک سین و ذال معجمہ): معرب سبد.

بخت: معرب بخت.

صفانة: معرب چغانہ.

بستوقہ (بالضم): معرب بستو (بالفتح)[15] وآن مرتبان کوچک باشد و تغییر فتح بضم در صورت تعریب برای آنست کہ فعلول و فعلولہ بالفتح در کلام عرب نیامدہ چنانکہ

گذشت۔ و از میر ورۃ و شیخوختہ و امثال آن جواب دادہ اند کہ اصل آن صیغۂ دیگر[۱☆] بودہ چنانچہ در "صراح"[۲☆] و دیگر کتب مفصلا مذکور است۔

دمقتہ[۳☆] (بالفتح): معرب دمکہ و آن انبانی[۴☆] است آھن گران را کہ بدان آتش افروزند و دم و دمہ نیز گویند۔

ستوقتہ (۱۰۔ الف) (بالضم): معرب ستو و آن درم نارسا است یعنی سہ تہ دارد، دو طرفش[۵☆] نقرہ و میانش چیز دیگر۔

جردقتہ (بالفتح): معرب گردہ کہ بعربی رغیف[۶☆] نیز گویند۔

بوتقتہ: معرب بوتہ۔

زوالقتہ: معرب زوالہ و آن گلولۂ آرد است کہ بہندی "پیڑہ" گویند۔[۷☆]

فرزجتہ (بالضم): معرب پرزہ۔

میبتہ (بالفتح): معرب می بہ و آن آب انگور و آب بہ است کہ ھر دو باھم جو شانند۔[۸☆]

دیجتہ:[۹☆] معرب دستہ کہ بعربی حزمہ گویند۔ کذا فی القاموس۔[۱۰☆]

زلیجتہ (بر وزن جلیہ): معرب زیلو، زلالی جمع و زیلوچہ تصغیر زیلو و عوام "زلیچہ" گویند۔

رھوجتہ (بالفتح) رھواری۔ فارسی معرب کذا فی الصراح۔[۱۱☆]

باجتہ: معرب با یعنی مطلق آش کہ آن را ابا نیز گویند، باجات جمع۔

قبتہ (۱۰۔ب) (بالضم و تشدید بای موحدہ): معرب کپہ و آن (بالضم و تشدید با) کدو یا شیشۂ حجام است کہ بر محل حجامت نہند تا خون بہ یک جا فراھم آید، آن گاہ بر آن استرہ زنند، چنانکہ گفتہ۔

آبجتہ: معرب آوہ، و آن شہریست کہ بہ ساوہ مذکور می گردد۔[۱۲☆]

ذرۃ (بالضم و تخفیف را): معرب ذرت و آن غلہ ایست معروف کہ بہ ھندی جوار[۱۳☆] [۱۴☆] گویند و عرب درین کلمہ دو تصرف کردہ اند۔ یکی آن کہ زا را بہ ذال بدل[۱۵☆]

گردند کہ چہ در فرس کلمۂ نیامدہ کہ اولش ذال باشد، دیگر آن کہ تای دراز را بہ تای گرد بدل کردہ اند تا مجانس کلمات دیگر شود چون (۱۱-الف) قلتہ و شبہ و کرۃ۔[☆۱]

بادر نجویہ: معرب بادر نگویہ[☆۲] یعنی بالنگو۔

زنفلیجتہ (بالکسر): زنبیل، فارسی معرب۔ کذا فی الصراح۔[☆۳]

فنجنکشت: معرب پنج انگشت و آن گیاہی است کہ آن را "ذوخمس اصابع" و "ذوخمس اوراق" گویند۔

باب الثاء

توث: معرب توت۔

طہمورث:[☆۴] معرب تہمورت۔

کوث (بالفتح) در قاموس بمعنی کفش آوردہ[☆۵] و کوش افصح است از کفش در فرس۔ اما باید کہ کوس (بہ سین مہملہ) معرب کوش باشد نہ بہ ثا۔ فتأمل۔

کیومرث: معرب گیومرت (بکسر کاف فارسی) و معنی ترکیبی آن: پیشوای زمین، چہ گیو زمین و مرت (۱۱-ب) بمعنی سید است و این کلمہ سریانی یا یونانی است۔[☆۶] ولہذا اورا بہ فارسی گلشاہ گویند۔[☆۷] و صاحب جہانگیری گیومرت بفتح کاف فارسی و ضم یا آوردہ و گفتہ کہ معنی[☆۸] آن زندۂ گویاست، چہ "گیو" بمعنی گویا و "مرت" بمعنی زندہ است و درمیان متاخرین کیومرث (بہ کاف تازی و ثا) مشہور است و حال آنکہ این اسم فارسی است و در فارسی ثا نیامدہ۔ انتہی کلامہ۔ و درین چند غلط کردہ، چہ کیومرث[☆۹] سریانی یا یونانیست چنانکہ در گیومیتریا[☆۱۰] کہ بمعنی علم ھندسہ است، گفتہ اند کہ "گیو" زمین و "میتریا"[☆۱۱] اندازہ است۔ و "مرت" و "مارت" بمعنی سید است چنانکہ "مارت مریم" گویند حضرت مریم را۔ و در کتب زیج "عید مارت[☆۱۲] مریم" مذکور است و جیومطریا معرب آنست، چنانچہ از افلاطون منقول است کہ "من لم[☆۱۳] یعرف جیومطریا لم یدخل دارنا"۔ و "خومطریا"[☆۱۴] تصحیف است۔[☆۱۵]

دیوث (بہ تشدید یا): معرب دیوت (بہ تخفیف یا و تای قرشت در آخر)۔

طریثیث (بالضم و فتح الرا و کسر الثاء) قریۂ بنیساپور۔ کذا فی القاموس۔ قیل هو معرب ترشیز۔

باب الجیم

میبختج و میبج☆[1]: معرب می پخته۔

نشاستج: معرب نشاسته۔

ابدوج السرج: معرب ابدوزند☆[2] یعنی☆[3] دو طرف خوگیر۔☆[4] و فی القاموس: ابدوج السرج لبد بداد یہ، معرب ابدوش۔☆[5]

دوبج (بضم دال و کسر نون): معرب دونی☆[6] و آن نوع کشتی است۔

دیباج: معرب دیبا۔

باذروج (بفتح [ذال] معجمہ): معرب بادرو☆[7] (بسکون دال مهملہ)۔

لوبیاج: معرب لوبیا۔

کرج (بالضم و تشدید را): معرب کره یعنی☆[8] کرۂ اسب و جز آن۔

کرج (بفتحتین): معرب کره (۱۲۔ الف) بمعنی چرک مطلق و سبزلی کہ بر روی نان نشیند۔☆[9] و عرب بعد از تعریب از آن مصدر و افعال و اسما استعمال نمایند۔ یقال☆[10] تکرج الخبز تکرجا اذا علت خضرتہ۔ و نان کره گرفته را متکرج گویند۔

فالوذج: معرب پالوده۔ و صاحب قاموس گوید: الفالوذق حلواء ولا تقل فالوذج۔ اما در بعضی آثار آمده۔☆[11]

کوسج: معرب کوسه۔

جوزینج (بالفتح): معرب گوزینہ۔

لوزینج: معرب لوزینہ۔ و این هر دو☆[12] حلوای معروفست۔

کبرج[۱] (بالکسر): معرب کبرینہ و آن چرمینۂ زنان باشد۔

بہرج و نبہرج: ھر دو معرب نبہرہ یعنی ناسرہ۔

بفشج (بفتحتین): معرب بنفشہ۔

بہرامج (بالفتح): [۲] معرب بہرامہ و آن بیدمشک است۔

شفارج (۱۲۔ب) (بالضم و کسرالراء): معرب پیش پارہ،[۳] و آن طبقی و خوانیست کہ در آن پیالہای نقل و عطر کردہ بہ مجلس آرند۔ کذا فی القاموس، اما در سامی گفتہ کہ شفارج حلوائیست و در کتب لغت فارسیہ نیز پشپارہ[۴] قسم حلوائیست نہ طبق و خوان چنانکہ صاحب قاموس گمان بردہ۔ فیشفارج و پشپارج[۵] (بفتح ھر دو فا و ھر دو با): [۶] معرب پشپارہ، کذا فی النھایۃ مرادف شفارج مرقوم۔ لیکن درین دو تغییر کم تر واقع شدہ بخلاف شفارج، کہ در آن حذف با و یا و ضم شین و کسر راء کہ خلاف قاعدۂ ھای مختلف است، نمودہ اند بنا بر آن کہ وزن علابط کہ در کلام عرب شائع است بہم رسد۔

انج: معرب انبہ و آن میوہ ایست معروف در ھند۔

انموذج (بالضم): معرب نمودہ یعنی نمودار و نمونہ چیزی۔ و صاحب قاموس گفتہ کہ انموذج خطاست و صحیح نموذج است بفتح نون۔ واین سخن محل تامل است چہ صاحب مفتاح و اکثر علمای عربیت[۷] "انموذج" در کلام خود آوردہ اند۔ حمل کلام ایشان بر (۱۳۔ الف) خطا خطاست۔ و شراح مفتاح معرب "نمودہ" گفتہ اند نہ "نمونہ" چنانکہ بعضی گمان بردہ اند۔ وقاعدۂ تعریب نیز تقاضا می کند کہ معرب "نمودہ" باشد نہ "نمونہ"۔

اسکرج (ضم الف و کاف وفتح را): معرب اسکرہ۔

صنج:[۸] معرب چنگ و معرب سنج کہ در ھند نواختن آن متعارفست۔ و معرب ثانی می باید بکسر صاد باشد، چہ سنج بکسر آمدہ نہ بفتح۔

بنج (بالفتح): معرب بنگ[۹] (بفتح) و آن اجواین[۱۰] خراسانی است۔

منج (بالفتح): معرب منگ (بالفتح) و آن دانہ ایست مسکر یا گیاہ آن و گویند

اجواین خراسانی است۔ وبالضم معرب منگ (بالضم) کہ ماش سبز است۔ وج (بالضم و تشدید (۱۳۔ب) جیم) نیز گویند۔

سباذج (بالضم): معرب سبادہ۔☆[۱]

ساج: معرب ساگ وآن درختیست عظیم و در ہند معروف است۔

ساذج (بفتح ذال معجمہ): معرب سادہ۔

ساذج☆[۲] (بفتح ذال معجمہ): معرب شادنہ۔

شاهدانج: معرب شاهدانہ۔

شاهترج: معرب شاهترہ۔

بسفایج (بفتح بای موحدہ و یای مثناۃ تحتانیہ): معرب بسپایہ۔☆[۳]

سکباج (بالکسر): معرب سکبا (بالکسر) یعنی سرکہ با۔

اسفیداج:☆[۴] معرب اسپیداب یا اسپیداو یا اسپیدا☆[۵] (بحذف واو)۔ و معرب اخیر گفتن بقاعدۂ تعریب مناسب است، چہ کلمۂ کہ در آخرش الف باشد، جیم زیادت کنند۔ واین کلمہ مثل "آسیاب" و "آسیاو" و "آسیا" است کہ ہر سہ روش جائز است وچون "دریاب" و "دریاو" و "دریا" و "امثلۂ آن بسیار است۔

صاروج: معرب چارو۔

صوبج (بالفتح والضم): معرب چوبہ کہ بآن نان پہن کنند۔

طازج: معرب تازہ۔

طیہوج (بالفتح): معرب تیہو۔

طسوج (بالفتح وتشدید سین): معرب تسو۔

طابج: معرب تاوہ۔

کندوج (بالضم): معرب کندو (بالفتح)۔ وآن ظرف گلین معروف است و عرب از آن (۱۴۔الف) کندجہ (بالفتح) مصدر اخذ کنند یعنی ساختن کندو۔

دیزج (بالفتح): معرب دیزہ یعنی سیاہ۔☆[۶]

دخنج: معرب دخینہ۔[1]

دستیج: معرب دستی یعنی ظرفی کہ بہ دست گردانند۔

کستیج (بالضم): معرب کستی یعنی زنار۔

بزرج (بضمتین): معرب بزرگ و ازین ماخوذ است بزر جمہر کہ بفارسی بزرگ مہر گویند۔

فنزج (بفتح فا وزای معجمہ و سکون نون): معرب پنوہ[2] مرادف پنجہ و آن رقصیست کہ در ہم دست یکدیگر گرفتہ کنند و دست بند نیز گویند۔ وصاحب قاموس معرب پنجہ گفتہ کہ مرادف پنوہ است لیکن اول اولی است چہ زای تازی بہ زای فارسی نزدیک تر است وتعریب از آن انسب۔

فہرج (کجعفر):[3] معرب پہرہ یا فہرہ، وآن شہریست در ناحیہ اصطخر بر طرف بیابان۔

راھنامج: معرب راھنامہ وآن نوشتہ ایست کہ معلم و ناخدا آن را (۱۴۔ب) ملاحظہ کردہ کشتی را در دریا برانند۔

برنامج: معرب برنامہ یعنی ورق جامع حساب۔

دھنج (بفتحتین): معرب دھنہ کہ آن را "دھنۂ فرنگ" گویند۔

دبرج (بہ تشدید راء): معرب دہ پرہ۔

مرتج (بالکسر): معرب مرتک (بالکسر)۔ و صاحب قاموس معرب "مردہ" گمان کردہ وگفتہ کہ بہ ضم میم باید و بخلاف قیاس کسر دادہ اند۔

مارماھج:[4] معرب مارماھی۔ [والجریث و الجری وھو ضرب من السمک غیرہ وھو تفسیر المصلور فی حدیث عمار[5]][6]۔

مرداسنج و مرداسج (بحذف را): معرب مرداسنگ و مرداسنگ۔

سکبنج (بفتح سین مہملہ وسکون کاف وکسر با وسکون یا و فتح نون): معرب سکینہ وآن صمغی است۔

اُشّج (بضم الف و فتح شین معجمۂ مشدد): معرب اشہ (بالضم و فتح شین (۱۵۔الف) مخفف و مشدد) و آن صمغی است۔

خربندج:☆۱ معرب خربندہ۔

طفسونج:☆۲ معرب تفسونہ و آن شہریست۔

رازیانج: معرب رازیانہ۔☆۳

سطرنج☆۴ (بالکسر): معرب چتورنگ کہ لفظ ھندیست و چتور بمعنی چار و انگ [بنون ساکن و کاف مفتوح] بمعنی عضو، چہ شطرنج چار رکن دارد غیر فرزین و شاہ کہ آن فیل و شتر و اسپ و پیادہ است۔☆۵

جشیرج: معرب چشیرہ☆۶ یعنی چاسو۔

درواج، پیش کوھۂ زین: معرب دروازہ گاہ۔

نیرنج (بالفتح): معرب نیرنگ۔

اھلیلج و ھلیلج: معرب ھلیلہ۔

املج (بروزن اطلس): معرب آملہ۔☆۷

بلیلج: معرب بلیلہ۔

زاج: معرب زاک۔

کذج (بفتح کاف و ذال معجمہ): معرب کدہ (بفتح کاف و دال (۱۵۔ب) مہملہ) یعنی خانہ۔

زنج: معرب زنگ۔

زرنج (بفتحتین): معرب زرنگ، و آن شہریست در سیستان۔

اسفرنج: معرب اسپرنگ یا اسفرنگ، و آن شہریست در فرغانہ۔☆۸

زرنوج و زرنوق (بالضم): معرب زرنو، و آن شہریست وراء اوزجند۔

قنوج (بالکسر و تشدید نون مفتوح): معرب کنوج (بالکسر و تخفیف نون)۔

قبج☆۹ (بفتح قاف و سکون بای موحدہ): معرب کبک۔

زنج (بالکسر): معرب زنگ۔

داناج: معرب دانا۔

باباج: معرب بابا۔

شیج:☆[1] معرب شی، یعنی پیراهنی کہ شب پوشند وبعضی بمعنی پوستین گفتہ اند۔

بردج:☆[2] معرب بردہ [یعنی بندہ کہ بغارت آوردہ باشند]☆[3]۔

بوشج: معرب پوشنگ وبعضی فوشنج معرب گفتہ اند۔ وآن شهریست کہ الحال

پشنگ گویند بنا کردۂ پشنگ پدر☆[4] افراسیاب۔

(۱۶۔ الف) بسیار داج: معرب بسیار دانہ، وآن گیاهی است۔

نارنج: معرب نارنگ۔

اترج واترنج (بضم الف ورا وتشدید جیم در اول): معرب ترنج۔

تبریج:☆[5] معرب تبریدہ یعنی گوسفند خصی کہ موی اور تبریدہ باشند۔

برنج (بالفتحتین): معرب برنگ کہ بهندی بابرنگ گویند۔

شبج: معرب شب۔ وشباج (بالفتح وتشدید با) شب فروش۔

پیج (بالفتح): معرب پیک۔

فیروزج (بالفتح وضم را): معرب پیروزہ۔

نیل زهرج: معرب نیل زهرہ وآن گیاهی است کہ خشک عصارۂ آنست کہ

بهندی آن را رسوت گویند۔

داریج: معرب داری یعنی کسی کہ مهمات خانہ بہ او رجوع باشد۔

فنج (بالکسر): معرب پنگ وآن پیمانہ ایست آبیاران را کہ آب بہ آن قسمت

کنند۔

کشنج:☆[6] معرب کشند (وآن بالفتح) نوعی از سما روغ باشد چنانکہ در جهانگیری

(۱۶۔ب) گفتہ۔

فرنج: معرب فرنگ۔

زنج: معرب زمہ کہ بہندی "پنگری"[۱] گویند۔

میانج (بالفتح): معرب میانہ و آن شہریست نزدیک دربند۔

یارج: معرب یارہ۔

ایارج (بالکسر): معرب ایارہ ومعناہ الدواء الالٰھی۔

وتج (بفتحتین) دمی است بہ تخشب: معرب وتہ۔

تخاتج: جمع تختج معرب تختہ۔ کذا فی المغرب۔[۲]

زردج: معرب زردہ۔ وماء الزردج، زرداب کہ پیش از سرخاب و شاهاب بیرون آید از گل کاشیرہ۔

پختج و وتج[۳] (بفتح الباء وضمہا):[۴] معرب پختہ۔

روتج: معرب روی سوختہ ای النحاس الحرق۔

طباہج (بفتح الطاء) طعام من بیض ولحم: معرب تباہہ۔

شافا[ف]ج:[۵] معرب شاپایک و آن گیاہی است کہ (۷ا۔الف) بروف [بضمہ با ذون] نیز گویند۔

قولنج: معرب کولنج۔

خلنج: معرب خدنگ۔

برزج (کقرطق): معرب برزہ کہ فرزجہ نیز معرب آنست۔

ابلوج السکر (بالضم): معرب آبلوج (بالمد والقصر)۔

بلیج السفیدہ (کسکین): معرب بلیج (بہ تخفیف لام)۔

کسبج[۶] (بالضم): معرب کسبہ و آن کنجارہ باشد۔

کستج[۷] (بالضم): معرب کستہ[۸] و آن پشتارۂ لیف باشد۔

باب الحاء

مسیح: معرب مشیحا، کہ بہ سریانی مبارک را[1] گویند و لہذا "مسیحا" نیز استعمال کنند۔

تارح (بفتح را): معرب تارح[2] (بضم را)۔

باب الخاء المعجمۃ

فرخ (بفتح حرودفا): معرب فرخ یعنی خرف۔

کاخ: معرب کاخ۔

فرخ: معرب فرسنگ۔

زرنیخ (بالکسر): معرب زرنیخ (بالفتح)

باب الدال

نرد: معرب نرد۔ و واضعش ارد (کذا۔ب) شیر است و لہذا او را نرد شیر گویند۔[3]

فرند (بکسرتین و سکون نون): معرب پرند (بالفتح) یعنی جوہر شمشیر و پارچۂ معروف۔

کستودد (بفتح کاف و تا و سکون سین و زای[4] معجمہ): معرب "کاست و افزود" و آن دفتریست کہ در آن حساب خراج نگاہ دارند۔

لازورد (بکسر زای تازی): معرب لاژورد (بسکون زای فارسی)۔ و بعض بضم زای تازی معرب گفتہ اند و صحیح اول است چہ بروزن زورد (بکسر زا و[5] فتح واو) "قبطر" آمدہ و بضم اول صیغۂ نیامدہ چنانکہ محقق شریف در "شرح مفتاح" گفتہ۔

اما "لاجورد" مغیر "لاژورد" است نہ لغت اصلی، چنانچہ در "رسالۂ مغیرات" مبین شدہ۔

سجاوند (بالکسر): معرب سگاوند (بالفتح) وآن موضعیست از سیستان زیرا کہ سگ در آن بسیار (۱۸-الف) است یا آنکہ مردم آن موضع را بواسطۂ بدی سگ گفتہ باشند۔

اقلید (بالکسر): معرب کلید یا اکلید۔

قند: معرب کند (بکاف تازی)۔

بافد (بسکون فا): معرب "بافت" وآن شہریست بہ کرمان قریب یزد[☆۱] کہ الحال عوام "بافق" گویند۔ قال فی القاموس: "اتعی فیہ ساکنان۔"

صغد: معرب سغد۔ وصاحب قاموس ھر کدام را موضع علیحدہ گمان بردہ۔ وآن محل تامل است وتحقیق آنست کہ سغد دو موضع است وھر دو بسین است۔ یکی بافستان بہ سمرقند ودیگر موضعیست بمیان کال از مضافات سمرقند۔ وثانی را عرب[☆۲] بصاد معرب کردہ اند واول بسین گذاشتہ اند جہت تفرقہ۔ وسغد دراصل بمعنی زمین نشیب است (۱۸-ب) کہ آب در آن جمع شود۔

بد (بضم وتشدید دال): معرب بت۔

برید: معرب "بریدہ دم"۔ وآن دراصل استری است کہ دم او را ببرند برای نشان، وبمقدار دو فرسخ نگاھدارند بجہت خبر بردن۔ والحال آن شخص را گویند کہ بر آن سوار شود وخبر برد بلکہ ھر نامہ بر چالاک را ومقدار دو فرسخ را نیز گویند۔

قسید (بالضم وفتح الیاء): معرب کوچند۔

باب الذال المعجمة

طبرزذ[☆۳]: معرب تبرزد یعنی نبات، گویا کہ اطراف او را بہ تبرزدہ اند۔

زمرذ: معرب زمرد۔

موبذ (بضم میم و فتح با): معرب موبذ یعنی دانش مند مغان۔

هربذ (بکسر ها و با[☆۱]): معرب هیربد یعنی نگاهبان آتش۔

جنبذ: معرب گنبد۔

آزاذ:[☆۲] معرب آزاد۔ (۱۹۔الف) و آن[☆۳] قسم خرمائیست۔

استاذ: معرب استاد، اساتذه جمع۔

تلمیذ (بکسر): معرب تلمید، تلامذه جمع۔

جنابذ[☆۴] (بضم جیم و کسر بای موحده): معرب کنابد[☆۵] و آن شهریست معروف که الحال گوناباد گویند و از آنجاست میرزا قاسم گونابادی شاعر و مولانا مظفر جنابذی منجم۔ و دراصل کنابد نام کوهی است و آن شهر را بنام آن کوه خوانند[☆۶] چنانکه از شعر فردوسی ظاهر می شود۔

قباذ: معرب کواد، و آن نام پدر نوشیروان است چنانکه در تاریخ گزیده گفته۔

فالوذ: معرب پالوده۔

فولاذ (بالضم): معرب پولاد و فالوذ نیز گویند: و سیف مفلوذ، سیفی که از فولاد ساخته باشد۔

دیبوذ (بفتح دال و سکون یای مثناة و ضم بای موحده): معرب دو پود۔ و آن جامه ایست که هر دو رو علم[☆۷] داشته باشد۔

کاغذ: معرب کاغد (بدال مهمله)۔

موابذ۔ الجزیة، بقایاها، جمع مابذ وهو معرب، کذا فی المغرب[☆۸]۔

باب الراء المهملة

(۱۹۔ب) سیسنبر:[☆۹] معرب سیسنبل۔

اٴذر (بالضم و سکون همزه و فتح ذال معجمه): معرب گوده (بالفتح) یعنی بچه

گاو۔

سابور: معرب شاپور۔

الدخدار (بالفتح): معرب تخت دار، وھو ثوب ابیض او اسود۔ کذا فی القاموس۔

جاوشیر: معرب گاوشیر، و آن صمغ درختی است۔

فاذزھر: معرب پادزھر کہ مخفف آن پازھر است و معنی آن پایندگی کنندہ و مقاومت کنندہ بازھر۔ و بعضی گفتہ اند پاد بواو بمعنی شوندہ است و برین تقدیر فاوزھر نیز بواو است۔

شختر (بالضم): معرب شوم اختر۔

قندفیر[☆1]: معرب کندہ پیر۔

فیلور: معرب پیلور، فلاورہ جمع۔ وصاحب قاموس جمع آوردہ و مفرد ذکر کردہ۔

بغبور (بضم بای اول و ثانی) ملک چین: معرب بغپور (بفتح بای اول وضم دوم وھر دو فارسی) کہ الحال فغفور گویند و معنی ترکیبی[☆2] پسر بت۔

جبر[☆3] (بالضم): معرب چہرہ۔

روزجار: معرب روزگار۔

دستور[☆4] (بالضم) (۲۰۔ الف): معرب دستور بالفتح۔

طجیر[☆4] (بالکسر): معرب تجیر بمعنی پاتیلہ۔

طباشیر[☆4] (بالفتح): معرب تباشیر۔

سدیر[☆5] (بالفتح): معرب سہ دیر و آن قصری بود بہرام گور را مشتمل بر سہ گنبد کہ در آن عبادت می کرد۔[☆6] و دیر گنبد باشد۔

سدر (بالضم و فتح دال مشدد و مخفف): معرب سہ درک و آن نام[☆7] بازیی است۔

سمور (بہ تشدید میم): معرب سمور (بہ تخفیف میم)۔

تنور (بہ تشدید نون): معرب تنور (بہ تخفیف نون)۔

شبور (بہ تشدید با)[☆8]: معرب شیپور بمعنی نفیر۔

جوهر: معرب گوهر۔

جوزهر: معرب گوزهر (بفتح اول و کسر ثانی)۔

انجر و لنجر: معرب لنگر۔

اصطخر: معرب استخر، و آن شهریست مشهور که پای تخت سلاطین عجم بود و استخر دراصل بمعنی تالاب است و چون تالابی کلان در آن واقع است[☆1] بدان مسمیٰ گشت۔

عسکر: معرب (۲۰۔ب) لشکر۔ کذا فی المغرب۔[☆2]

نیلوفر: معرب نیلوپل۔

شبستر (بفتح شین و کسرہا): معرب چوستر که چستر نیز گویند و آن دمی است برشش فرنگی تمیز۔

استار (بالکسر): معرب استیر۔

نیسابور: معرب نشاپور۔[☆3]

شاکر: معرب چاکر۔

خیارشنبر: معرب خیار چنبر۔

فرجار (بالکسر): معرب پرکار۔

زنجار (بالکسر): معرب زنگار۔

شجار (بالکسر): معرب شنگار (بالفتح وکاف فارسی) و آن گیاهی است که برگش سیاه و بیخش سبز است۔

ریصار (بالکسر): معرب ریچار۔

صفیر: معرب سپیل۔

فهر (بضم): معرب پهر، وآن مدرسهٔ یهودان است۔

هزار: معرب هزار دستان۔

جلبار (بضم): معرب گلبار، وآن محله ایست (۲۱۔الف) باصفهان و سادات جلباریه معروف اند۔

جلنار (بضم و فتح لام مشدد و مخفف): معرب گلنار۔

باب الزاء

الدرز: معرب درز۔ فی القاموس: درز الثوب معروف معرب، و ازین جہت در فارسی سوزن را "درزن" و ریسمان سوزن را "درزنان" و خیاط را "درزی" گویند و این درزنان بمعنی رشتہ منسوب است بہ درز۔ و الف و نون جمع نیست و "ابناء الدروز" شپش را گویند زیرا کہ درمیان درزھا پنہان می شود۔

قز (بالفتح و بتشدید زاء): معرب کژ (بالفتح و زای مخفف فارسی در آخر) بمعنی ابریشم خام۔ و ازین ماخوذ است کژآگند یعنی جامہ کہ بہ کژ آگند کنند برای روز جنگ و هم چنین کژدین بمعنی کجیم کہ عوام کجیم[☆1] گویند۔

جربز و قربز: معرب گربز و این اختلاف (۲۱۔ب) بنابر آنست کہ بعضی گربز بکاف فارسی و بعضی بکاف تازی گفتہ اند۔ معرب اول جربز و معرب ثانی قربز۔ و عربان از لفظ جربز مصدر و فعل اخذ کنند۔ یقال[☆2]: جربزہ یجربز جربزۃ۔ چون: ھندس یھندس ھندسۃ۔

دھلیز (بالکسر): معرب دھلیز بالفتح۔

جلوز (بکسر جیم و تشدید لام مفتوح): معرب گلوز یعنی فندق۔

جلغوز بروزن فردوس: معرب چلغوزہ (بکسر جیم فارسی و واو مجہول) و آن درخت صنوبر کبار است و بواسطۂ بسیاری غوزہ آن را "چلغوزہ" گویند [و بر ثمر آن اطلاق یافتہ چنانچہ مشہور است][☆3]۔

جوز: معرب گوز۔ ع

شونیز: معرب شینیز یا شنیز[☆4] (ھر دو بشین معجمہ یا مہملہ) بمعنی سیاہ دانہ۔

جلواز (بالکسر): معرب جلویز (بالفتح) بمعنی پیادۂ کوتوال۔

هنداز (بالکسر): معرب اندازه۔ و بعد از تعریب ازان مصدر و اسما اخذ کنند[☆١]
چون هندزة و مهندز۔ و چون در کلام عرب بعد دال زا نمی آید ازین جهت زای (۲۲۔
الف) هندزة و مهندز را بسین بدل کردند چنانکه مشهور و بر زبانها مذکور است۔

قفیز: معرب کفیز۔

قهندز: معرب کهن دژ و هم چنین قندز معرب آنست یا مخفف قهندز۔

جرز (بالضم): معرب گرز۔

نیروز (بالفتح): معرب نوروز۔

فیروز (بفتح فاوضم را): معرب پیروز۔ فیروزآباد معرب پیروز آباد یا فیروز آباد
(بالکسر) که متغیر است۔

باب السین

دختنوس و دخدنوس بروزن عضرفوط، نام دختر لقیط بن زراره: معرب دختر
نوس[☆٢] که نام دختر کسری[☆٣] است و لقیط دختر خودرا موسوم بنام او کرد، کذا فی القاموس۔
و بخاطر می رسد که معرب دخت نوش باشد چه نام دختر کسری چنین سماع شده۔[☆٤]

فهرس (بالکسر): معرب فهرست۔

(۲۲۔ب) فردوس: معرب پردوس۔ کذا فی تاریخ بیهق و در قاموس گوید:[☆٥]
فردوس بستانی که درو بود آنچه در همه بساتین باشد[☆٦] و عربی است یا رومی و سریانی[☆٧]
که بعربی نقل کرده اند و نیز گفته[☆٨] که فردست[☆٩] بمعنی سعة و فراخی است و منه الفردوس۔

سندس (بالضم)۔[☆١٠] صاحب قاموس گوید[☆١١] که معرب است بلاخلاف اما
نگفته است که دراصل چه بوده و کدام زبان بوده۔

مجوس: معرب منج گوش یعنی صغیر الاذن، چون واضع دین مجوسان مردی خرد گوش بود بدین لقب مشہور شد۔[۱☆]

کرباس (بالکسر): معرب کرپاس (بالفتح) چہ فعلال بالفتح از غیر مضاعف در کلام عرب نیامدہ۔

کوس (بالضم و واو معروف): معرب کوس (بواو مجہول)۔

بوس (بالضم): معرب بوسہ و بوس لیکن واو در فارسی مجہول است و (۲۳۔الف) در عربی معروف بر قیاس کوس۔

قیس (بالفتح): معرب کیش (بیای مجہول) وآن جزیرہ ایست بہ بحر عمان۔

برجیس (بالکسر): معرب برجیس (بالفتح)۔ چہ فعلیل بالفتح در کلام عرب نیامدہ۔

دبوس (بتشدید با): معرب دبوس (بہ تخفیف با) بمعنی گرز۔

قابوس: معرب کاووس۔

تفلیس (بالفتح، وقیل بالکسر): معرب تپلیس (بالکسر) وآن شہریست معروف بہ گرجستان، آبا، کردہ توشاپ۔ واختلاف فتح وکسر بنا بر آنست کہ در اصل لفظ فارسی بکسر تا است۔ چون تفعیل در کلام عرب بسیار است این لفظ را تفعیل اعتبار کنند وتاء زائدہ دانند پس کسر اصل بفتح بدل کنند۔ وبعضی این را فعلیل دانند وتا را اصلی گویند، پس کسر را بحال خود دارند۔[۲☆] وصاحب قاموس یک جا کسر را بعامہ نسبت دادہ و جای دیگر کسر را نیز درست دانستہ۔[۳☆]

طمیس (بالضم و فتح میم):[۴☆] معرب تمیشہ، وآن بیشہ ایست در مازندان[۵☆] کہ شکارگاہ ملوک فرس بودہ۔ بنا بر آن عمارت بسیار در آن شد وحکم شہر بہم[۶☆] رسانید۔

باذغیس[۷☆] (۲۳۔ب): معرب بادخیز وآن دھیست چند[۸☆] از ھرات۔

ریباس: معرب ریواج۔

جاورس: معرب گاورس

قسیس (بکسر قاف و تشدید سین اوّل): معرب کشیش۔

جاموس: معرب گاومیش یا گامیش[☆۱] کہ مخفف گاومیش است۔

طوس: معرب توس، وآن شہریست مشہور در خراسان، بنا کردۂ توس بن نوذر۔ ومتاخرین عجم رعایت فرس نمودہ این کلمہ را بہر دو معنی[☆۲] بطاء حطی نویسند بنابر اشتباہ تاء بہ یا و با و نون وہم چنین نویسند در اکثر کلماتی کہ محل اشتباہ است چون غلطیدن و طپیدن وطپانچہ و مانند آن کہ بطاء حطی نویسند با آنکہ بتاء قرشت است، جہت رفع اشتباہ۔

طبس (بفتح طاوبا): معرب تبس، وآن شہریست معروف در خراسان۔

طبرس (۴۳۔الف) (بفتح طاوبا): معرب تبرس، وآن منزلیست میان کاشان و[☆۳] اصفہان، والحال از آن نشانی نیست۔

فارس (بکسر راء): معرب پارس (بسکون راء)۔

فیثاغورس: معرب پیتاگورس (بواو معدولہ)۔

جالینوس: معرب گالینوس (بواو معدولہ)، وجالینوس نیز گویند۔[☆۴]

مغناطیس:[☆۵] معرب گمناتیس کہ یونانیست و چون در زبان یونان الف و یاء غیرملفوظ است[☆۶] عرب گاہی ہر دو را ملفوظ اختیار کنند و معربش مغناطیس گویند و گاہی ہر دو را حذف کنند و معربش مغنطس گویند و گاہی اول را[☆۷] حذف کنند و مغنطیس گویند اما ثانی را حذف نکنند، چہ صیغۂ مغناطس در کلام عرب نیامدہ۔

ماس:[☆۸] معرب الماس۔

قومس (بالضم): معرب کومش، وآن ولایتی است کہ دامغان وسمنان از آن جملہ است۔

کندس (بضم کاف و دال): معرب کندش، وآن بیخ[☆۹] گیاہی است کہ عطسہ آرد۔[☆۱۰] کذا فی الاختیارات۔[☆۱۱]

باب الشین

خش (بالضم وتشدید شین): معرب خوش۔ کذا فی (۴۴۔ب) القاموس۔

مرزنجوش: معرب مرزنگوش۔

مروقوش (بالفتح): معرب مردہ گوش۔ ☆[1] مرادف مرزنگوش ☆[2] (ھر دو بیک معنی است) ☆[3] وآن قسم ریحانیست خوشبو۔ وقیاس در ثانی آن بود کہ بضم میم باشد اما فتح برای آن دادند کہ این وزن در کلام عرب شایع است۔

شاش: معرب چاچ، وآن شہریست کہ الحال ☆[4] تاشکند گویند۔

برخاش (بالکسر): معرب پرخاش، چہ فعلال بالفتح از غیر مضاعف درکلام عرب نیامدہ۔

قفش: معرب کفش۔

فنجوش: معرب پنجوش، وآن معجونیست مرکب از پنج جزو کہ بجہت ☆[5] تقویت دل سازند۔ ☆[6]

باب الصاد

بلوص: معرب بلوچ، وآن طائفہ ایست کہ در نواحی (۴۵۔الف) ملک سندھ وقندھاری باشند۔ ☆[7]

قص (بالکسر وتشدید صاد): معرب شت۔ ☆[8]

تخریص (بالکسر): معرب تیریز، یقال ☆[9] الدخریص ایضاً۔

خرص (بالکسر)، قال فی القاموس: ولعلہ معرب خرس۔

جص (بالفتح وتشدید الصاد): معرب گچ۔

باب الطاء

زط (بالضم وتشدید طا): معرب جت [بالفتح] وآن طائفہ ایست کہ در نواحی ملک سندھ می باشند۔

بربط: معرب بربت یعنی سینۂ بط زیرا کہ شبیہ است بدان۔

بط (بالفتح وتشدید طا): معرب بت [بالفتح]۔

نفط (بالفتح، والکسر افصح): معرب نفت (بالفتح)۔ ☆[1]

[باب العین]

سترقع (بضم سین وقاف): ☆[2] معرب سکرک، وآن نبیذ ارزن باشد بزبان حبشہ]۔ ☆[3]

باب الفاء

شاروف: معرب جاروب۔ ☆[4]

جزاف: (بالضم): معرب گزاف، وعرب بعد از تعریب، از آن اخذ مصدر (۲۵۔ب) وافعال کنند چون جازف یجازف مجازفۃ وجزافا بالکسر۔

شنجرف: معرب شنگرف۔ وشنجرف زاطی سیندر را گویند۔ ☆[5]

نسف ☆[6] (بفتحتین): معرب نخشب۔

باب القاف

میلق ☆[7] (بالفتح): معرب تیغ۔

زخشوق[1] (بفتحتین وسکون خا): معرب تخ چوک، وآن گیاهی است۔

جرموق (بالضم): معرب سرموزہ۔

جروحق (بالضم): معرب کروهه[2] یعنی گلولہ۔

غوزق (بالضم): معرب غوزہ۔

جوزق (بالفتح): معرب گوزہ بمعنی[3] غوزۂ پنبہ وغوزۂ کوکنار۔

جلاهق (بالضم): معرب جلاهه، وآن دراصل بمعنی گلولۂ ریسمان است و بمجاز جولاهه را گویند۔

فالوزق: (۲۶۔الف) معرب پالودہ۔

رستاق (بالضم): معرب روستا۔[4]

ابریق (بالکسر): معرب آبری[5] کہ مخفف آبریز است۔

بورق: معرب بورہ، کہ بهندی سهاگہ گویند و بورۂ ارمنی قسمی از آن است و آن را بتازی نطرون گویند۔

بیهق (بالفتح): معرب بیهہ وآن دهی[6] وملکی است معروف۔ کذا فی تاریخ بیهق۔

بشیق[7] (بفتح حردو با وسکون شین معجمہ): معرب بشیہ، وآن دهی است بہ مرو۔ کذا فی الانساب[8] وصاحب قاموس "بشیہ"[9] آوردہ و بایستی کہ[10] بشیق کہ معرب آنست، ذکر کردی۔[11]

خرق: (بفتحتین): معرب خرہ، وآن نیز دهی است بہ مرد۔

جوسق (بفتح جیم وسین مهملہ): معرب کوشک۔

خیوق (بالکسر وفتح الواو):[12] معرب خیوہ وآن قصبہ ایست از خوارزم کہ شیخ نجم الدین کبریٰ از آنجاست۔

(۲۶۔ب) سرق (بالفتح): معرب سرک[13] وآن گیاهی است نافع۔

زنبق: معرب زنبہ، وآن گلیست معروف۔

دلق (بفتحتین): معرب دلہ و آن روباہ است۔

دسق (بالکسر و فتح سین مہملہ): معرب دمسہ و آن قسم ابریشم است۔

زرق (بالضم و تشدید راء مفتوح): معرب زرہ [براء مشدد] مرادف جرہ۔

طابق: معرب تادہ یا تاب۔

لقانق (بالضم و کسر نون): معرب لکانہ (بالفتح) و آن چوب رودہ است۔

رزدق[☆۱] و رستق: معرب رستہ۔ و فی المغرب: الرزدق الصف۔

و فی الواقعات: رستق الصفارین والبیاعین۔ انتہی۔[☆۲] و ظاہراً کہ اول معرب رزدہ است (۲۷۔الف) مرادف رستہ۔

منجنیق (بالفتح والکسر): معرب منجنیک۔[☆۳]

جوالق (بالضم و کسر لام): معرب جوال۔ جوالق (بالفتح و کسر اللام) جمع آن۔

دانق: معرب دانک۔

قرطق: معرب کرتہ۔

یلمق: معرب یلمہ۔

قربق: معرب کربہ مرادف کلب۔

دیزق (بالفتح): معرب دیزہ یعنی سیاہ۔[☆۴]

باذق (فتح ذال معجمہ): معرب بادہ۔

بیذق (بالفتح): معرب پیادہ۔

طربق (بالفتح): معرب ترپہ[☆۵] یعنی ترف کہ بہ ترکی قراقروت[☆۶] گویند۔

دورق (بالفتح): معرب دورہ یعنی سبوی دستہ دار و از فرہنگ ھا و اشعار فارسی بمعنی قدح ظاہری شود۔ خسرو گوید:

ساقیا می دہ کہ امروزم سر دنیا نکیست
دورہ بہ[☆۷] گردان کہ مرگم از تہی پیا نکیست[☆۸]

و سوزنی گوید:

آن دوره گوش سرخم سیکی فروش دزد
از هرخمی عصیری، ده دوره، نوش کرد

وله:

خری، سبوی سری، دوره گوش، خم پهلو
کماسه پشت، کدو گردنی،[☆1] تکاو گلو[☆2]

اما صاحب قاموس اشعار بتعریب لفظ دورق نکرده پس ممکن است[☆3] که دورق معرب دوره نباشد و در عربی بمعنی سبو باشد[☆4] واللہ اعلم.[☆5]

زیبق (بالکسر): معرب ژیوه مرادف جیوه یعنی سیماب.

برق (بفتحتین): معرب بره.

باشق (بفتح شین و کسر آن): معرب باشه.

خروق (بالفتح): معرب خورده یعنی شوربا. وصاحب قاموس[☆6] معرب گفته و تعیین نکرده.

فستق (۲۷-ب) (بالضم): معرب پسته.

بیق (بالفتح): معرب بیک. کذا قیل: لیکن در تاریخ بیق معرب به گفته چنانچه گذشت.

ابلق: معرب ابلک.

راوق (بفتح واو): معرب راوک. و فی القاموس: الراووق المصفاة والباطیة و ناجود الشراب الذی یروّق[☆7] به والکاس بعینها.[☆8] انتهی. پس ظاهر شد[☆9] که عربی راووق است نه راوق. اما صاحب قاموس تصریح بتعریب نکرده. و[☆10] حق آنست که راووق معرب راوک است، چون حاوون معرب هاون، چه فاعل بفتح عین[☆11] در کلام عرب نادر است. و راوق مغیر راوک است نه معرب آن. [و ظاهرا ابلق نیز عربیست و ابلک مغیر آن: هم چنین بهک[☆12] مغیر بهق[☆13] است نه آنکه بهق[☆14] و ابلق معرب انند[☆15][☆16]]

اشق (بالضم و فتح شین مشدد): معرب اشہ (بالضم و فتح شین مشدد و مخفف) و آن صمغی است چنانکہ در "ارنج" گذشت۔

قاق: معرب کاک۔ اما حق آنست کہ "قاق" عربی نیست و فارسی زبانان کہ می خواهند مخرج حرف زنند "کاک" را "قاق" گویند۔[1]

سذق (بفتح سین و ذال معجمہ): معرب سدہ و آن روز جشن مغان است۔

فرانق (بالضم و کسر نون): معرب پروانک مرادف پروانہ و آن حیوانیست کہ پیشاپیش شیری رود و فریادی کند تا بدانند کہ شیری آید۔

شوبق (۲۸۔الف) (بضم شین معجمہ و فتح بای موحدہ): معرب چوبہ کہ بدان نان پہن کنند مرادف "صوبج" مرقوم۔

استبرق: معرب استبرہ، کذا فی النفائس۔ و در قاموس گفتہ کہ آن دیباج[2] گندہ است و معرب استروہ است۔

شافق: معرب شافہ۔

ابزق و افزق و اوزق، ہر سہ بروزن افعل: معرب آب زہ و آف زہ و آوزہ۔ این "آف" و "آو" مرادف آب است و زہ (بفتح زا) بمعنی ترشح و معنی ترکیبی: زمینی[3] کہ آب از آن می زہد یعنی اندک اندک می تراود۔[4] و دو لغت اول[5] در کتب فقہ حنفیہ مذکور است۔ اما در بعضی کتب[6] بذال معجمہ است و در بعضی بزاء معجمہ، اما ثانی بقاعدۂ تعریب کہ در مقدمہ مذکور (۲۸۔ب) شد، اقرب است۔ و لغت ثالث اگرچہ در کتابی یافتہ نشد، اما "اوازق" کہ جمع اوست یافتہ شد:[7]

"قالوا النھر الصغیر ما نحفظ ماؤہ ولانحفظ الی الفاوز والاوازق۔ وفی المغرب: الاوازق معرب اوازہ وھو مطمئن من الارض تجتمع فیھا ماء السیل وغیرہ و منہ قولھم النھر الصغیر... الخ[8]

و درین تامل است چہ "اوازہ" بدین معنی در کتب لغت فارسی یافتہ نشد[9] و ذکر "مفاوز" نیز اقتضا می کند کہ "اوازق" جمع باشد نہ مفرد۔

خندق (بالفتح): معرب کنده۔
طاق: معرب تاک یعنی طاق خانہ و معرب "تا" یعنی ضد جفت۔
زہق: معرب زمہ بمعنی نازک و نرم۔
(۲۹۔الف) زرنیق (بالکسر): معرب زرنیخ (بالفتح)۔
دمق (بفتحتین): معرب دمہ یعنی باد و برف۔
زندیق (بالکسر): معرب زندی [بفتح☆۱ و چون بنا بر قاعدۂ کہ در مقدمہ گذشت قاف تعریب در آخر زیادہ شد۔ وفعلیل بفتح در کلام عرب نیامدہ، زاء را کسر دادند]☆۲ وفی☆۳ القاموس: معرب "زن دین" ای دین المرأۃ۔
دیبق☆۴ (بالفتح) خوان نقرہ کہ برآن طعام گذارند و صاحب صحاح گفتہ معرب است و صاحب قاموس معرب طشت خوان گفتہ و درین تامل است۔

باب الکاف

کعک: معرب کاک یعنی نان تنک۔
نیزک (بالفتح): معرب نیزۂ ک☆۵ ونیازک جمع۔ وفی القاموس: "النیزک، الرمح القصیر"☆۶ وفی السامی: "النیزک معرب۔"
حسک (بحاء مہملہ): معرب خسک کہ آن را خار خسک گویند و ہندی گوکھرو خوانند۔ (۲۹۔ب) وخاری سازند مانند آن، سہ پہلو، از آہن و در میدان جنگ اندازند تا اسپ و پیادۂ دشمن فگار شود، و آن را نیز بمشابہت آن خسک گویند۔
طبرک (بفتحتین): معرب تبرک (بسکون بای موحدہ) و آن قلعہ است عموماً و قلعۂ اصفہان خصوصاً۔
فلنج مشک وفرنج مشک: معرب پلنگ مشک، و آن گیاہی است خوشبو کہ رنگ پلنگ و بوی مشک دارد۔

باب اللام

فوفل: معرب پوپل۔

فیل: معرب پیل۔

قرنفل: معرب کرن پھول، کہ لفظ ھندیست، ☆[1] مرکب از کرن کہ بمعنی گوش و پھول کہ بمعنی گل است۔ و چون زنان ھند اکثر آن را در سوراخ گوش می گذارند تابستہ نشود، بہ این نام مسمّٰی شدہ۔

غربال (بالکسر): معرب غربال (بالفتح)۔

سمندل: معرب سمندر۔ وصاحب قاموس در باب راء گفتہ کہ سمندر و سمیدر دابہ ایست (۳۰۔ الف) و درباب لام گفتہ کہ سمندل مرغی است در ھند کہ بہ آتش نسوزد۔ و درین تامل است بلکہ ☆[2] ھر دو یکیست و آن حیوانیست مانند موش کہ از پوستین او ☆[3] رومال سازند۔ چون چرکین شود، در آتش اندازند تا پاک شود۔

زندفیل: معرب زندہ پیل یعنی فیل ☆[4] بزرگ۔

دل ☆[5] (بالفتح وتشدید لام): معرب دل۔

زنجبیل ☆[6]: معرب شنگویر۔

قندیل (بالکسر): معرب کندیل (بالفتح)۔

نارجیل: معرب نارگیل۔

سجیل: معرب سنگ گل ☆[7] [پس ھر دو کاف فارسی را جیم کردند و اول را ساکن کردہ در دوم ادغام کردند۔ پس بواسطۂ التقاء ساکنین یعنی نون وجیم اول را حذف کردند۔ و چون فعلیل بفتح فا در کلام عرب نیامدہ سین را کسر دادند] ☆[8]

جل (بالضم وتشدید لام): معرب گل [بالضم]۔

زنبیل (بالکسر): معرب زنبیل (بالفتح)۔

دیبل (بفتح دال وضم بای موحدہ): معرب دیول (بکسر دال و یای مجہول و ضم واو) و آن شہری بودہ (۳۰۔ب) در قدیم، نزدیک بندر لاھوری،[۱] والحال خراب است۔ و از آنجا محدثین برخاستہ[۲] اند چنانکہ در قاموس مذکور است۔[۳]

لعل: معرب لال و آن ھر چیز سرخ است عموماً و جوھر سرخ قیمتی خصوصاً۔

اطریفل[۴]: معرب تر پھل و آن لفظ ھندیست یعنی سہ میوہ۔ و اولی آنست کہ[۵] "تری پھل" گوئیم چہ تری بمعنی سہ باشد و بمعرب ھم نزدیک است چنانکہ طرابلس معرب تری بلس[۶] است یعنی سہ شہر، چہ در یونانی نیز "تری" بمعنی سہ است۔

فلفل: معرب پلپل۔

انجیل (بالکسر): معرب انگیلون کہ قلب انگلیون است یا عکس است۔[۷] پس واو و نون حذف کردند، انگیل ماند۔ پس کاف فارسی بہ جیم بدل کردند[۸] و الف را کسر دادند چہ افعیل، بفتح الف، در کلام عرب نیامدہ۔

باب المیم

قم (بالضم و تشدید میم): معرب کم[۱۰] کہ کب نیز گویند و آن شہریست معروف۔

بقم (بالفتح و تشدید قاف): معرب بکم۔

ابریسم (بالکسر و فتح سین): معرب ابریشم۔

ھندام (بالکسر): معرب اندام یا ھندام (بالفتح)، واین بہتر است چنانکہ گذشت در مقدمہ و ازین ماخوذ (۳۱۔الف) است مہندم یعنی اندام دار۔

المرھم، آنچہ بر جراحت بندند، معرب کذا فی الصراح۔

صنم: معرب شمن۔ کذا فی القاموس۔ و این غلط است چہ شمن بت پرست

است نہ بت و معرب بودن صنم نیز محل تامل است۔[1☆]

ساسم: معرب شیشم و آن درختی است معروف در ھند۔

سلجم: معرب شلغم مرادف شلغم، و بشین معجمہ نیز آمدہ۔

لجام (بالکسر): معرب لگام (بالفتح)۔

صرم (بالفتح): معرب چرم۔ صرام[2☆] یعنی چرم گر۔

برسام (بالکسر): معرب برسام (بالفتح)۔ یقال "برسم، بالضم وکسر السّین، فھو مُبَرْسَم بالضم وفتح السّین۔"

خشنام (بالضم) نامیست: معرب خوش نام۔ کذا فی القاموس۔[3☆]

درھم [بکسر اول وفتح ثالث]: معرب درم۔

باب النون

صولجان: معرب چوگان یا چولگان۔

صرمجان (فتح صاد و میم[4☆]): معرب چرمگان و آن شہریست۔

قزوین: معرب کژوین ومعنی ترکیبی آن "کج را بین"[5☆] است۔ و وجہ تسمیۂ شہر قزوین بدان در تاریخ گزیدہ[6☆] مذکور است۔

جردبان (بالفتح): معرب گردہ بان ای حافظ الرغیف۔ کذا فی (۳۱۔ب) القاموس۔

جلسان (بالضم وفتح اللام المشددہ): معرب گلشن۔

دکان (بالتشدید): معرب دکان بالتخفیف۔

باذنجان (فتح ذال معجم): معرب بادنگان۔

ھنزمن، (کجردحل) الجماعۃ: معرب ھنجمن و انجمن، ومجمع الناس کذا فی القاموس وتحقیق وتفصیل آن در مقدمہ گذشت۔

قفدان[1] (بفتحتین) خریطۂ العطار، معرب۔[2] کذا فی الصحاح۔[3]

سمنجان (بفتحتین): معرب سمنگان، وآن[4] شہریست۔

اشغان (بالفتح وکسر نون): معرب آجگان بالمد وآن دہی است بمرو۔

ترجمان: معرب تر زبان[5] کہ کلمہ چی نیز گویند، تراجمہ جمع۔ و بعد ازان ازو مصدر و افعال و اسما اخذ کردند چون ترجم یترجم ترجمۃ فھو مترجم۔

جربان[6] (بالضم): معرب گریبان۔

(۳۲۔الف) قاسان: معرب کاسان وآن شہریست بترکستان۔[7]

قاشان: معرب کاشان۔

اصفہان و اصبہان: معرب اسپاحان و اسپہان۔[8]

روشن (بالفتح): معرب روزن[9] (بالضم)۔

روزن (بالفتح): ہم معرب روشن[9] (بالضم) روازن جمع۔ کذا فی المغرب۔

ماجشون (بضم جیم وشین معجمہ): معرب ماہ گون۔

طخارستان[10] (بالضم): معرب تخوارستان وآن ملکیست معروف مابین کابل و بلخ۔ وتخوار نام حاکم آن ملک بودہ۔

دیدبان (بفتح ہر دو دال): معرب دیدہ بان۔

الدربان (وتکسر) البواب، فارسیۃ۔ کذا فی القاموس۔ درابنہ جمع۔

فنجان (بالکسر): معرب پنگان۔

کشخان (بالفتح (۳۲۔ب) والکسر): معرب کشخان (بالفتح) بمعنی دیوث۔ ونون پیش بعضی اصلیست و وزنش فعلال وچون فعلال[11] بفتح اول در لغت عرب از غیر مضاعف نیامدہ، کسر دھند۔ وبعضی نون را زائد[12] دانند و وزنش فعلان۔ واین جماعت تغییر فتح[13] بدھند۔[14]

آذین، کانہ معرب آئین و یقال لہ[15] بالفارسیۃ خوازہ۔ کذا فی

المغرب۔[☆1]

قطران (بالفتح و کسر طا): معرب کتیران بحذف یا۔[☆2]

سرقین و سرجین (بالکسر): معرب سرگین۔

طیلسان (بفتح طا و لام): معرب تالشان بہ امالہ و کسر لام، چہ آن پوشش متعارف قوم تالش بودہ۔ و الف و نون برای نسبت است۔ و عرب تا را بطا بدل کردند جہت اخراج لفظ از عجمیت و فتح دادند طا را و لام را، چہ فیعلان[☆3] در کلام عرب بسیار است۔

فارقین: معرب پارکین۔

فرجین (بالکسر): معرب پرچین۔

(۳۳۔ الف) زرقین (بالکسر): معرب زلفی[☆4] یعنی زلفی در۔[☆5]

فرزان (بالکسر): معرب فرزین (بالفتح)

طرازدان (بالکسر): معرب ترازودان بمعنی غلاف ترازو۔

جرجان (بالضم): معرب گرگان۔

طبرستان: معرب تبرستان۔

فیجن: معرب پیگن[☆6] مرادف پیغن[☆7] بمعنی سداب و آن گیاہی است معروف۔

طہران: معرب تہران۔

طبران: معرب تبران۔

قہرمان: معرب کہرمان۔

مرزبان (بضم زا): معرب مرزبان بسکون زا یعنی نگاھدارندۂ سرحد۔

جوشقان[☆8] (بفتح جیم و شین): معرب کوشکان (بضم کاف و سکون شین)۔

صغانیان[☆9]: معرب چغانیان۔

ارجان (بالضم[☆10]): معرب ارگوان مرادف ارغوان۔

طیسفون (بفتح طاوسین): (۳۳-ب) معرب تیسپون و آن نام شہر مدائن است۔

سجستان (بالکسر): معرب سگستان (بالفتح)، و وجہ تسمیۂ آن درسگاوند گذشت۔

سکنجبین: معرب سکنگبین۔

ترنجبین: معرب ترنگبین۔

جلنجبین: معرب گلنگبین۔

خیزران (بالفتح وضم زا): معرب خیز ران (بسکون زا)۔

قیروان (بفتح قاف وضم رای مہملہ): معرب کاروان بہ امالہ۔ و آن شہریست بمغرب زیرا کہ در آن موضع[☆۱] کاروان فرود می آید۔

اذربیجان (بروزن عندلیبان): معرب آذر بایگان۔

صین: معرب چین۔

مہرجان (بالفتح): معرب مہرگان۔

طاجن (بکسر جیم) و طیجن (بوزن حیدر)، تابہ، کہ برآن چیزی بریان کنند۔ صاحب قاموس گفتہ کہ این ہر دو معرب است (۳۴-الف) اما نگفتہ کہ دراصل چہ بودہ۔

شاھین، بمعنی مرغ شکاری و بمعنی عمود ترازو، معرب است، کذا فی المغرب[☆۲]، لیکن[☆۳] نگفتہ کہ دراصل پارسی چہ بودہ و ظاہرا[☆۴] این از آن قسم است کہ بجنس، بی تغییر، در عربی نقل شدہ و اختلاف در احکام است چون الف و لام و انصراف وعدم انصراف۔ اما شاھین کہ در کیمیا[☆۵] و احیاء و کتب فقہ شافعیہ[☆۶] واقع شدہ، بمعنی نی است کہ شبانان و حاجبان[☆۷] نوازند و بدین معنی نیز معرب است۔

کازرون (بفتح زا): معرب گازرون[☆۸] (بسکون زا)، چہ التقاء ساکنین در فارسی جائز است و در عربی غیر جائز۔

قبان (بفتح قاف و تشدید با): معرب کپان (بالفتح و بای فارسی مخفف و

مشدد)۔

قرسطون (بفتحتین وسکون سین): معرب کرستون، وآن کپانی بزرگ باشد۔

ارزن: معرب ارژن کہ ارجن نیز گویند وآن چوبیست معروف کہ از آن عصا سازند و دشت ارژن بنا بر آن گویند کہ در آن درخت ارژن بسیار است۔

مزدقان (بالفتح): معرب مژدکان۔ وآن شہریست معروف، بنا کردۂ مژدک۔

(۳۴۔ب) افیون: معرب اپیون۔

باب الواو

جو[1☆] (بالفتح وتشدید واو): معرب گو [بالفتح].[2☆]

باب الهاء

ابرقوہ: معرب ابرکوہ، وآن شہریست معروف کہ برکنار کوہ واقع است۔

قیداقہ (بالفتح): معرب کیدپا کہ بہ نوشابہ مشہور است۔

انقرہ (بکسر الف وقاف)[3☆]: معرب انگوریہ، وآن بلدہ ایست معروف بروم کہ عموریہ نیز گویند [بتشدید میم]۔

جرہ (بکسرتین): معرب گرہ، وآن دہی است بنواحی کازرون۔ وچون لفظ "گرہ" بجای ل[4☆] خوب نیست مردم آن طرف اورا "کشاد" گویند وتعبیر بضد آن کنند۔

سیبویہ: معرب سیبویہ، زیرا کہ رخسارش چون سیب سرخ بود وہم چنین:

مسکویہ: معرب مشکویہ، زیرا کہ خوش خلق بودہ۔ وہم چنین:

راهویہ: معرب راهویہ، زیرا کہ در راہ (۳۵۔الف) زائیدہ بود۔ بدان کہ فارسیان واو ساکن ویای مفتوح وہای مختفی در آخر کلمات زائد کنند برای نسبت، چون

ماھویہ و شاھویہ و شیرویہ و ناموبہ۔ وگاھی بواو ساکن اکتفا کنند و باقی را حذف نمایند، چون شیرو و شاھو۔ و چون این قسم کلمات را معرب کنند، واو را مفتوح سازند ویاء را ساکن[☆۱] وھاء را ظاھر، چون سیبویہ و راھویہ ونفطویہ ومسکویہ و بابویہ وعمرویہ وصاحب قاموس چون برین قاعدہ آگاہ نشدہ، گفتہ کہ سیبویہ بمعنی "رائحۃ التفاح" است ونزد او دراصل "سیب بویہ" بودہ وحذف[☆۲] "یک"" ہا" قرار باید (۳۵۔ب) داد و بانظائر و امثال مخالف می شود۔

جنارہ (بالکسر): معرب گنارہ، وآن دھی است میان استر آباد و جرجان۔ وجہ تسمیہ آن کہ در وسط استر آباد و جرجان واقع است وگوئیا[☆۳] آن دہ سامانہ[☆۴] ومرز آن بوم است۔

باب الیاء

برنی: معرب برنیک۔ وآن قسم خرمائیست۔

دارصینی: معرب دار چینی۔

بوصی (بالضم): معرب بوژی (بزای تازی و فارسی) وآن کشتی ایست خرد کہ در ولایت سند "بوجی"[☆۵] گویند۔

بشتی (بالضم)، آنچہ برآن تکیہ کنند: معرب پشتی، وآن بعربی مسند (بکسر میم)۔

سجزی (بالکسر): معرب سگزی (بالفتح) و این یا[☆۶] یای (۳۶۔الف) نسبت نیست۔ وبعضی گفتہ اند منسوب بہ سجستان را سجزی گویند۔ پس سجزی دراصل سجستانی بودہ ویای نسبت است، واین تکلف است۔

تمت

تمام شد رسالہ المعربات

حواشی

صفحہ ۷۱

۱۔ ج: "کردہ" و این قرأت مناسب مقام است۔
۲۔ در مظہر: "معرف۔"
۳۔ در ب کہ نسخۂ اساس است لفظ "یا" ازین جا افتادہ است و آن سہو است ظاہراً۔
۴۔ در مظہر: "باجماع۔" و آن غلط است۔

صفحہ ۷۲

۱۔ The scribe wrote درنیست نیست which has been corrected in this way.
۲۔ در مظہر: "بہ روی" و این درست تر است۔
۳۔ زیادہ، عرب نسخ۔
۴۔ در "ب" و نسخۂ خطی مظہر "دیباج"
۵۔ این عبارت بین دو قلاب در "ج" نیست۔
۶۔ Only in the case of words of Persian origin.
۷۔ در مظہر: "کہ آن را ان (؟)" و حاشیہ: "کذا فی الاصل شاید حرف شرط و بمعنی اگر باشد یعنی اگر در آخر کلمہ۔"
۸۔ راجع بہ مطرد خان آرزو در "مثمر" بحوالہ "مزہر" لابن جنی چنان نوشتہ است: "آنچہ مستمر باشد از کلام در اعراب و غیر آن در مواضع صناعت پس آن مطرد است و غیر آن شاذ۔" (مظہر)۔
۹۔ در مظہر: "تج" ۔ و آن درست نیست۔
۱۰۔ معجم البلدان، ج ۳، ص ۳۹۰۔

صفحہ ۷۳

۱۔ در مظہر: "شرغال" ۔ و این غلطی چاپی می نماید۔
۲۔ ب: "کلدام"
۳۔ نسخۂ مظہر "را" ندارد۔
۴۔ ج: "گرفت"
۵۔ در مظہر: "و درین" ۔ و نادرستی آن ظاہر است۔

صفحہ ۷۴

۱۔ نسخۂ مظہر "را" ندارد۔
۲۔ نسخۂ مظہر "کنند" ندارد۔
۳۔ نسخۂ مظہر "را" ندارد۔
۴۔ از "کنند" تا اختتام فقرہ عبارت نسخۂ مظہر ازین قرار است: "و کس معرب کس، و بس معرب بس بنا بر قولی، تا ملاقی شود چنان ہا معرب بت، و دل معرب دل و قر معرب کو۔"

۵۔ یعنی دال بفتح اول و تشدید، معرب دل بالکسر۔ و ہم چنین "کس" بالضم و بتشدید معرب کس بالضم والتخفیف۔

۶۔ ب: "کنو"

۷۔ پیش از آغاز این پاره در نسخهٔ طہر لفظ "تنبیہ" درج است۔

۸۔ نسخهٔ طہر "و آن" ندارد۔

۹۔ نسخهٔ طہر "است" ندارد۔

۱۰۔ ذال معجمہ را از حروف مخصوصہ عربیہ دانستن درست نیست و این ہمہ تقریر مصنف (تا آخر فقره) از جادهٔ صواب منحرف است۔

۱۱۔ در نسخهٔ طہر: "زای تازی۔"

۱۲۔ این عبارت در "ج" نیست۔

صفحہ ۷۵

۱۔ در طہر: "بوزنہ"۔

۲۔ در طہر: "معبر"۔

۳۔ در طہر: "بالفتح" و "ج" در حاشیہ نوشتہ "بالکسر مقصورا و بالفتح"۔

۴۔ ب: "کی" و آن سہو است ظاہرا۔ در منتخب "سخ" نام و کیلیسیت۔ در نسخهٔ طہر ہم "کی" دارد۔

۵۔ در نسخهٔ طہر: "شفیو"

۶۔ در "ج" و طہر: "جبرئیل"

۷۔ در نسخهٔ طہر: "شقلوج" [کذا]

۸۔ کاتب نسخهٔ "ب" درین کلمہ بر حرف لام فتحہ نہاده است و در آخر یای حطی است در ہر دو نسخہ۔

۹۔ کذا فی "ب"۔ این عبارت از نسخهٔ "ج" ساقط شده است۔ طہر مطابق "ب"۔

صفحہ ۷۶

۱۔ در طہر با دال مہملہ درج کرده۔

۲۔ در طہر: "لی رباب"۔

۳۔ طہر: "تریاب بحذف یا"۔

۴۔ ب و طہر: الی۔

۵۔ اتراز (بالضم) "منتخب"۔

۶۔ طہر "است" ندارد۔

۷۔ طہر "عز" ندارد۔

۸۔ در طہر: "سکاب"۔

۹۔ فی الاصل بالضم و آن خلاف است فاھرا و در منتخب بالفتح است۔ اما در مخزن الادویہ، سداب، بضم سین و دال (مخزن۔ ص ۳۶۸) در طبہ ہم بالضم نوشتہ۔

صفحہ ۷۷

۱۔ این عبارت از نسخہ ج ساقط شدہ است۔ طبہ مطابق ب۔

۲۔ در طبہ: "و تیر در اصل شاش کنندہ"۔

۳۔ در طبہ: "بیمران" و بر آن حاشیہ: "کذا فی الاصل، شاید بیمراب باشد"۔

۴۔ طبہ: "تا خدا"

۵۔ نسخہ طبہ "چال" ندارد۔

۶۔ در طبہ "بالضم"۔

۷۔ در نسخہ خطی طبہ: "خارزم" اما مصحح درست کردہ است۔

۸۔ طبہ: "ارتج"۔

۹۔ حاشیہ طبہ: "جوالیقی نیز در المعرب (ص ۲۴۸، طبع مصر) مطابق قول صاحب قاموس گفتہ"

۱۰۔ در طبہ: "سفتج" بہ جاء حطی۔

۱۱۔ از اینجا تا "حندوی کردی" در نسخہ ج ساقط شدہ است۔

صفحہ ۷۸

۱۔ ای "چال"

۲۔ فی الاصل "سفتح تا فتح"

۳۔ ج: "سکون نون"

۴۔ در نسخہ خطی طہران "تا" بودہ ولی مصحح طبہ "طا" نوشتہ است۔

۵۔ در نسخہ خطی طہران "جاجیہ" بود و این سہو کتابت باشد۔

۶۔ نسخہ طبہ "مشہور" ندارد۔

۷۔ نسخہ طبہ "الضم الشرح"۔

۸۔ در طبہ "جامہ" ساقط شدہ است۔

۹۔ از نسخہ طبہ کلمہ "معطف" یکسر ساقط شدہ است۔

۱۰۔ "خاتمس۔ آن" در نسخہ ب سہواً حذف شدہ است و این سہو ہنگام مقابلہ واقع شدہ است۔ در نسخہ "طبہ" ہم حذف شدہ۔

۱۱۔ نسخہ طبہ "مثلاً" ندارد۔

۱۲۔ رجوع کنید فتوح البلدان بلاذری۔ ص ۳۷۶۔

۱۳۔ نسخہ طبہ "فقط" ندارد۔

۱۴۔ در نسخۂ خطی ایران "مالکہ" بود و ظاہراً کاتب بر الف مد نہ نوشتہ ولی مرتب نسخۂ طہر۔ این جا "ملاکہ" درج کردہ است کہ ہرگز درست نباشد۔

۱۵۔ نسخۂ طہر "بالفتح" ندارد۔

صفحہ ۷۹

۱۔ در "ب" بجای "دیگر" "نیلن" دیدہ می شود۔ در نسخۂ خطی طہر ہم "نیلن" است ولی مصحح بجای "دیگر" لفظ "چہ" درج کردہ است کہ آن ہم درست نیست۔

۲۔ "صراح" (دہلی، ۱۸۶۵ء)

۳۔ در نسخۂ خطی طہر "دمہ" بود ولی مصحح درست نمودہ۔

۴۔ در طہر: "اسپانی"۔

۵۔ ب: "وارد و طرش"۔ در نسخۂ "طہر" نیز ہمین طور است۔

۶۔ در نسخۂ خطی طہر "برطیف" بود و مصحح درتی نمودہ است۔

۷۔ یعنی پیزا۔

۸۔ در طہر: "بجو شانند"۔

۹۔ در طہر: "بالفتح"۔

۱۰۔ کذا فی القاموس۔ در "ج" افزودہ شدہ است۔ در نسخۂ "طہر" موجود است۔

۱۱۔ "صراح" ص ۶۱۔

۱۲۔ معجم البلدان، ج ۳، ص ۴۳۔

۱۳۔ در طہر: "بہد"۔

۱۴۔ ب: "جواری" و مصنف درجای دیگری گوید: "ذرۃ بالضم و فتح راء لغت ایست معروف کہ آن را جواری گویند" (منتخب اللغات، چاپ کان پور، ۱۲۷۲ھ ص ۱۱۳)۔ در طہر ہم "جواری" درج شدہ۔

۱۵۔ از این جا عبارت نسخۂ طہر بقرار ذیل است: "بدل کردہ اند تا مجانس کلمات دیگر شود چون قلند و حبد و کرند در فرس کلمہ ای نیامدہ کہ اولش ذال باشد، دیگر آنکہ تا دراز را بتاء گرد بدل کردہ اند"۔

صفحہ ۸۰

۱۔ ج "چون... کرند" را ندارد۔

۲۔ ج: "بادر نجبویہ" و "بادر نکبویہ" را مصنف گفتہ است کہ صاحب قاموس این لغت را بہ حذف با آوردہ (فرہنگ رشیدی، ج ۱، ص ۹۵)

۳۔ صراح، ص ۹۲۔

۴۔ مخورث بجا و مشہور بہ حای ہوز (منتخب)۔ در طہر: مخورث۔

۵ـ در طهر بعد از "آورده" این کلمات زائد است: "وطاعرا معرب کوش است چنان قفش معرب کفش."

۶ـ ج: "سریانیست یا یونانی."

۷ـ یعنی بکسر اوّل.

۸ـ در طهر پیش از "سقی" لفظ "آن" درج شده که صریحاً بی جاست.

۹ـ در طهر: "کیومرت"

۱۰ـ در طهر: "کیوحتریا"

۱۱ـ در طهر: "حتریا"

۱۲ـ در طهر: "نعت مارت مریم"

۱۳ـ "لم" در "ب" نیست و از "ج" در متن داخل کرده ام. "لم" در نسخهٔ طهرهم نیامده.

۱۴ـ در طهر: "جوعریا"

۱۵ـ "کیومرت" کلمه ایست فارسی الاصل و آن را مشتق دانستن از سریانی یا یونانی اصلاً درست نیست. مصنف فرهنگ رشیدی (ج۲، ص۲۰۲): "زندهٔ گویا چه گیو= گویا و مرت = زنده و درمیان متاخرین بکاف فارسی و بجای مخفف مشهور است و حال آنکه در فارسی نیامده." و درین رساله تقریری دیگری کند. ع. ص) درین مورد مصحح نسخهٔ طهر در حاشیه ای می گوید: "این استدلال مصنف شایان تامل است."

صفحه ۸۱

۱ـ در نسخهٔ خطی طهران این هر دو لفظ موجود است ولی مرتب متن فقط این قدر نوشته: "پنج. معرب پنجه."

۲ـ ج: ابدوذ

۳ـ آقای صدیقی در یادداشت های خود تصحیح قیاسی کرده می گوید که بجای "نمد یعنی دو طرف" این جا. "یعنی [نمد] دو طرف" باید. اما در نسخهٔ طهر "نمد یعنی دو طرف" است ولی قیاس آقای صدیقی درست تر می نماید.

۴ـ در طهر: "جوگیر"

۵ـ ج: ابدوذ. اما قاموس (چاپ مصر) "ابدوذ" دارد. در طهرهم "ابدوذ" است.

۶ـ نسخهٔ طهر "دوئی" ندارد.

۷ـ ب: "بادوذ" و آن سهو است. در طهر کلمات: "بادره، بسکون دال مهمله" موجود نیست و بجای آن "بفتح ذال معجمه معرب" نوشته است و مصحح در حاشیه چنان صراحت کرده: "معرب بادروج بمعنی گل بستان افروز." در نسخهٔ طهران بعد از "بادروج" یک کلمه زاید است از این قرار: "با درنج. بسکون دال مهمله" و بر آن حاشیه دارد: "عبارت بادگیر."

۸ـ طهر: "بمعنی"

۹ـ طهر: "بالضمه"

۱۰ـ ج: "تقول"

۱۱ـ ج: اما. "آمد" را ندارد. در طهر: "کما در بعض الآثار آمده"

۱۲ـ در طهر "وآن" بجای "واین هر دو."

صفحہ ۸۲

۱۔ در طهر: "کیرنج" و "کیرنہ"
۲۔ نسخہ طهر "بالفتح" ندارد۔
۳۔ در نسخہ خطی طهر "پشپارہ" بدون یا۔
۴۔ در نسخہ خطی طهر این جا ھم "پشپارہ" بدون یا بود۔ شاید کہ در نقطہ احیاناً حذف شدہ باشد۔
۵۔ در نسخہ خطی طهر "پشپارج" است ولی مصحح "فشارج" نوشتہ۔
۶۔ در طهر: "معرد و معرب۔"
۷۔ ج: "علماء اھل عربیت۔"
۸۔ در طهر: "بنج، بالفتح"
۹۔ طهر: "بنگ"
۱۰۔ طهر: "معجم اجوائین۔"

صفحہ ۸۳

۱۔ در طهر: "سعاذ"
۲۔ در طهر: "شاذنج"
۳۔ ج: "بسپاسہ"
۴۔ "اسفیداج بالکسر معرب سفیداب یا سفیدا چہ در کلمہ کہ آخر آن الف باشد در حالت تعریب جیم زائد کنند (در عرف آن را سفیدۂ کاشغری گویند)۔" (غیاث اللغات)
۵۔ در نسخہ خطی طهر در عرب لغت "یای سپید" حذف شدہ است یعنی اسپداب، اسپداو و اسپدا آمدہ است۔
۶۔ در نسخہ خطی طهران ھم "سیاہ" است ولی بخیال مرتب آن "اسپ سیاہ" باید۔

صفحہ ۸۴

۱۔ زیوری کہ زنان در ساعد بندند۔
۲۔ در نسخہ خطی طهر: "پخۃ"
۳۔ معجم البلدان، ج ۳، ص ۹۲۵۔
۴۔ ب: "الملاء بالمعجمۃ۔" در "طهر" ھم این طور است۔
۵۔ ب: "عمارۃ" والصحیح عمار وھو عمار بن یاسر الصحابی ابوالیقظان (ترجمۃ فی تھذیب الاسماء لابی زکریا یحیٰی النووی، ویسٹن فلڈ، گوٹنجن ۷۲۔۱۸۴۲، ص ۸۷۔۳۸۵)
۶۔ این عبارت را، کہ بین دو قلاب محصور است، نسخہ "ج" ندارد۔ (نسخہ "طهر" ھم ندارد کہ بقول مصحح "متن لاتعرہ است۔") وماخذ آن "المغرب" است: "الجریث الجری وھو ضرب من السمک وھو تفسیر المصور فی حدیث عمار و منہ قول محمد رحمہ اللہ جمیع انواع السمک حلال غیر الجریث و المار ماھیج وھم الجریث من المسوخات باطل لان الممسوخ لانسل لہ ولا یبقی بعد ثلاثۃ ایام۔" (المغرب، ج ۱، ص ۷۹) وفی المغرب، ج ۱، ص ۳۰۶: المصور بوزن الطہور، الجری۔"

صفحہ ۸۵

۱۔ در طهر: "قربنج" و آن سھو است۔

۲۔ قاموس بتقدیم الفاء لا غیر۔ و تصحیح طسوج بتقدیم السّین (معجم البلدان، ج ۳، ص ۵۲۳، ج۔ص)
۳۔ "رازیانه و رازیان و رازیام بمعنی بادیان" (فرهنگ رشیدی، ج ۱، ص ۱۵۰)
۴۔ "شطرنج بازیے... بسین مهمله نیز آمده" (منتخب، ص ۱۵۰)
۵۔ در طهر: "که آن فیل و اسپ و رخ و پیاده است۔"
۶۔ بخمیرک بروزن ترتیزک، معرب آن بخمیرج است (برهان و آنند راج)
۷۔ "و صاحب قاموس بغیر "مد" بر وزن افضل آورده و آن درست است۔" (مخطوطهٔ منتخب، ورق ۳)
۸۔ "سیف اسفرنگ، شاعر معروف از همین بلده است" (حاشیه طهر)۔
۹۔ در نسخهٔ خطی طهر "فتیج" ولی مصحح درست نموده است۔

صفحہ ۸۶

۱۔ در نسخهٔ خطی طهر: "فشج" (؟) "فنج" (منتخب، ص ۱۳۵)۔
۲۔ در طهر: "بروج و بروج"۔
۳۔ این زیادت در "ج" است و مأخذ آن منتخب اللغات (ص ۳۳) است ظاهراً۔ این عبارت در "طهر" هم وجود ندارد۔
۴۔ در طهر: "پهر"۔
۵۔ در طهر: "بزنج۔ معرب نیریده" و حاشیه مصحح: "این اشتقاق و تعریب محل تامل است، علی الظاهر معرب بزیچه باشد که بمعنی جدی است۔" و این صحیح نیست۔
۶۔ در طهر: "کسیج۔ معرب کستی" و حاشیه: "دراصل کنج، معرب کند و آن... جهانگیری گفته۔ در اینجا... عبارت متن مضطرب و مشوش و مغلوط است..." [کنج، بفتح اول و نون، بروزن اعرج، نوعی از سیاروغ... بعضی گویند معرب کند است" (برهان قاطع)]۔ بعد از کسیج در نسخهٔ طهر یک لغت زاید است یعنی: "کسیج۔ معرب کپ (کشف، کپ)۔"

صفحہ ۸۷

۱۔ ج: "چکری" و در طهر "چکری"
۲۔ چاپ حیدرآباد (دکن): "جمع مصحح قیاساً هو تعریب تخته"
۳۔ در طهر: "درنج" بدال ابجد و آن درست نباشد۔
۴۔ اصل: "بضم حا"
۵۔ "ب" و "ج": شاقاج و آن سهو است۔ در طهر: شاهنج۔ معرب شاهنگ..." و این ترمیم جائز نیست که خود مصحح در حاشیه اعتراف می نماید که: "دراصل، شاقاج" است۔
۶۔ نسخهٔ طهر این لغت ندارد۔
۷۔ در طهر: "کنج۔ معرب کنگ"
۸۔ ب: "کوشه"۔ دراصل نسخهٔ طهران هم "کوشه" است

صفحه ۸۸

۱۔ نسخهٔ طهر "را" ندارد۔
۲۔ ب: "تارخ" اما منتخب: "تارج... پدر ابراهیم... و شرف الدین علی در ظفر نامه بجای معجمه جیم مسوده و گفته: تاریخ از تارخ ماخوذ است و تارخ بحاء مهمله است۔" (منتخب، چاپ کان پور، ص ۵۶)
۳۔ در طهر: "می گویند"
۴۔ در طهر: "وضم زای معجمه۔"
۵۔ در طهر: "بالکسر و فتح واو۔"

صفحه ۸۹

۱۔ در طهر: "بیزد۔"
۲۔ ب: "وکارانی (!) معرب۔"
۳۔ کلمهٔ "کریا" از نسخهٔ ج ساقط شده است و آن سهو است، چه این عبارت ماخوذ است از قاموس: "کانه مجمع من نواحیه بالقاس۔"

صفحه ۹۰

۱۔ در اصل هیربذ بیای مجهول و بای مفتوح بود، چون در عربی آن را به زبرج ملحق کردند، حا و با هر دو مکسور شد۔ هرابذة جمع۔
۲۔ در طهر: "ازان۔"
۳۔ نسخهٔ طهر "آن" ندارد۔
۴۔ ب: جنابذه۔
۵۔ در اصل "کنابذ" و آن سهو است۔
۶۔ از اینجا تا کلمهٔ "می شود" از نسخهٔ "ج" ساقط شده است۔
۷۔ "علم" بالتحریک بمعنی نشان و علامت۔ و "ج" این کلمه را ندارد۔
۸۔ "(موانید) الجزیة بقایاها، جمع مانید وهو معرب۔" (المعرب، ج ۲، ص ۱۹۱)
۹۔ در طهر: "مستمر۔"

صفحه ۹۱

۱۔ ج: "تقطیر" و آن خطاست۔
۲۔ ج: "ترکیبی آن۔"
۳۔ این قول مصنف صحیح نیست و اصل لفظ جهر بمعنی ظهور و وضوح یقینا عربی محض است۔
۴۔ این حرف لغت در نسخهٔ طهر وجود ندارد۔
۵۔ در نسخهٔ خطی طهر "سدیه" ولی مصحح صحیح مسوده است۔
۶۔ در طهر: "می کرده۔"
۷۔ کلمهٔ "تمام" در "ب" نیست۔
۸۔ القاموس: "کثور۔"

صفحهٔ ۹۲

۱ـ ج: «تالابی در حوالی آن واقع بود.»
۲ـ «العسکر: قریب لشکر» (المعرب، ج ۲، ص ۳۳)
۳ـ ج: «نیشاپور»

صفحهٔ ۹۳

۱ـ در طهر: «کیم» ـ و این جا «کیمن» درست تر باشد (مطهر)
۲ـ در طهر: «تی»
۳ـ «ج» این عبارت را که در میان دو قلاب محصور است، ندارد.
۴ـ در «ج» این دو لفظ ساقط شده است.

صفحهٔ ۹۴

۱ـ ج: «کرده اند.»
۲ـ ج: «توش» بشین معجمه و آن اصح است. نسخهٔ طهر هم «توش» دارد.
۳ـ در طهر: «که نام کیریست.»
۴ـ قاموس (المطبعة الحسینیة): «اصل ها دختر توش... ساها ابرها پاسم ابوه کسری.» شاید که از نسخهٔ که پیش مولف رساله بود چیزی از این عبارت ساقط بوده است.
۵ـ نسخهٔ طهر «گوید» ندارد.
۶ـ در طهر: «که درد بوده باشد (آنچه در عمد بیا تین است).» وعبارت بین الهلالین از نسخهٔ اصل ساقط است و مصحح از قاموس نقل کرده است.
۷ـ طهر: «و (یا) سریانی.»
۸ـ ج: «گفته اند» و آن صحیح نیست، چه قائل «گفته» صاحب قاموس است.
۹ـ اصل: «فروست.» و آن سهو است ظاهراً. نسخهٔ طهر هم «فروست» دارد.
۱۰ـ وبضم الدال ایضاً
۱۱ـ در طهر: «گوید.»

صفحهٔ ۹۵

۱ـ بقول مصحح نسخهٔ طهر این «تحت اللفظ عامیانه است.»
۲ـ اصل: «دانه» ـ و آن سهو است ظاهراً.
۳ـ یعنی تحت «قس.»
۴ـ وبفتح اول وکسر ثانی نیز آمده.
۵ـ یعنی مازندران چه «مازند» مخفف «مازندر» باشد.
۶ـ نسخهٔ طهر «بیم» ندارد.

۷ـ در هر دو نسخه بدال مهمله و هیچ بمعجمه است چنانکه در منتخب اللغات و قاموس است ـ در "طهر" هم بدال مهمله است ـ
۸ـ ج: "ومی چند است ـ"

صفحه ۹۶

۱ـ نسخهٔ ب: "کاویش" و آن سهو است ظاهراً و از ج این کلمات از "یا" تا "کاویش است" ساقط شده است ـ
۲ـ مقصود مولف آنست که یکی لغت عربی "طوس" است بمعنی دوام اشی و دیگری نام شهری (رجوع کنید بمنتخب (ج ـ ص) بنظرم مقصود مولف از "معرب دومی" نام شهر و اسم بانی آن باشد که لغت عربی اینجا مورد بحث نیست (مظهر)
۳ـ ب "و" را ندارد ـ
۴ـ ج: "گفته اند ـ"
۵ـ در "ج" جملهٔ اشکال این کلمه بخلاف است والصواب بالضمّ (رجوع کنید بمنتخب)
۶ـ نسخهٔ طهر "است" ندارد ـ
۷ـ طهر "را" ندارد ـ
۸ـ الماس ماس (a form of الماس) does occur in Arabic, side by side with because the first two letters were mistaken for the Arabic article.
"ماس ... بسکون همزه، فساد کردن ... و بمعنی الماس نیز آمده" (منتخب، ص ۱۶۷)
۹ـ ب: "بیچ" و آن صحیح نیست ـ
۱۰ـ یعنی بعلّتی ـ
۱۱ـ وفی القاموس: "الکلوش بالضم، الخفش وأما الدواء المعلّس فوالشین الاخیر والمعجمة لغة معرّب ـ"

صفحه ۹۷

۱ـ ج: مرزه کوش ـ
۲ـ ب: "مراد مرزف کوش" (کذا)
۳ـ ب: "مر ... است ـ" ظاهراً این فقره برای تشریح لفظ "مرزف" در نسخهٔ منقول عنه بین السطور نوشته بود و کاتب نسخهٔ "ب" آن را جزء متن یقین کرده در آن داخل کرده است ـ این عبارت در "ج" نیست ـ (این عبارت هم در متن نسخهٔ طهر وجود ندارد) ـ
۴ـ در طهر: "که آن را المال ـ"
۵ـ نسخهٔ طهر بجای "که بجهت" لفظ "بجهت" دارد ـ
۶ـ بعد ازین نسخهٔ طهر عبارت ذیل اضافی دارد: "چه نوش بمعنی حیاتست و چون عرب پیچ جزء معه حیات و دانست، آن را پیچ نوش گفتند ـ"
۷ـ در طهر: "می باشد ـ"
۸ـ در طهر: "است"

۹۔ در طہر: "وبق الدخریص۔"

صفحہ ۹۸

۱۔ ازین بعد در "ب" کہ نسخۂ اساس است، باب القاف شروع می شود و باب العین ازان بکلی مفقود است ولہذا آن باب را از "ج" گرفتہ ام کہ بین دو قلاب محصور است۔ (نسخۂ طہر ہم باب العین ندارد۔ مظہر)

۲۔ ج: "بفتح سین وقاف" وانسخ: بضم سین وقاف اول وفتح قاف ثانی (رجوع کنید بقاموس)۔ وفی المغرب (ج ۱، ص ۲۵۷): "والسکرکہ بضم الکاف شراب متخذہ الحبشۃ من الذرۃ وھی معربۃ۔" وظاہراً عربی باشد زیرا کہ قاموس آوردہ۔

۳۔ surely an interpretation by some enthusiast.

۴۔ "شاروف الکنسۃ معرب جاروب۔ قال الجوھری" (الخفاجی، شفاء الغلیل، ص ۱۳۱)۔ انظر الصحاح للجوھری۔

۵۔ "سیندور" کلمۂ ہندی است و "سیندو" مخفف آن۔

۶۔ در نسخۂ طہر، کلمات بعد از "سف" وجود ندارد کہ بقول مصحح "در نسخۂ اصل فوت شدہ و از قلم ناسخ افتادہ است۔" عنوان "باب القاف" ہم در نسخۂ اصل نیامدہ بعد ازان در "طہر" یک لغت اضافی درج شدہ یعنی: "طلخ۔ بفتحین و سکون خاء معرب تلخ چکوک و آن گیاہی است۔" ولی این غلط است و این لغت در حقیقت "ترخشقوق" است کہ در باب القاف باید دید۔

۷۔ این لغت در طہر وجود ندارد

صفحہ ۹۹

۱۔ از طہر "ترخشقوق" ہم غیر حاضر است۔

۲۔ بکاف فارسی باید: گروھہ، چنانکہ در رشیدی گفتہ۔ (در طہر ہم "گروھہ" است)۔

۳۔ در طہر: "بمعنی غوزہ یعنی غوزۂ پنبہ۔"

۴۔ در طہر: "رستا"۔ و این درست نباشد۔

۵۔ در طہر: "ابری"۔ و این غلط است۔

۶۔ در طہر: "وآن تکی است..."

۷۔ در نسخۂ خطی طہر "بخق" ولی مصحح تصحیح نمودہ "بخبق" نوشتہ است۔

۸۔ الانساب للسمعانی (طبع لائدن) ورق ۸۲، وآنجا "بخہ" خطاست و صحیح "بخبہ" است۔

۹۔ در طہر: "تخبہ"

۱۰۔ نسخۂ طہر "کہ" ندارد۔

۱۱۔ این اعتراض غیر وارد است چہ بخبہ نیز در کلام عرب آمدہ است (رجوع کنید بمعجم البلدان، ج ۱، ص ۶۲۸)۔

۱۲۔ بفتح اول وقد یکسر وسکون ثانیہ وفتح الواو وآخرہ قاف... واھل خوارزم یقولون خیوہ [بالکسر] وینسبون الیہ الخیوقی" [بکسر الخا]۔ رجوع کنید بمعجم البلدان، ج ۲، ص ۵۱۲۔

۱۳۔ در نسخۂ خطی طہر "سریک" وآن درست نیست۔

صفحهٔ ۱۰۰

۱۔ هر دو نسخه: "زروق" و صحیح بتقدیم الراء المهمله۔

۲۔ ولی در معرّب: "... و فی الواقعات رشق السقارین والبیاسین وکلاهما تعریب رشت" (ج ۱، ص ۲۰۷)۔

۳۔ ب: "تحقیق"۔ مصحح نسخهٔ طهر، آقای محمد عباسی در حواشی فرهنگ رشیدی (ص ۱۳۵۲) زیر کلمهٔ "تحقیق" نوشته است: "علی الظاهر تصحیف تحقیق یعنی میکانیک می باشد۔" شاید که فاضل عباسی گمان برده که این لغت از فرانسه در زبان عرب داخل شده است۔

۴۔ در نسخهٔ طهر: "یعنی (اسپ) سیاه" و مصحح گوید که کلمهٔ "اسپ" در اصل نسخه ساقط شده است۔

۵۔ هر دو نسخه بجای تازی۔ اما رشیدی: "ترپ، ترپک، ترپ، ترف (... های قاری وقا)۔" (در "طهر" هم بجای تازی است۔ مظهر)

۶۔ قرا بمعنی سیاه، و قروت متغیرات باشد۔

۷۔ در طهر: "بر"۔

۸۔ رجوع کنید برشیدی تحت کلمهٔ "دوره"۔ و در "ج" ازین جا تا "ولد" ساقط شده است و بجای آن "سوزنی گوید: خری... تا اگاه وگلو" را دارد۔ (در نسخهٔ طهر این دو بیت سوزنی وجود ندارد)۔

صفحهٔ ۱۰۱

۱۔ هر دو نسخه: "گردن" و آن سهو است۔

۲۔ رجوع کنید برشیدی تحت کلمهٔ "تگاو"۔

۳۔ در طهر بجای "است" "نیست" درج شده و آن غلط است۔

۴۔ این قول مولف خلاف قیاس است چه "دورق" بمانی در کلام عرب ندارد۔

۵۔ از نسخهٔ طهر "والله اعلم" ساقط شده است۔

۶۔ در طهر بجای "صاحب قاموس" فقط "صاحب" و آن سهو است۔

۷۔ در طهر: "بروق"

۸۔ در نسخهٔ خطی طهر درین اقتباس از قاموس کلمهٔ "سمیها" زیاده و مصحح اینجا حاشیه داده است۔

۹۔ در طهر: "قاحرش" و این غلط است۔

۱۰۔ نسخهٔ طهر "و" ندارد۔

۱۱۔ نسخهٔ طهر "یعنی" ندارد۔

۱۲۔ در نسخهٔ طهر مصحح درست کرده و "بیک" نوشته۔ اما "بهک" درست باشد۔

۱۳۔ مصحح نسخهٔ طهر تصحیح کرده "منهق" نوشته است ولی "بهق" درست است۔

۱۴۔ در طهر این جا هم بهق نوشته است۔

۱۵۔ در طهر: "معرب آن"۔

۱۶۔ از "ج" این عبارت مفقود است۔

صفحهٔ ۱۰۲

۱۔ ج: "کاف را قاف"۔

٢- در نسخهٔ اصلی طهر: "دیباج"
٣- نسخهٔ طهر "زنجی" ندارد.
٤- ب: "یعنی اندک می تراود"
٥- در طهر: "و لغت اول"
٦- ج: "تخ" (در طهر "تحب" و "تخ" هر دو نیست).
٧- نسخهٔ طهر "شد" ندارد.
٨- المعرب (ج ١ ص ٣١): "الاوازق تعریب اوازه."
٩- شاید که در "اوازة" الف دوم حتی بر سهو کاتب نسخه بوده باشد.

صفحهٔ ١٠٣

١- در طهر: "بالفتح"
٢- در طهر: "کسره داده اند"
٣- این عبارت که بین دو قلاب محصور است از "ج" نقل شده است و صورت "ب" اینست که کاتب نسخه بسیاری از عبارات را اولاً حذف کرده بود و هنگام تصحیح آن عبارات را در حاشیه اضافه کرده است. چنانچه این جا نیز بعد کلمهٔ "زنجی" علامت اضافه ثبت است ولی در حاشیه صفحه چیزی درج نیست.
٤- در طهر: "دبق". گرچه در اصل نسخهٔ خطی ایران "دبق" است و از روی قاموس این درست است.
٥- کذا فی "ب" و فی "ج": نیزه اک و التخ نیزک بالفارسیة القدیمة. (نسخهٔ خطی ایران با "ب" متفق است ولی مصحح "نیزة" درج کرده." و معرب نیزه "نیزق" نیز آمده. (لسان العرب، باب القاف).
٦- ج: "الصغیر"

صفحهٔ ١٠٤

١- ب: "بهم بیست"
٢- ج: "چو"
٣- ج: "پوست آن"
٤- ج: "کیل"
٥- نسخهٔ طهر این لغت ندارد.
٦- در نسخهٔ طهر: "زنجبیل. بالفتح و تشدید لام، معرب ونگویه." ولی در نسخهٔ اصل "زنجبیل معرب دل(؟)" نوشته که درست نباشد.
٧- در ب و ج: "کل" و التصحیح "کیل". (در نسخهٔ طهر "کیل" است).
٨- این سطور در "ج" یافت شود. (نسخهٔ طهر این عبارت ندارد).

صفحهٔ ١٠٥

١- "بندر لهری" (؟) (در نسخهٔ خطی ایران هم "لاهری" بوده ولی مرتب طهر "لاهور" نوشته است و این درست نیست).
٢- در "ب" و نسخهٔ خطی طهر "برخواست" که غلط است.

۳ـ "و دحل... قصبة بلاد السند ویقال له الدعلان علی الحکیة منها محمد بن ابراهیم الدحلی المکی" (قاموس، ج ۳، ص ۳۸۵) الدحلی... مدینة مشهورة علی ساحل بحر الهند... فی الاقلیم الثانی... والیها تنصب میاه لهور و مولتان فتصب فی البحر الملح، وقد نسب الیها قوم من الرواة منهم ابوجعفر محمد بن ابراهیم الدحلی جاور مکة... و حسین بن حسن المروزی، وابنه ابراهیم بن محمد الدحلی یروی عن موسی بن هارون." (یاقوت، ج ۲، ص ۶۳۸)

۴ـ در نسخهٔ اصل طهر "اطر یفیل" نوشته است.

۵ـ در طهر: "که معرب تری پهل."

۶ـ در طهر: "ترابلس"

۷ـ در طهر: "معرب انگیون است یا عکس آن."

۸ـ در طهر: "شنة"

۹ـ در طهر "کسرة"

۱۰ـ "کم... که معرب آن قم است و کب نیز گویند" (رشیدی)

صفحه ۱۰۶

۱ـ در طهر: "معرب بودن صنم برهمن"

۲ـ ج و ب: صرام. (در نسخهٔ طهر: "معرب چرم حرام(؟) یعنی چرم گرم(؟)" و مصحح در حاشیه گفته است: "جوالیقی در المعرب گوید: والجرم الحر فارسی معرب و هو نقیض "الصرد" وهما دخیلان ویستعملان فی الحر و البرد (ص ۹۶) و نیز همو گوید: الصرم: الجر فارسی معرب (ص ۲۲۰) و چون که معلوم است "صرم" معرب "چرم" است و "جرم" معرب "گرم" و جوالیقی را در مورد اشتباهی رخ داده است اما عبارت متن رشیدی نیز مغلوط و نامفهوم می باشد." اما دکتر صدیقی در یکی از یادداشت های خود این طور نوشته است: "و اصل حقیقت این که جوالیقی یا رشید تتوی را هیچ اشتباهی رخ نداده است. جوالیقی گفته بود "الصرام الجلد" نساخان غفلت کتاب کلمهٔ "جلد" را "جرم" نوشته اند که در چند نسخهٔ کتاب معربات این کتابت مغلوط راه یافته است. اما یک نسخهٔ المعرب بسیار قدیم در کتابخانهٔ اسکوریال محفوظ و نقل عکسی آن (روتوگراف) نزد این بنده موجود و در آن بخط روشن "الجلد" نوشته است و رشیدی هم هیچ خطا نکرده. بعد کلمهٔ "چرم" می گوید "صرام چرم گر." (ر.ح.ص)

۳ـ خوشنام بالضم علم معرب خوش نام ای الطیب الاسم. (القاموس)

۴ـ در طهر: "بفتح و میم."

۵ـ در طهر: "کج را بینی"

۶ـ طبع لائدن، ص ۸۳ و رجوع کنید بمعجم البلدان، ج ۴، ص ۸۸. و در قراءات محشی (ج ۵، ص ۳۶۹، تحت ۷، ۸۸): کشوین. وبلاذری (ص ۳۳۱): کشمیرین. و در متن ویا متن غلط کشمرین می دارد.

صفحه ۱۰۷

۱ـ ب و ج: کلدان و آن غلط است. (در طهر هم "کلدان" است).

۲ـ ج: "معرب کلدان" اما کلدان هم صحیح نیست.

۳ـ اما کلدان بالکاف در صحاح نیست والمعرب بالقاف صحیح.

۴ـ در طهر: "و آن نیز."

۵. "ترجمان بالفتح و جیم مضموم بمعنی فصیح و تیز زبان و خوش تقریر و کسی که دانندهٔ دو زبان باشد که صاحب یک زبان را بصاحب دیگر زبان بفهماند و این معرب تر زبان است...الخ." (غیاث اللغات)

۶. در نسخهٔ اصل ظهیر "برهان" بود ولی تصحیح درست نموده است.

۷. "ج" این لغت را ندارد و آن سهو است.

۸. ج: "اصفاهان و اصفهان معرب سپاهان و اسپهان." [اصفهان: بالفتح و بالکسر معاً. (معجم البلدان، ج۱، ص ۲۹۲، س۸)] (در نسخهٔ "ظهیر" هم مطابق نسخهٔ "ج" است. و این درست تر می نماید به نسبت نسخهٔ "پ" مظهر)

۹. در ظهیر تصحیح "روزن" نوشته اما در نسخهٔ اصل بهر دو جا "روشن" بوده.

۱۰. ج: "تخارستان."

۱۱. ج: "قعلان" و آن سهو است ظاهراً.

۱۲. ج: "نون زائد."

۱۳. "فتح" (؟)

۱۴. ج: "وثقل فعلی و این جماعت لغت فتح دانند."

۱۵. در ظهیر: "و یقی له."

صفحه ۱۰۸

۱. ج۱، ص۱۲: "و فی الواقعات استاجر الآذین فضاع منه و هو بالمد الذی یقال له بالفارسیة خواره [خوازه] و کانه هو تعریب آئین و هو اعواد اسعد بعضها فی الارض و تزین بالبسط و الستور والثیاب الحسان و یکون ذلک فی الاسواق و الصحاری وقت قدوم ملک او احداث امر من معاظم الامور."

۲. در ظهیر: "معرب کیتران یا کیتران بحذف یا."

۳. در ظهیر: "طیلسان."

۴. در نسخهٔ خطی ظهیر هم "زرفی" است ولی تصحیح آن را "زرفین" نوشته است.

۵. "زرفین، بالضم و بالکسر، حلقه و زنجیر در، معرب زرفین بالفتح" (کذا فی المنتخب) و زرفین و زرفین و زرفی همه یکیست.

۶. در ظهیر: "بیجین"

۷. در ظهیر: "سجن"

۸. و اصح جوسقان بالمهملة (رجوع کنید به معجم البلدان، ج۲، ص ۱۵۲، والانساب ورق ۱۴۳)

۹. در ظهیر: "سقانیان". و اصح صغانیان (بالصاد و الغین).

۱۰. در ظهیر: "بالفتح"

صفحه ۱۰۹

۱. ج: "مکان"

۲. "الشاهین، طائر معروف واما الشاهین فی قوله ولو اوتی له بشاهین فهو عمود المیزان وکلاهما معرب" (مغرب، ج۱، ص۲۹۲). در نسخهٔ ظهیر "کذا فی المغرب" درج نیست (مظهر)

۳۔ در طہر: "اما"

۴۔ ب: "تقاعرا کہ" (در طہر هم: "تقاعرا کہ" است)

۵۔ ای کیمیای سعادت غزالی

۶۔ ج: "کتب شافعیہ"

۷۔ ج "وحاجیان" را ندارد۔ (در طہر "حاجیان" و تصحیح حاجیان بیای موحده)۔

۸۔ در طہر: "کازران"

صفحہ ۱۱۰

۱۔ و در منتخب یا فرهنگ رشیدی ها را معرب نگفتہ۔

۲۔ "[یا فتح]" اضافۂ آقای صدیقی است۔

۳۔ و تصحیح: بفتح الف و کسر قاف۔

(Greek : AGKURA
Latin : ANCYRA
English : ANGORA)

۴۔ در طہر: "بہ تقال"

صفحہ ۱۱۱

۱۔ در طہر، فقرہ: "و یا را ساکن" درج نیست۔

۲۔ در اینجا نسخۂ اصل (طہر) ناقص ماندہ است و باب الیاء را گذارندہ از المعرب من الکلام الاعجمی لابی منصور الجوالیقی (طبع مصر، ۱۳۰۹) [و تصحیح ۱۳۶۱] باهتمام احمد محمد شاکر، استخراج و بعض الحاق کردہ است۔ در صفحہ ۷۵ باب الیاء را کہ از جوالیقی "استخراج" کردہ است ضم کردہ است۔ نقل آن بہ ورق دیگر می کنم۔ (ع۔ص)

۳۔ ب: "کونیان"

۴۔ سانہ (؟) کہ مخفف آسانہ است۔ (سامان: "شہر و قصبہ باشد۔ نظامی در رفتن شیرین بجانب خسرو می گوید:

میان بربستہ بر شکل غلامان   همی شد رہ بہ رہ سامان بسامان۔" ع۔ص)

۵۔ معجم فارسی

۶۔ این دو کلمہ این جا از فرهنگ رشیدی (ج۲، ص۲۷) نقل شدہ است۔

رسالہ

معرّبات رشیدی

(اردو ترجمہ)

maablib.org

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ الطاہرین وصحبہ الکاملین۔ اما بعد کیونکہ معرب الفاظ قرآن، حدیث اور بزرگوں کے کلام میں ملتے ہیں اور اُن کی تشریح اور استعمال کی تحقیق و تفصیل کسی کتاب میں نہیں ملتی، اس لیے حتی الامکان تلاش اور جستجو کرکے یہ باتیں اس رسالے میں جمع کی گئی ہیں جو ایک مقدمہ اور چند ابواب پر مشتمل ہے۔ ابواب کے عنوان لفظ کے آخری حرف کے اعتبار سے قائم کیے گئے ہیں کیونکہ تعریب کا عمل زیادہ تر الفاظ کے آخری حصے میں ہوا کرتا ہے جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا۔

تعریب کی تعریف: واضح ہو کہ غیر عربی الفاظ کے عربی عبارت میں استعمال کو تعریب کہتے ہیں نیز ان لفظوں پر عربی الفاظ کے اصولوں مثلاً تنوین اور لام تعریفی وغیرہ کا اطلاق بھی عمل تعریب ہی کے ذیل میں آتا ہے۔ اب اگر اس لفظ کے وزن اور حروف کے حامل الفاظ عربی زبان میں پہلے سے موجود ہوں تو وہ جوں کا توں نقل کردیا جاتا ہے اور عربیت کے احکام مثلاً تنوین اور لام تعریفی وغیرہ اس پر عائد کردیے جاتے ہیں، جیسے الفاظ ''ترد'' اور ''بخت'' وغیرہ، لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض اوقات اس لفظ کا کوئی حرف بدل کر اس کی جگہ ایسا حرف رکھ دیا جاتا ہے جو اس زبان میں نہیں آتا، جس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ یہ لفظ دوسری زبان سے نکل کر

عربی زبان میں شامل ہوا ہے۔ اب اگر اس لفظ کے وزن اور حروف کے حامل الفاظ عربی میں موجود نہ ہوں تو پھر اس میں ترمیم کی جاتی ہے۔ یہ ترمیم یا تو محض حرکت و سکون میں تبدیلی کی شکل میں ہوتی ہے یا حروف میں ردّ و بدل، کمی بیشی یا تشدید و تخفیف کی صورت میں یا حروف کی جگہ اول بدل کرنے سے یا پھر دو، تین یا زائد حروف کے اجتماع سے۔

تبدیلی حرکت کی مثال: لفظ "دستور" کے دال پر فارسی میں زبر ہوتا ہے لیکن عربی میں اس پر پیش بولا جاتا ہے کیونکہ صیغہ فعلول (ف پر زبر) عربی میں نہیں ملتا۔

"دہلیز" جو فارسی میں دال پر زبر کے ساتھ آتا ہے اُسے عربی میں زیر کے ساتھ بولا جاتا ہے کیونکہ صیغہ فعلیل (ف پر زبر) عربی میں رائج نہیں۔

تبدیلی سکون کی مثال: "کازرون" جو ایک شہر کا نام ہے، اس کی "ز" فارسی میں ساکن ہے لیکن عربی میں اس پر زبر آتا ہے کیونکہ عربی میں دو ساکن جمع نہیں ہوتے۔

تبدیلی حرف کی مثال: صین (چین کا معرب) اور کرج (کرہ کا معرب) یعنی وہ میل یا کائی (سبزی) جو روئی پر آجاتی ہے۔

اسقاط کی مثال: "نشا" جو نشاستہ کا معرب ہے۔

اضافہ کی مثال: "دیباج" (دیبا کا معرب)۔

دو یا زیادہ اقسام کے اجتماع کی مثال: "لجام" (زیر کے ساتھ) جو لگام کا معرب ہے اور "برید" ("بریدہ دم" کا معرب) اور طیلسان" ("تالشان" کا معرب) اور "شفارج" ("پیش پارہ" کا معرب)، ان سب میں تین قسم کا اجتماع ہے جب کہ "زلیہ" ("زیلو" کا معرب) میں چار قسم کا اجتماع ہے اور "تفیشل" میں جو کفشیلہ کا معرب ہے (یہ ایک قسم کا حریرہ ہے جو خمار اتارنے کے لیے پکاتے ہیں) اس میں حرف کی تبدیلی، حروف کی اولا بدلی، حرکات میں تبدیلی، سکون کی تبدیلی اور "ہ" کا سقوط گویا پانچ قسم کی تبدیلیاں جمع ہوگئی ہیں۔

قاعدہ نمبرا: جو ہائے مختفی فارسی الفاظ کے آخر میں واقع ہو اسے یا تو جیم یا قاف

سے بدل دیتے ہیں یا حذف کر دیتے ہیں جیسے فالوذج اور فالوذق اور فالوذ۔ یہ تینوں "پالودہ" کے معربات ہیں۔ البتہ لفظ "کامخ" ("کامہ" کا معرب) میں "ہ" کو "خ" سے بدلا گیا ہے۔ راقم کا گمان ہے کہ یہ بھی اصل میں "کامج" (جیم کے ساتھ) تھا اور کامخ اس کی تصحیف ہے۔

قاعدہ نمبر۲: ہر وہ لفظ جس کے آخر میں الف، ی یا واو ہو اس کے آگے ق یا ج بڑھا دیتے ہیں اور یہ قاعدہ بھی عام استعمال ہوتا ہے جیسے دیباج، زرنوج اور کسیج اور رستاق، ستوق اور ابریق۔ ☆۱

قاعدہ نمبر۳: فعلول (ف پر زبر) کے ہر صیغے پر پیش ڈال دیتے ہیں اور فعلیل (ف پر زبر) کے ہر صیغے پر زیر لگا دیتے ہیں کیونکہ (ف پر زبر) عربی میں نہیں آتے یا بہت شاذ ہیں جیسے "صعفوق" (ص پر زبر) جو ایک جگہ کا نام ہے۔ اسی طرح فعلال کے ہر صیغے پر زیر لگاتے ہیں کیونکہ فعلال (ف پر زبر) غیر مضاعف ☆۲ عربی زبان میں نہ ہونے کے برابر ہے جیسے ہنداز اور ہندام (زیر کے ساتھ) جو هنداز اور هندام (زبر کے ساتھ) کے معرب ہیں اور یہ انداز اور اندام کی کم معروف صورتیں ہیں، بلکہ یہ صراحت کی گئی ہے کہ فعلال غیر مضاعف، علاوہ خزعال، خرطال اور قسطال کے، رائج نہیں ہے۔

قاعدہ نمبر۴: جب فارسی میں ایک لفظ ایک سے زیادہ شکلوں میں مستعمل ہو تو ان میں سے جو صورت معرب سے نزدیک تر ہو اسی سے معرب کو ماخوذ سمجھنا چاہیے خواہ وہ صورت اصل لفظ نہ ہو بلکہ مولد یا مغیر ہو۔ اس کی مثال ہنزمن (ہ پر زیر، ز پر زبر اور ن اور م ساکن) بروزن جرد حل (ح ساکن) ہے جو بقول صاحب قاموس جماعت کے معنی میں آتا ہے۔ اب فارسی میں یہ لفظ بمعنی جماعت و مجمع تین صورتوں میں یعنی انجمن، هنجمن اور هنومن ملتا ہے۔ تو هنزمن کو آخری صورت [هنومن] کا معرب کہا جائے گا کیونکہ اس صورت میں اصل سے تبدیلی سب سے کم ہوتی ہے اور "ز" "ج" کے مقابلے میں "و" سے قریب تر ہے۔ البتہ حرکات میں ردّ و بدل اور میم کا ساکن

ہونا عربی صیغے کے تحفظ کی خاطر ہے کیونکہ عمل تعریب میں بنیادی چیز یہی ہے۔ صاحب قاموس نے ازرہ تردید پہلے دو الفاظ [انجمن اور ہنجمن] کو اصل بتایا ہے جو درست نہیں۔ علاوہ ازیں موصوف نے "ہنزمن" بمعنی جماعت کو "انجمن" سے لیا ہے اور "ہنجمن" کو مجمع کا ہم معنی بتایا ہے اور یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

دوسری مثال "هنداز" (زبر کے ساتھ) ہے جس کی اصل، فارسی میں، ہنداز، انداز اور اندازہ ہیں۔ اب اس کو پہلے لفظ [ہنداز] سے ماخوذ سمجھنا چاہیے کیونکہ اس میں تبدیلی سب سے کم ہے، تاہم صاحب قاموس نے اسے آخری لفظ [اندازہ] سے اخذ کردہ بتایا ہے بسبب اس کی شہرت کے اور یہ خلاف قاعدہ ہے۔

قاعدہ نمبر۵: ہر وہ لفظ جو فارسی میں "باشہ" کے وزن پر ہو، جب اس کی ہائے مختفی کو قاف سے بدلتے ہیں تو اس سے پہلے حرف پر زیر بھی لگا دیتے ہیں کیونکہ صیغہ فاعل (عین پر زبر) عربی میں نہیں آتا نیز اس زبر کا انحصار ہائے مختفی کی بنیاد پر ہے مثلاً باشق اور باذق (باشہ اور بادہ کے معرب)۔

قاعدہ نمبر۶: فارسی یا کسی اور زبان کا وہ لفظ جس میں دو ساکن آتے ہوں، اس کا معرب بناتے ہوئے ایک ساکن کو متحرک کر دیتے ہیں جیسے فارس (ر پر زیر) معرب پارس اور کازرون (ز پر زیر) معرب کازرون (ز ساکن)۔ صاحب قاموس کا یہ کہنا کہ بافد (ف ساکن) بافت کا معرب ہے جس میں دو ساکن آتے ہیں، محل نظر ہے۔

قاعدہ نمبر۷: اگر فارسی کا کوئی لفظ الف کے ساتھ بھی آتا ہو اور امالہ☆ کے ساتھ بھی تو ان میں سے جو بھی عربی وزن کے قریب ہوگا اس سے معرب اخذ کیا جائے گا۔ چنانچہ طیلسان کو تیلشان کا معرب کہنا چاہیے جو تالشان کا امالہ ہے۔ اس پر گفتگو آگے آئے گی۔

فارسی جیم (چ) کو صاد سے بدلتے ہیں اور کبھی شین سے بھی جیسے شاش (چاچ کا معرب) اور فارسی کاف (گ) کو جیم سے بدلتے ہیں اور کبھی غین سے اور کبھی کاف (تازی) سے بھی۔ ژائے فارسی کو زائے عربی اور جیم عربی سے، بائے فارسی

(پ) کو فے اور کبھی بائے عربی سے: ت کو طوئے اور کبھی تین نقطوں والی ثے سے جیسے توث (توت کا معرب)، کاف عربی کو قاف سے مثلاً قربز (کربز کا معرف)، سین کو صاد سے اور شین کو سین سے بدلا جاتا ہے۔ البتہ اوپر بیان کردہ پہلے چار حرف (چ، گ، ژ، پ) جو عربی میں نہیں آتے، بہرصورت تبدیل ہوتے ہیں۔ باقی حرف بھی اکثر بدل جاتے ہیں۔

دو حرفی الفاظ (کی تعریب کرتے ہوئے اُن) پر شدید لگا دی جاتی ہے یا اُن میں ایک حرف بڑھا کر سہ حرفی بنا دیتے ہیں مثلاً بطّ (بت کا معرب)، دلّ (دل کا معرب)، قزّ (کز کا معرب)، کزّ (کژ کا معرب)، کسّ [پیش اور تشدید سین] (کس کا معرب) اور ایک قول کے مطابق بسّ (بس کا معرب)۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان قاعدوں کی مثالیں آگے بیان ہوں گی۔

ان قاعدوں اور ضابطوں کے علاوہ چند چیزیں اور بھی ہیں جو معرب الفاظ کے بیان کے دوران میں اہل تفحص پر آشکار ہوجائیں گی اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

یاد رہے کہ کچھ حرف فارسی میں نہیں آتے اور وہ ث، ح، ص، ض، ط، ظ، ع اور ق ہیں۔ اسی طرح ایک صحیح قول کی رو سے ذال☆۲ بھی ان میں شامل ہے۔ بعض اہل تحقیق کا کہنا ہے کہ ف، ب، ز، جیم اور کاف عربی اصل فارسی میں نہیں ہیں بلکہ یونانی زبان میں بھی نہیں آتے۔ اس لیے فارسی اور یونانی زبان کے جس لفظ میں بھی ان میں سے کوئی حرف آئے تو یا تو وہ معرب ہے یا زمانہ قریب کے غیر عرب لوگ، جن کا لہجہ میل جول کے باعث عربوں کے لہجے سے متاثر ہوگیا ہے، اس طرح بولتے ہیں ورنہ اصل زبان میں ان کی جگہ دوسرے حرف تھے۔

باب الف

جنابیؔ (پیش کے ساتھ): جناب (پیش کے ساتھ) کا معرب۔ یہ ایک مشہور

کھیل ہے جسے عوام جناخ[۱] (نقطے والی خے سے) کہتے ہیں۔

سمائی (پیش کے ساتھ): سمانہ یا سمان کا معرب۔ مشہور پرندہ ہے جو عربی میں سلویٰ اور ہندی میں پودنا کہلاتا ہے۔[۲]

قیلاء (حمیراء کے وزن پر) اور قبیلی (پیش کے ساتھ اور بے پر تشدید اور زیر) کپا[۳] کا معرب۔

حبارئی (پیش کے ساتھ): ہیرہ کا معرب، جسے چرز[۴] بھی کہتے ہیں۔

کسرٰی (زیر اور زبر کے ساتھ): خسرو کا معرب، یعنی ملک کو وسعت دینے والا (بحوالہ قاموس)۔

عیسٰی: ایشوع کا معرب، جو سریانی لفظ ہے اور اس سے بختیشوع بنا ہے، جو مخفف ہے "بخت ایشوع" بمعنی غلام عیسٰی کا۔ مامون کے عہد میں جبریل بن بختیشوع عیسائی طبیب تھا۔

نشا: نشاستہ کا معرب۔

صا: چا کا معرب، جو قہوہ کی طرح پیتے ہیں۔

کسیلی (کاف پر زیر، بے نقطہ سین پر تشدید، یے ساکن اور لام پر زیر۔ خلیلی کے وزن پر): کھیلی کا معرب جو ہندی لفظ ہے اور یہ روناس[۵] کی طرح ایک سرخی مائل لکڑی ہوتی ہے جو موٹا کرتی ہے۔ ہندی میں کھیلا کھیلی[۶] کے نام سے مشہور ہے۔

بالغاء: پایہا کا معرب۔ صحاح میں آتا ہے: البالغاء، الاکارع۔[۷] ابوعبید کا کہنا ہے کہ اس کی اصل فارسی میں "پایہا" ہے۔

ب

سرداب (زیر کے ساتھ): سردابہ[۸] کا معرب۔

جرداب (زیر کے ساتھ): گرداب[۹] کا معرب۔

رباب : روادہ کا معرب۔ اس کے ترکیبی معنی "غمناک آواز رکھنے والا" کیونکہ "رواد" غمناک آواز کو کہتے ہیں اور "ہ" نسبتی ہے۔

جورب (زبر کے ساتھ): گورب کا معرب، جسے آج کل جراب[۱] کہتے ہیں۔

جوذاب (پیش کے ساتھ): گوذاب کا معرب۔ یہ ایک کھانا ہے جو چاول اور گوشت سے پکاتے اور سرکہ یا انگور کی کھٹائی ڈالتے ہیں۔

فاریاب[۲]: پاریاب کا معرب۔ یہ بلخ کے نواح میں ایک گاؤں ہے جو ظہیر فاریابی[۳] کی جائے پیدائش ہے۔ اسے فیریاب[۴] (کیمیاء کے وزن پر) بھی کہتے ہیں جو پیریاب (پاریاب کا امالہ ہے) کا معرب ہے۔ فریاب[۵] بھی آیا ہے۔

فاراب:[۶] پاراب کا معرب۔ یہ ترکستان کا ایک شہر ہے جو ابونصر فارابی[۷] کی جائے ولادت ہے۔ کہتے ہیں کہ یہی شہر اترار ہے جہاں امیر تیمور نے وفات پائی تھی۔[۸] دراصل پاراب اور پاریاب مزروعہ زمین کو کہتے ہیں۔ کیونکہ ان دونوں مقامات کی زمین زیر کاشت تھی، اس لیے یہ نام رکھے گئے۔

حب (پیش اور بے کی تشدید کے ساتھ): خُم[۹] کا معرب۔

زریاب (زیر کے ساتھ): زرآب (زبر سے) کا معرب یعنی سونے کا پانی۔

سقلاب اور صقلاب (دونوں زیر کے ساتھ): سگلاب (زبر اور گاف ساکن) ایک ملک کا نام ہے۔[۱۰]

سذاب (زبر[۱۱] اور نقطہ والے ذال سے): سداب[۱۲] (بے نقطہ دال سے) کا معرب، جو ایک مشہور گھاس ہے۔

میزاب: میزاب (یائے مجہول سے) کا معرب یعنی پانی ٹپکنے کی جگہ[۱۳] (میم کے زیر کو کھینچ کر پڑھا، ہمزہ کی حرکت اس سے پہلے حرف پر دے دی اور دو ساکنوں کو ملانے کی غرض سے ہمزہ کو حذف کر دیا)۔ دراصل میز (یائے مجہول سے)،

شاش (پیشاب) یا شاش کنندہ (پیشاب کرنے والا) کو کہتے ہیں جو مصدر "شاش کردن" کا فعل امر ہے اور اس کے ترکیبی معنی ہیں "پانی چھڑکنے والا"۔ قاموس میں آتا ہے:

"پانی کا ازب (جیسے کہ ضرب) یعنی جاری ہونا اور اسی سے میزاب نکلا ہے یا وہ فارسی معرب ہے یعنی پانی کا بہنا۔"

لیکن تعریب کی بنا پر اس تشریح میں کلام ہے کیونکہ جب مزاب فاعل ہوسکتا ہے تو اس کو امر بتانے اور "یہ میزابَ سے امر ہے" لکھنے کا تکلف روا رکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

جلاب (پیش اور لام پر تشدید): گلاب کا معرب۔

جریب (چار قفیز☆[1] کا فاصلہ): گری کا معرب۔ یہ دراصل ایک کھلا پیمانہ ہے۔

ت

جلبت [جیم اور بے پر زبر]: گلبت (گاف پر زبر اور یک نقطہ بے) کا معرب۔ یہ ایک قسم کی کشتی ہے جیسا کہ "جہانگیری" میں آیا ہے۔

ناخذاہ (نقطہ دار ذال سے): ناخذا☆[2] کا معرب، جمع نواخذہ ہے۔ عربوں نے اس سے فعل اخذ کیا ہے۔ کہا جاتا ہے تخذ ([خے پر تشدید کے ساتھ] جیسے کہ تراس)۔

طست (سین یا شین سے): تشت کا معرب۔ کبھی تے کو سین سے بدل دیتے ہیں اور طس کہتے ہیں۔ طساس اور طسوس جمع آتی ہے۔

جرجانیہ: گرگانج کا معرب، جو ملک خوارزم کا دارالحکومت ہے۔☆[3] ترک اسے ارگنج کہتے ہیں۔

صنجۃ المیزان یا سنجۃ المیزان: سنگِ ترازو☆[4] کا معرب۔

سَنجوبَہ (سین اور بے پر زبر اور [پہلا نون] ساکن)، نیلے رنگ کی پوستین: "آسمان گون" کا معرب، جیسا کہ قاموس میں دیا گیا ہے اور بظاہر "شب گون" کا معرب معلوم ہوتا ہے۔

سُفتجہ (پیش کے ساتھ): سفتہ کا معرب جسے ہندی میں "ہنڈوی" کہتے ہیں۔ عربوں نے اس سے مصدر اور فعل اخذ کیے ہیں۔ کہتے ہیں سَفتَجَ اور سَفتَجہ (زبر کے ساتھ) یعنی ہنڈوی کی اور ہنڈوی کرنا۔

طباہجہ (طوئے اور "ہ" پر زبر): تباہہ کا معرب یعنی کباب، جو عربی میں گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے معنوں میں آتا ہے اور اس کے مفہوم میں بھونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ مشہور ہوگیا ہے۔ قاموس میں کہا گیا ہے "الکباب: ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا گوشت" اور اسی میں کہا ہے: "الطباہجہ: ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا گوشت، تباہہ کا معرب۔"

طنفسہ (طوئے اور فے پر زبر): تنبسہ کا معرب، اور یہ غالیچہ اور شطرنجی ہوتی ہے۔ [اس کی جمع طنافس ہے اور اس کے بیچنے والے کو طنافسی کہا جاتا ہے]۔

سیابجہ (بے نقطہ سین پر زبر اور یے اور ایک نقطہ والی بے پر زیر): ملک سندھ کی ایک قوم جو بصرہ میں بیت المال کی نگرانی کرتی اور پہرہ دیتی تھی۔ جب انہوں نے بیت المال طلحہؓ و زبیرؓ کے حوالے نہیں کیا تو انھوں نے ان سے صلح کرلی اور ایک رات بے خبری میں ان پر ٹوٹ پڑے اور دھوکے سے مار ڈالا۔"[1☆] صحاح کے مؤلف نے لکھا ہے کہ یہ لفظ معرب ہے لیکن اس کی اصل نہیں بتائی۔ میرا خیال ہے کہ یہ لفظ دراصل سیابچہ ہے (ایک نقطہ والی بے "ی" سے پہلے ہے) جو سیبچہ کی جمع ہے اور یہ سیبچہ[2☆] کا معرب ہے۔ یہ قوم سندھ میں مشہور اور جواں مردی اور بہادری میں معروف ہے۔ بعد میں عمل تقلیب سے سیابچہ کو سیابجہ بنالیا گیا جیسے ملک کی جمع ملایکہ۔ جو اصل میں مآلکہ تھی یا واحد ہی کی تقلیب کردی گئی اور اس اصل سے جمع بنی۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔

خرقاہہ (زبر کے ساتھ): خرگاہ[۱] کا معرب۔

صلیحہ (پیش کے ساتھ اور لام پر زبر اور تشدید): سلہ[۲] [زبر کے ساتھ اور لام پر تشدید] کا معرب۔

سبذہ (پہلے دو حرفوں پر زبر اور نقطہ والی ذال): سبد[۳] کا معرب۔

بخت: بخت کا معرب۔

صفانہ: چغانہ[۴] کا معرب۔

بستوقہ (پیش کے ساتھ): بستو (زبر کے ساتھ) کا معرب۔ یہ چھوٹا مرتبان ہوتا ہے اور تعریب کی صورت میں زبر کی پیش میں تبدیلی اس لیے ہوئی کہ زبر کے ساتھ فعلول اور فعلولہ عربی زبان میں نہیں ہے، جیسا کہ پہلے ذکر ہوا تھا۔ اور یہ جو صیردہ اور شیخوخہ وغیرہ کی مثالیں ملتی ہیں تو اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ دراصل یہ دوسرے صیغے تھے چنانچہ "صراح" اور دوسری کتابوں میں اس کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔

دمقہ (زبر کے ساتھ): دمہ کا معرب۔ یہ لوہاروں کی دھونکنی ہوتی ہے جس سے آگ دہکاتے ہیں۔ اسے دم اور دمہ بھی کہتے ہیں۔

ستوقہ (پیش کے ساتھ): ستو کا معرب۔ یہ کھوٹا درم ہوتا ہے جس میں تین تہیں ہوتی ہیں یعنی دونوں طرف چاندی اور بیچ میں کوئی اور چیز۔

جردقہ (زبر کے ساتھ): گردہ[۵] کا معرب جسے عربی میں رغیف بھی کہتے ہیں۔

بوتقہ: بوتہ[۶] کا معرب۔

زوالقہ: زوالہ کا معرب۔ یہ آٹے کا گولہ ہوتا ہے جسے ہندی میں پیڑا کہتے ہیں۔

فرزجہ (پیش کے ساتھ): پرزہ کا معرب۔

میبہ (زبر کے ساتھ): "می بہ" کا معرب۔ یہ انگور اور بہی کے عرق ہوتے ہیں جنہیں ملا کر ابال لیا جاتا ہے۔

دستجہ: دستہ[☆1] کا معرب جسے عربی میں حزمہ کہتے ہیں جیسا کہ قاموس میں آتا ہے۔

زلیہ (جذیہ کے وزن پر): زیلو کا معرب۔ اس کی جمع زلالی اور زیلوچہ تصغیر ہے۔ عوام زلیچہ کہتے ہیں۔

رہوجہ (زبر کے ساتھ): رہوار۔[☆2] "صراح" میں ہے کہ یہ فارسی سے معرب بنا ہے۔

باجہ: با کا معرب یعنی عام سالن، جسے ابا بھی کہتے ہیں۔ باجات جمع آتی ہے۔

قبہ (پیش کے ساتھ اور ایک نقطہ والی بے پر تشدید): کپہ کا معرب اور یہ (پیش اور بے پر تشدید) پچھنے لگانے والوں کا کدو یا شیشہ[☆3] ہوتا ہے جسے پچھنوں کے مقام پر لگا دیا جاتا ہے تاکہ خون ایک جگہ اکٹھا ہو جائے۔ پھر اس پر استرہ مارتے ہیں جیسا کہ "جہانگیری" میں آیا ہے۔

آبہ: آوہ کا معرب۔ یہ ایک شہر ہے جسے ساوہ[☆4] کہا جاتا ہے۔

ذرۃ (پیش اور خفیف "ر" سے): زرت کا معرب۔ یہ مشہور اناج ہے جسے ہندی میں جوار کہتے ہیں۔ عربوں نے اس لفظ میں دو تبدیلیاں کی ہیں۔ ایک تو یہ کہ زے کو ذال سے بدل دیا، کیونکہ فارسی میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جو ذال سے شروع ہوتا ہو۔ دوسرے یہ کہ لمبی تے کو گول تے سے بدل دیا تاکہ قلۃ، شبۃ اور کرۃ جیسے الفاظ کا ہم جنس ہو جائے۔

بادرنجویہ: بادرنگویہ[☆5] کا معرب یعنی بالنگو۔[☆6]

زنفلیجہ: (زیر کے ساتھ) یعنی زنبیل۔[☆7] "صراح" کے مطابق فارسی سے معرب ہے۔

فنجنکشت: پنج انگشت کا معرب۔ یہ ایک گھاس ہے جسے "ذو خمس اصابع"[☆8] اور "ذو خمس اوراق"[☆9] کہتے ہیں۔[☆10]

ث

توث: توت کا معرب۔

طہورث: تہمورث[1] کا معرب۔

کوث (زبر کے ساتھ): قاموس میں کفش کے معنی میں آیا ہے اور فارسی میں کفش کے مقابلے میں کوش زیادہ فصیح ہے لیکن کوش کا معرب کوس (بے نقطہ سین سے) ہونا چاہیے نہ کہ ثے سے جو محلِ غور ہے۔

کیومرث: گیومرت (گاف پر زیر کے ساتھ) کا معرب جس کے ترکیبی معنی "زمین کا رہنما" ہیں کیونکہ گیو بمعنی زمین اور مرت بمعنی سردار ہے اور یہ لفظ سریانی یا یونانی ہے لہٰذا فارسی میں اسے گل شاہ [پہلے حرف پر زیر] کہتے ہیں۔ فرہنگ جہانگیری کے مؤلف نے اسے گیومرت (گاف پر زبر اور یے پر پیش) لکھا ہے اور کہا ہے کہ اس کے معنی بولنے والے جاندار کے ہیں کہ گیو بمعنی بولنے والا اور مرت بمعنی زندہ ہے۔ بعد کے لوگوں میں کیومرث (عربی کاف اور ثے) مشہور ہے حالانکہ یہ نام فارسی ہے اور فارسی میں ثے نہیں ہوتی۔ صاحب جہانگیری کی بات ختم ہوئی۔ اس میں اس نے چند غلطیاں کی ہیں۔ یوں کہ کیومرث سریانی یا یونانی ہے جیسا کہ گیومیتریا کے بارے میں، جس کے معنی علم ہندسہ کے ہیں، کہا گیا ہے کہ گیو کا مطلب زمین اور میتریا بمعنی اندازہ ہے۔ اور مرت اور مارت، سید کے معنوں میں آتا ہے جیسا کہ حضرت مریمؑ کو مارت مریم کہا جاتا ہے اور تقویم کی کتابوں میں "عید مارت مریم" کا ذکر آتا ہے۔ گیومیتریا کا معرب جیومطریا ہے۔ چنانچہ افلاطون سے روایت ہے کہ "جو شخص جیومطریا کا علم نہ رکھتا ہو وہ میرے گھر میں داخل نہ ہو۔" خوطریا اس کی تصحیف ہے۔[2]

دیوث (یے کی تشدید کے ساتھ): دیوت (یے کی تخفیف اور آخر میں تے کے ساتھ) کا معرب۔

طرثیث (پیش کے ساتھ اور رے پر زبر اور ثے پر زیر): نیشاپور[3] کا ایک

گاؤں، جیسا کہ قاموس میں بتایا گیا ہے۔ نیز کہا گیا ہے کہ ترشیز کا معرب ہے۔

ج

مینج اور مینج: "می پختہ" کا معرب۔

نشاستج: نشاستہ کا معرب۔

ابدوج السرج:[☆1] ابدوژ کا معرب، یعنی دوہرا نمدہ،[☆2] پینہ چوس[☆3] اور قاموس میں آتا ہے: ابدوج السرج، زین کا نمدہ،[☆4] گدی۔[☆5] ابدوژ کا معرب۔

دونیج (دال پر پیش اور نون پر زیر): دونی کا معرب، یہ ایک قسم کی کشتی ہے۔

دیباج: دیبا[☆6] کا معرب۔

باذروج (نقطہ دار [ذال] پر زبر): بادرو[☆7] (دال ساکن) کا معرب۔

لوبیاج: لوبیا کا معرب۔

کرج (پیش اور رے پر تشدید): کرہ کا معرب یعنی گھوڑے وغیرہ کا بچھیرا۔

کرج (پہلے دو حرفوں پر زبر): کرہ کا معرب یعنی میل یا سبزی [پھپھوندی] جو روٹی پر جم جاتی ہے۔ اور عرب، تعریب کے بعد، اس سے مصدر افعال اور اسما بنا کر استعمال کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے: تکرج الخبز... الخ یعنی روٹی خراب ہوگئی جب اس میں سبزی (پھپھوندی) کا نقص پیدا ہوا۔ اور کرہ آلود روٹی کو متکرج کہتے ہیں۔

فالوذج: پالودہ کا معرب۔ اور قاموس کے مؤلف کا کہنا ہے کہ: "فالوذق ایک مٹھائی ہے اور اسے فالوذج نہیں کہنا چاہیے۔" لیکن بعض کتابوں میں آیا ہے۔

کوسج: کوسہ[☆8] کا معرب۔

جوزینج (زبر کے ساتھ): گوزینہ[☆9] کا معرب۔

لوزینج: لوزینہ[☆10] کا معرب۔ اور یہ دونوں مشہور میٹھے ہیں۔

کبریج (زیر کے ساتھ): کبرینہ کا معرب۔ یہ خواتین کا چمڑے کا بٹوہ ہوتا ہے۔

بہرج و نبہرج: دونوں نبہرہ کے معرب ہی بمعنی کھوٹا یا غیر خالص۔

بنفسج (پہلے دو حرفوں پر زبر): بنفشہ کا معرب۔

بہرامج (زبر کے ساتھ): بہرامہ کا معرب جو بید مشک کو کہتے ہیں۔

شفارج (پیش اور رے پر زیر): پیش پارہ[1] کا معرب۔ یہ ایک طباق یا خوان ہوتا ہے جس میں نقل اور عطر کے پیالے رکھ کر محفل میں لاتے ہیں، جیسا کہ قاموس میں ہے۔ لیکن "سامی" میں کہا گیا ہے کہ شفارج ایک حلوے[2] کا نام ہے، طباق یا خوان کا نہیں جیسا کہ مؤلف قاموس کا خیال ہے۔[3]

فیشفارج و پیشبارج (دونوں فے اور دونوں بے پر زبر): پیشپارہ کا معرب ہے جیسا کہ "النہایہ" میں آیا ہے اور مرقومہ بالا "شفارج" کا مترادف ہے لیکن شفارج کے برخلاف ان دونوں میں تبدیلی کم واقع ہوئی ہے کیونکہ اس میں بے اور یے کو حذف کیا گیا، شین پر پیش لگایا گیا اور رے پر زیر دیا گیا کیونکہ یہ (سابقہ صورت) ہائے مختفی کے قاعدے کے خلاف تھی اور یہ سب کچھ اس لیے کیا گیا کہ اسے عربی زبان میں رائج وزن "علابط" پر منطبق کیا جائے۔

انج: انبہ[4] کا معرب، جو ہندوستان میں مشہور پھل ہے۔

انموذج (پیش کے ساتھ): نموده کا معرب یعنی نمودار یا کسی چیز کا نمونہ۔ اور قاموس کے مؤلف کا کہنا ہے کہ انموذج غلط ہے اور صحیح نموذج ہے، نون پر زبر کے ساتھ لیکن یہ بات محل نظر ہے کیونکہ صاحب مفتاح اور عربی کے اکثر علما نے "انموذج" اپنی تحریروں میں استعمال کیا ہے۔ ان کی عبارتوں کو غلط بتانا بذاتِ خود غلط ہے۔ اور "مفتاح" کے شارحین نے اس کو "نموده" کا معرب کہا ہے، نمونہ کا نہیں جیسا کہ بعض کا خیال ہے، نیز تعریب کے اصول کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہ نمونہ کا نہیں بلکہ نموده کا معرب ہو۔

اسکرج: (الف پر پیش، کاف، رے پر زیر): اسکرہ[۱] کا معرب۔

صنج [زبر کے ساتھ]:[۲] چنگ کا معرب، نیز سنج کا معرب، جس کا بجانا ہندوستان میں عام ہے۔ اور یہ دوسرا معرب صاد پر زیر کے ساتھ ہونا چاہیے کیونکہ سنج (کا "سین") زیر کے ساتھ آتا ہے زبر کے ساتھ نہیں۔[۳]

بنج (زبر کے ساتھ): بنگ (زبر کے ساتھ) کا معرب اور یہ اجوائن خراسانی ہے۔

منج (زبر کے ساتھ): منگ (زبر کے ساتھ) کا معرب۔ یہ ایک نشہ آور بیج یا اس کی پھلیاں ہوتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اجوائن خراسانی ہے۔ اور اگر اس (معرب کے میم) پر پیش ہو تو یہ "منگ" (پیش کے ساتھ) کا معرب ہے، جو سبز ماش کو کہتے ہیں جسے "مج" (میم پر پیش اور جیم پر تشدید) بھی کہا جاتا ہے۔[۴]

سباذج (پیش کے ساتھ): سبادہ[۵] کا معرب۔

ساج: ساگ کا معرب، اور یہ ایک بڑا درخت ہوتا ہے جو ہندوستان میں مشہور ہے۔[۶]

ساذج (نقطہ والی ذال پر زبر): سادہ[۷] کا معرب۔

ساذنج (نقطہ والی ذال پر زبر): شادنہ[۸] کا معرب۔

شاہدانج: شاہ دانہ[۹] کا معرب۔

شاہترج: شاہترہ[۱۰] کا معرب۔

بسفاتج (ایک نقطہ والی بے پر زبر اور نیچے دو نقطوں والی یے): بسپایہ[۱۱] کا معرب۔

سکباج (زیر کے ساتھ): سکبا (زیر کے ساتھ) کا معرب یعنی سرکہ با۔[۱۲]

اسفیداج: اسپیداب یا اسپیداو یا اسپیدا[۱۳] (واو کو حذف کرکے) کا معرب اور تعریب کے اصول کی رو سے آخری لفظ کا معرب کہنا مناسب ہے کیونکہ جس لفظ کے آخر میں الف ہوتا ہے اس پر جیم بڑھا دیتے ہیں۔ اور یہ لفظ آسیاب، آسیاو اور آسیا

کی مانند تینوں طرح جائز ہے۔ نیز مثلاً دریاب، دریاو اور دریا۔ اور اس کی مثالیں بہت ہیں۔

صاروج: چارو[1] کا معرب۔

صولج (زبر یا پیش کے ساتھ): چوبہ کا معرب، جس سے روئی کو پھیلاتے ہیں۔[2]

طازج: تازہ کا معرب۔

طیہوج (زبر کے ساتھ): تیہو[3] کا معرب۔

طسوج (زبر اور سین پر تشدید): تسو[4] کا معرب۔

طابج: تاوہ[5] کا معرب۔

کندوج (پیش کے ساتھ): کندو (زبر کے ساتھ) کا معرب، یہ مٹی کا بڑا ظرف ہوتا ہے جو جانی پہچانی چیز ہے۔[6] عربوں نے اس سے مصدر کندجہ (زبر کے ساتھ) نکالا ہے یعنی کندو بنانا۔

ویزج (زبر کے ساتھ): ویزہ کا معرب یعنی سیاہ۔[7]

وشیج: دھیجہ[8] کا معرب۔

وشیج: وتی[9] کا معرب۔

کستیج (پیش کے ساتھ): کستی کا معرب یعنی جنیو (زنار)۔

بزرج (بے اور رے پر پیش): بزرگ کا معرب اور اس سے نکلا ہے۔ بزر جمہر[10] جسے فارسی میں بزرگ مہر کہتے ہیں۔

فنزج (فے اور نقطہ والی زے پر زبر اور نون ساکن): پنزہ کا معرب جو پنجہ کا مترادف ہے۔ یہ ایک ناچ ہے جو ایران میں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کیا جاتا ہے۔ اسے "دست بند" بھی کہتے ہیں۔ قاموس کے مؤلف نے کہا ہے کہ پنجہ کا معرب ہے جو پنزہ کا ہم معنی ہے لیکن پہلی صورت بہتر ہے کیونکہ عربی کی زے فارسی کی ژے (ژ) سے زیادہ قریب ہے اور اس سے تعریب زیادہ مناسب ہے۔

فہرج (جیسے جعفر، یعنی جعفر کے وزن پر): پہرہ یا فہرہ کا معرب۔ یہ استخر کے نواح میں صحرا کی جانب ایک شہر ہے۔[1]

راہنانج: راہ نامہ کا معرب۔ یہ ایک تحریر ہوتی ہے جسے دیکھ کر معلم اور ملاح سمندر میں کشتی چلاتے ہیں۔

برنامج: برنامہ کا معرب یعنی حساب کا جامع ورق۔[2]

دہنج (پہلے دونوں حرفوں پر زبر): دہنہ کا معرب جسے "دہنہ فرہنگ"[3] بھی کہتے ہیں۔

دہیرج (رے پر تشدید): دہ پرہ[4] کا معرب۔

مرتج (زیر کے ساتھ): مرتک[5] (زیر کے ساتھ) کا معرب۔ مؤلف قاموس نے اسے "مردہ" کا معرب سمجھتے ہوئے کہا ہے کہ میم پر پیش ہونا چاہیے۔ زیر خلاف قیاس لگائی گئی ہے۔[6]

مارماہج: مارماہی[7] کا معرب، یعنی جریث یا جری۔[8] یہ مچھلی کی ایک قسم ہے، ذرا مختلف۔ اور یہ صلور[9] کی تفسیر ہے، عمار (بن یاسر) والی حدیث میں۔

مردارسنج اور مرداسنج (رے کو حذف کر کے): مردار سنگ اور مرداسنگ[10] کا معرب۔

سکبینج: (بے نقطہ سین پر زبر، کاف ساکن، بے پر زیر، یے ساکن اور نون پر زبر): سکبینہ[11] کا معرب۔ اور یہ ایک قسم کا گوند ہے۔

اشج (الف پر پیش اور نقطہ دار شین پر زبر اور تشدید): اشہ[12] (پیش اور شین پر زبر اور تخفیف یا تشدید) کا معرب۔ گوند کی قسم ہے۔

خربندج: خربندہ[13] کا معرب۔

طفسونج:[14] تفسونہ کا معرب جو ایک شہر ہے۔

رازیانج: رازیانہ[15] کا معرب۔

سطرنج (زیر کے ساتھ): "چترنگ" کا معرب جو ہندی لفظ ہے۔ چتور کے

معنی چار اور ایک [نون ساکن اور کاف پر زبر] کے معنی عضو۔ کیونکہ شطرنج میں شاہ اور فرزین (وزیر) کے علاوہ چار رکن ہوتے ہیں یعنی فیل، شتر، اسپ اور پیادہ۔

جمیزج: جمیزہ کا معرب یعنی چاکسو۔

درواج، زین کا پیش کوہہ:[1] دروازہ گاہ کا معرب۔

نیرنج (زبر کے ساتھ): نیرنگ[2] کا معرب۔

اہلیلج اور ہلیلج: ہلیلہ[3] کا معرب۔

املج (اطلس کے وزن پر): آملہ کا معرب۔

بلیلج: بلیلہ[4] کا معرب۔

زاج: زاک[5] کا معرب۔

کذج (کاف اور نقطہ والی ذال پر زبر): کدہ (کاف پر زبر اور بے نقطہ دال) یعنی مکان۔[6]

زنج: زنگ[7] کا معرب۔

زرنج (پہلے دو حرفوں پر زبر): زرنگ کا معرب، جو سیستان کا ایک شہر ہے۔[8]

اسفرنج: اسپرنگ یا اسفرنگ کا معرب اور یہ فرغانہ[9] میں ایک شہر ہے۔

زرنوج[10] اور زرنوق (پیش کے ساتھ): زرنو کا معرب، یہ اوزجند سے آگے ایک شہر ہے۔

قنوج[11] (زیر کے ساتھ اور نون پر زبر اور تشدید): کنوج (زیر سے اور نون پر تخفیف) کا معرب۔

قبج (قاف پر زبر اور ایک نقطہ والی بے ساکن): کبک[12] کا معرب۔

زیج (زیر کے ساتھ): زیگ[13] کا معرب۔

داناج: دانا کا معرب۔

باباج: بابا کا معرب۔

شمیج: شمی کا معرب، یعنی وہ قمیص جو رات کو پہنتے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں پوستین کے معنوں میں ہے۔

بردج: بردہ کا معرب [یعنی لوٹ کے مال میں آیا ہوا غلام]۔

بوسنج:[۱] پوشنگ کا معرب، اور بعض اس کا معرب فوشنج بتاتے ہیں۔ یہ ایک شہر ہے جسے ان دنوں پشنگ کہتے ہیں۔ اس کی بنیاد افراسیاب[۲] کے باپ پشنگ[۳] نے رکھی تھی۔

بسیار دانج: بسیار دانہ کا معرب، جو ایک گھاس[۴] ہے۔

نارنج: نارنگ کا معرب۔

اترج اور اترنج (الف اور رے پر زبر، نیز پہلے لفظ میں جیم پر تشدید): ترنج کا معرب۔

نیربج: نیریدہ کا معرب، یعنی خصی مینڈھا جسکے بال نہ کترے گئے ہوں۔

برنج (پہلے دو حرفوں پر زبر): برنگ کا معرب، جسے ہندی میں باہڑنگ کہتے ہیں۔

شبج: شبہ[۵] کا معرب اور شبہ بیچنے والے کو شباج (زبر کے ساتھ اور بے پر تشدید) کہتے ہیں۔

فیج: (زبر کے ساتھ): پیک[۶] کا معرب۔

فیروزج (زبر کے ساتھ اور رے پر پیش): پیروزہ[۷] کا معرب۔

نیل زہرج: نیل زہرہ[۸] کا معرب۔ یہ ایک بوٹی ہے جس کا نچوڑ خضض ہے جسے ہندی میں رسوت کہتے ہیں۔

واریج: واری کا معرب یعنی وہ شخص جس کی تحویل میں گھر کے ضروری کام ہوں۔

فنج (زبر کے ساتھ): پنگ[۹] کا معرب۔ یہ ایک ناپ ہے جس سے پودوں کو پانی دینے والے پانی تقسیم کرتے ہیں۔

کمنج: کمنہ (زبر کے ساتھ) کا معرب۔ یہ سارونج[1] کی ایک قسم ہے جیسا کہ جہانگیری میں کہا گیا ہے۔

فرنج: فرنگ کا معرب۔

زنج: زنہ کا معرب جسے ہندی میں پھکری کہتے ہیں۔

میانج (زبر کے ساتھ): میانہ کا معرب۔ اور یہ دربند کے نزدیک ایک شہر ہے۔[2]

یارج: یارہ[3] کا معرب۔

ایارج (زبر کے ساتھ): ایارہ کا معرب۔ اس سے مراد ایک ملین دوا (جلاب) ہے۔

ونج (پہلے دو حرفوں پر زبر)، نخشب[4] کا ایک گاؤں ہے: ونہ کا معرب۔

تخاتج (تخج کی جمع): تختہ کا معرب، جیسا کہ "معرب" میں کہا گیا ہے۔

زرودج: زردہ کا معرب اور ماء الزرودج، زرداب (کا معرب) ہے، جو سرخاب اور شاہاب سے پہلے گل کا ذیرہ[5] سے نکلتا ہے۔

بخج (بے پر زبر) اور بخج (پہلے دو حرفوں پر پیش): پختہ کا معرب۔

روبخج: روی سوختہ[6] کا معرب۔

طباہج (ہے پر زبر)، انڈے اور گوشت سے تیار کردہ ایک کھانا:[7] تباہہ کا معرب۔

شاقاقل ج: شاقاپک[8] کا معرب۔ یہ ایک بوٹی ہے جسے برنوف (ب اور نون پر پیش) بھی کہتے ہیں۔

قولنج:[9] کولنج کا معرب۔

خدنج: خدنگ[10] کا معرب۔

برزج (جیسے "قرطق"): برزہ کا معرب، اور فرزجہ بھی اس کا معرب ہے۔

الہوج السکر (پیش کے ساتھ): آہلوج[11] (مد کے ساتھ یا بغیر مد کے) کا

معرب۔

بلج السفینة (جیسے "سکین"): بلج[1] (لام کی تخفیف کے ساتھ) کا معرب۔

کسج (پیش کے ساتھ): کسہ کا معرب۔ اور یہ کجارہ[2] ہے۔

کسج (پیش کے ساتھ): کستہ کا معرب۔ یہ کھجور کی چھال کا گٹھا ہے جو پیٹھ پر اٹھایا جاسکے۔

ح

مسیح: مشیحا کا معرب، جو سریانی زبان میں "بابرکت" کو کہتے ہیں لہذا "مسیحا" بھی استعمال کرتے ہیں۔

تارح (رے پر زبر): تارخ[3] (رے پر پیش) کا معرب۔

خ

فرخ (دونوں نے پر زبر): فرخ کا معرب یعنی خرف۔[4]

کامخ: کامہ[5] کا معرب۔

فرخ: فرسنگ[6] کا معرب۔

زرنخ (زیر کے ساتھ): زرنخ[7] (زبر کے ساتھ) کا معرب۔

د

نرد: نرد[8] کا معرب۔ اس کا موجد اردشیر[9] ہے۔ اس بنا پر اسے نردشیر بھی کہتے ہیں۔

فرند (پہلے دو حرفوں پر زیر اور نون ساکن): پرند (زبر کے ساتھ) کا معرب، یعنی تلوار کا جوہر اور مشہور کپڑا۔

کستزود (کاف اور تے پر زبر، سین ساکن اور نقطے والی زے): "کاست وافزود[10]" اور یہ ایک کھاتہ ہوتا ہے جس میں زمین کے محصول کا حساب لکھا

جاتا ہے۔

لاژورد (عربی زے پر زیر): لاژورد[☆۱] (فارسی زے یعنی ژے ساکن)، کا معرب۔ اور بعضوں نے زے پر پیش کے ساتھ معرب بتایا ہے لیکن پہلا لفظ درست ہے کیونکہ زورد (زے پر زیر اور واو پر زبر) کے وزن پر "قمطر" آتا ہے اور پہلے حرف پر پیش کے ساتھ کوئی صیغہ نہیں ملتا جیسا کہ شریف محقق نے "شرح مفتاح" میں کہا ہے۔ البتہ لاجورد، لاژورد کا مغیر ہے نہ کہ اصلی لفظ، جیسا کہ "رسالہ مغیرات" میں صراحت کی جاچکی ہے۔

سجاوند (زیر کے ساتھ): سگاوند (زبر کے ساتھ) کا معرب۔ یہ سیستان کا ایک گاؤں ہے۔ وجہ [تسمیہ] یہ کہ اس میں کتے بہت ہیں یا پھر اس جگہ کے لوگوں کی برائی کی وجہ سے انہیں کتا کہا گیا ہوگا۔[☆۲]

قند: کند[☆۳] (عربی کاف کے ساتھ) کا معرب۔

بافد (فے ساکن): بافت کا معرب۔ یہ کرمان میں ایک شہر ہے یزد کے قریب جسے ان دنوں عام لوگ بافق[☆۴] کہتے ہیں۔ قاموس میں آتا ہے: "اس میں دو ساکنوں کا التقا (ملاپ) ہے۔"

صغد: سغد کا معرب، اور قاموس کے مؤلف کا خیال ہے کہ یہ دونوں الگ الگ مقامات ہیں اور یہ بات محل نظر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سغد نام کے دو موضع ہیں اور دونوں سین سے ہیں۔ ایک باغستان جو سمرقند میں ہے اور دوسرا سمرقند کے نواح میں علاقہ کال میں۔ اس دوسری جگہ کے نام کو عربوں نے صاد کے ساتھ معرب کیا ہے اور تفریق کی خاطر پہلے کو بدستور سین سے لکھتے ہیں۔ اور سغد دراصل نشیبی زمین کو کہتے ہیں جہاں پانی جمع ہوجاتا ہو۔[☆۵]

بد (پیش کے ساتھ اور دال پر تشدید): بت کا معرب۔

برید: "بریدہ دم" کا معرب۔ دراصل یہ خچر ہوتا ہے جس کی دم نشانی کے طور پر کاٹ دی جاتی ہے اور خبر لے جانے کی غرض سے دو فرسنگ تک اس کی نگہبانی

کرتے ہیں۔ آج کل "برید" اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اس پر سوار ہوتا ہے اور خبر لے جاتا ہے بلکہ ہر تیز رفتار پیغام رساں کو اسی نام سے یاد کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں دو فرسنگ کے فاصلے کو بھی "برید" کہا جاتا ہے۔

قسپند (پیش کے ساتھ اور بے پر زبر): گوسپند☆[1] کا معرب۔

ذ

طبرزذ: تبرزد کا معرب یعنی مصری، گویا اس کے پہلوؤں کو تیشے سے کاٹا گیا ہے۔

زمرذ: زمرد کا معرب۔

موبذ (میم پر پیش اور بے پر زبر): موبد کا معرب، یعنی آتش پرستوں کا عالم۔

ہربذ (ہ اور بے پر زیر): ہیربد کا معرب یعنی آگ کا محافظ۔

جنبذ: گنبد کا معرب۔

آزاذ: آزاد کا معرب اور یہ کھجور کی ایک قسم ہے۔

استاذ: استاد کا معرب۔ اساتذہ جمع ہے۔

تلمیذ (زیر کے ساتھ): تلمید کا معرب۔ جمع ہے تلامذہ۔

جنابذ (جیم پر پیش اور ایک نقطہ والی بے پر زیر): گنابد کا معرب۔ اور یہ مشہور شہر ہے جسے آج کل گوناباد☆[2] کہتے ہیں۔ میرزا قاسم☆[3] گونابادی شاعر اور مولانا مظفر جنابذی منجم کا تعلق اسی جگہ سے ہے۔ دراصل گنابد ایک پہاڑ کا نام ہے اور اس شہر کو اسی کے نام سے پکارا جاتا ہے، جیسا کہ فردوسی کے شعر سے ظاہر ہوتا ہے۔☆[4]

قباذ: کواد کا معرب، اور یہ نوشیرواں کے باپ کا نام ہے جیسا کہ تاریخ گزیدہ میں مرقوم ہے۔

قالوذ: پالودہ[1] کا معرب۔

فولاذ: (پیش کے ساتھ): پولاد کا معرب اور فالوذ بھی کہتے ہیں اور سیف مفلوذ وہ تلوار ہوتی ہے جو فولاد سے بنائی جائے۔

دیبوذ (دال پر زبر، یے ساکن اور ایک نقطہ والی بے پر پیش): دو پود کا معرب۔ اور یہ ایسا لباس ہے جس کے دونوں طرف نقش و نگار[2] ہوں۔

کاغذ: کاغد[3] (بے نقطہ دال کے ساتھ) کا معرب۔

موامیذ، یعنی جزیہ کے بقایاجات، مامیذ کی جمع۔ "المعرب" کی رو سے یہ معرب ہے۔

ر

سیسمر: سیہ سنبل[4] کا معرب۔

ؤذر (پیش کے ساتھ، ہمزہ ساکن اور نقطہ والی ذال پر زبر): گودرہ (زبر کے ساتھ) کا معرب یعنی گائے کا بچھڑا۔

سابور: شاپور[5] کا معرب۔

الدخدار (زبر کے ساتھ): تخت دار[6] کا معرب۔ اور یہ سفید اور کالا کپڑا ہوتا ہے جیسا کہ "قاموس" میں آیا ہے۔

جاوشیر: گاوشیر[7] کا معرب، جو ایک درخت کا گوند ہے۔

فاذ زہر: پاد زہر[8] کا معرب جس کا مخفف پازہر ہے، جس کے معنی زہر سے حفاظت کرنے والا اور زہر کا مقابلہ کرنے والے کے ہیں۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ پاو (واؤ کے ساتھ) کے معنی دھونے والے کے ہیں اور اس مفروضے کی بنا پر فاو زہر بھی واو سے ہے۔

قسطر (پیش کے ساتھ): شوم اختر[9] کا معرب۔

قندفیز: کندہ پیر[10] کا معرب۔

فیلور: پیلور[1] کا معرب، فلاورہ اس کی جمع ہے اور قاموس کے مؤلف نے صرف جمع لکھی ہے اور واحد کا ذکر نہیں کیا۔

بغبور (پہلی اور دوسری بے پر پیش) ملک چین: بغپور (پہلی پے پر زبر اور دوسری پے پر پیش) جسے آج کل فغفور کہتے ہیں اور اس کے ترکیبی معنی ہیں بت کا بیٹا۔

جہر (پیش کے ساتھ): چہرہ کا معرب۔[2]

روزجار: روزگار کا معرب۔

دستور (پیش کے ساتھ): دستور (زبر کے ساتھ) کا معرب۔

طنجیر (زیر کے ساتھ): تجیر کا معرب یعنی پاتیلہ۔[3]

طباشیر (زبر کے ساتھ): تباشیر[4] کا معرب۔

سدیر (زبر کے ساتھ): سہ دیر کا معرب۔ یہ بہرام گور کا ایک محل تھا جس میں تین گنبد تھے۔ اس محل میں وہ عبادت کیا کرتا تھا۔ اور دیر گنبد کو کہتے ہیں۔

سدر (پیش کے ساتھ اور دال پر تشدید یا تخفیف): سہ درک کا معرب۔ اور یہ ایک کھیل[5] کا نام ہے۔

سمور (میم پر تشدید): سمور (میم کی تخفیف کے ساتھ) کا معرب۔

تنور (نون پر تشدید): تنور (نون کی تخفیف سے) کا معرب۔

شبور (بے پر تشدید): شیپور کا معرب، بمعنی قرنا۔[6]

جوہر: گوہر کا معرب۔

جوزہر: گوزہر[7] (پہلے حرف پر زبر اور دوسرے پر زیر) کا معرب۔

انجر اور لنجر: لنگر کا معرب۔

اصطخر:[8] استخر کا معرب، اور یہ ایک مشہور شہر ہے جو ایران کے بادشاہوں کا دارالسلطنت رہا ہے اور استخر کے اصل معنی تالاب کے ہیں اور کیونکہ وہاں ایک بڑا تالاب تھا اس لیے یہ نام رکھا گیا۔

عسکر: لشکر کا معرب، جیسا کہ "المغرب" میں ہے۔

نیلوفر:[☆1] نیلوپل کا معرب۔

شبستر (شین پر زبر اور بے پر زیر): چوستر کا معرب جسے چوستر بھی کہتے ہیں اور یہ تبریز سے چھ فرسنگ کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے۔[☆2]

استار (زیر کے ساتھ): استیر[☆3] کا معرب۔

نیسابور: نیشاپور[☆4] کا معرب۔

شاکر: چاکر کا معرب۔

خیارشنبر: خیار چنبر[☆5] کا معرب۔

فرجار (زیر کے ساتھ): پرکار کا معرب۔

زنجار (زیر کے ساتھ): زنگار کا معرب۔

شنجار (زیر کے ساتھ): شنگار[☆6] (زبر اور گاف) کا معرب اور یہ ایک پودا ہے جس کے پتے کالے اور جڑ سبز ہوتی ہے۔

ریصار (زیر کے ساتھ): ریچار[☆7] کا معرب۔

صفیر: سپیل[☆8] کا معرب۔

فہر (پیش کے ساتھ): پہر کا معرب جو یہودیوں کا مدرسہ ہوتا ہے۔

ہزار: ہزار دستان[☆9] کا معرب۔

جلبار (پیش کے ساتھ): گلبار کا معرب۔ یہ اصفہان کا ایک محلہ ہے اور سادات جلبار یہ مشہور ہیں۔

جلنار (پیش کے ساتھ اور لام پر زبر نیز تشدید یا تخفیف): گلنار[☆10] کا معرب۔

ز

الدرز: درز کا معرب۔ قاموس میں آتا ہے: "درز الثوب (کپڑوں کا سینا)، مشہور معرب۔" اسی لیے فارسی میں سوئی کو درزن، دھاگے کو درزنان اور خیاط کو درزی کہتے ہیں اور اس درزنان (بمعنی دھاگا) کو نسبت ہے درزن یعنی سوئی سے اور اس میں

آنے والا "ان" جمع کا نہیں ہے۔ اور "ابناء الدرز" (سیون کے بچے) جوؤں کو کہتے ہیں کیونکہ وہ بخیوں میں چھپ جاتی ہیں۔

قز (زبر کے ساتھ اور زے پر تشدید): کژ (زبر کے ساتھ اور آخر میں ژے مخفف) کا معرب یعنی کچا ابریشم۔ اور اس سے اخذ کیا گیا ہے "کژاگند" یعنی وہ لباس جو جنگ کے دن کے لیے ابریشم خام سے بھرا جائے۔☆[1] اسی طرح "کژین" بمعنی کجیم☆[2] (پاکھر) ہے جسے عوام کجین☆[3] کہتے ہیں۔

جربز اور قربز: کربز☆[4] کا معرب۔ اور یہ اختلاف اس وجہ سے ہے کہ بعض لوگ "گربز" گاف سے اور بعض "کربز" کاف سے کہتے ہیں۔ پہلے کا معرب جربز اور دوسرے کا قربز ہوتا ہے۔ اور عربوں نے لفظ جربز سے مصدر اور فعل اخذ کیے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے: جربز، یجربز، جربزۃً جیسے ھندس یھندس، ھندسۃً۔

دلیز (زیر کے ساتھ): دلیز☆[5] (زبر کے ساتھ) کا معرب۔

جلوز (جیم پر زیر اور لام پر زبر و تشدید): گلوز کا معرب یعنی فندق۔☆[6]

جلغوز (بروزن فردوس): چلغوزہ (چے پر زیر اور واو مجہول) کا معرب۔ یہ صنوبر (چیل) کا ایک بڑا درخت ہوتا ہے جس پر لگنے والے غوزوں (ڈوڈوں) کی کثرت کے باعث اس کو چل غوزہ کہتے ہیں اور اس کے پھل پر بھی اسی نام کا اطلاق ہوتا ہے، جیسا کہ مشہور ہے۔

جوز: گوز☆[7] کا معرب۔

شونیز: شیز یا شنز (دونوں میں نقطوں والا شین یا بے نقطہ سین) کا معرب بمعنی سیاہ دانہ۔☆[8]

جلواز (زیر کے ساتھ): جلویز (زبر کے ساتھ) کا معرب یعنی کوتوال کا پیادہ۔

ھنداز (زیر کے ساتھ): اندازہ کا معرب۔ اور تعریب کے بعد اس سے اور اسما اخذ کرتے ہیں جیسے ھندزہ اور مھندز اور کیونکہ عربی عبارت میں دال کے بعد زے

نہیں آتی اس لیے ہمزہ اور ہمنز کی زے کو سین سے بدل دیا جیسا کہ مشہور اور زبانوں پر جاری ہے۔

قفیز: کفیز[1] کا معرب۔

قہندز: کہن دز[2] کا معرب۔ اور اسی طرح قندز بھی اس کا معرب یا قہندز کا مخفف ہے۔

جرز (پیش کے ساتھ): گرز کا معرب۔

نیروز (زیر کے ساتھ): نوروز[3] کا معرب۔

فیروز (فے پر زبر اور رے پر پیش): پیروز کا معرب۔ فیروزآباد[4] پیروزآباد کا معرب ہے یا پھر فیروز آباد (زیر کے ساتھ) کا جو بذات خود مغیر ہے۔

س

دختنوس اور دخدنوس (عصفوط کے وزن پر)، لقیط[5] بن زرارہ کی بیٹی کا نام: دخترنوس کا معرب جو کسریٰ (نوشیرواں) کی بیٹی کا نام ہے اور لقیط نے اس کے نام پر اپنی بیٹی کا نام رکھا جیسا کہ "قاموس" میں ہے۔

فہرس (زیر کے ساتھ): فہرست کا معرب۔

فردوس: پردوس کا معرب جیسا کہ "تاریخ جبق" میں ہے اور "قاموس" میں کہا ہے: فردوس، باغیچہ جس میں وہ سب چیزیں ہوں جو تمام باغیچوں میں ہوتی ہیں۔ یہ عربی ہے یا پھر رومی یا سریانی جو عربی میں منتقل ہوا ہے۔ نیز کہا ہے کہ "فردوسہ" وسعت اور فراخی کے معنوں میں ہے اور اس سے فردوس نکلا ہے۔

سندس[6] (پیش کے ساتھ): مؤلف قاموس کا کہنا ہے کہ یہ متفقہ طور پر معرب ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ اس کی اصل کیا ہے اور کس زبان کا ہے۔[7]

مجوس: منج گوش کا معرب یعنی چھوٹے کانوں والا۔ کیونکہ مجوسیوں کے دین کا بانی چھوٹے کانوں والا آدمی تھا اس لیے اس لقب سے مشہور ہوا۔

کرباس (زیر کے ساتھ): کرپاس☆[1] (زبر کے ساتھ) کا معرب۔ کیونکہ فعلال (زبر کے ساتھ) غیر مضاعف عربی زبان میں نہیں آتا۔

کوس (پیش کے ساتھ اور واو معروف): کوس☆[2] (واو مجہول کے ساتھ) کا معرب۔

بوس (پیش کے ساتھ): بوسہ اور بوس کا معرب۔ لیکن واو فارسی میں مجہول ہے اور عربی میں معروف، کوس کے انداز میں۔

قیس (زبر کے ساتھ): کیش☆[3] (یائے مجہول سے) کا معرب جو بحر عمان میں ایک جزیرہ ہے۔

برجیس (زیر کے ساتھ): برجیس☆[4] (زبر کے ساتھ) کا معرب، کیونکہ فعلیل (زبر کے ساتھ) عربی میں نہیں آتا۔

دبوس (بے پر تشدید کے ساتھ): دبوس (بے کی تخفیف سے) کا معرب بمعنی گرز۔

قابوس: کاووس☆[5] کا معرب۔

تفلیس (زبر کے ساتھ اور زیر کے ساتھ بھی کہا گیا ہے): تپلیس (زبر کے ساتھ) کا معرب۔ یہ گرجستان☆[6] کا مشہور شہر ہے جو نوشابہ کا آباد کیا ہوا ہے۔ زبر اور زیر کے اختلاف کا سبب یہ ہے کہ فارسی کے اصل لفظ میں تے پر زیر ہے۔ کیونکہ تفعیل (کا وزن) عربی زبان میں بہت آتا ہے، اس لیے اس لفظ کو تفعیل پر قیاس کر کے تے کو زائد سمجھ لیا گیا اور اصل کی زیر کو زبر سے بدل دیا گیا۔ جب کہ بعض لوگ اس کو فعلیل پر قیاس کرتے ہوئے تے کو اصلی کہتے ہیں اور زیر کو بحال رکھتے ہیں۔ صاحب قاموس نے ایک جگہ اس زیر کو عوام سے منسوب کیا ہے اور دوسری جگہ زیر کو درست بھی سمجھا ہے۔

طمیس (پیش کے ساتھ اور میم پر زبر): تمیشہ☆[7] کا معرب۔ یہ مازندران میں ایک جنگل ہے جو ایرانی بادشاہوں کی شکار گاہ تھا۔ اس وجہ سے اس میں بہت سی

عمارتیں تعمیر ہوئیں اور شہر کہلانے لگا۔

بادغیس: بادخیز[1] کا معرب۔ یہ ہرات کے کچھ گاؤں ہیں۔

ریباس:[2] ریواج کا معرب۔

جاورس: گاورس[3] کا معرب۔

قسیس (قاف پر زیر اور پہلے سین پر تشدید): کشیش[4] کا معرب۔

جاموس: گاومیش[5] کا معرب یا گامیش کا جو گاومیش کا مخفف ہے۔

طوس:[6] توس کا معرب اور یہ خراسان کا مشہور شہر ہے جس کی بنیاد توس بن توذر نے رکھی تھی اور بعد میں آنے والے ایرانی، فارسی کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے، اس لفظ کو دونوں معنی (یعنی شہر کا نام اور اس کے بانی کا نام) میں "حطی" کی طوئے سے لکھتے ہیں، اس مشابہت کی وجہ سے جو تے، یے، بے اور نون میں ہے اور اکثر الفاظ کو، جن میں شبہہ کا امکان ہوتا ہے، اسی طرح لکھا جاتا ہے جیسے غلطیدن، طپیدن، طپانچہ اور اس طرح کے دوسرے الفاظ کو شبہہ دور کرنے کی خاطر (حطی کی) طوئے سے لکھتے ہیں حالانکہ وہ (قرشت کی) تے سے ہیں۔

طبس (طوئے اور بے پر زبر): طبس کا معرب جو خراسان میں مشہور شہر ہے۔[7]

طبرس (طوئے اور بے پر زبر): تبرس کا معرب۔ یہ کاشان اور اصفہان کے درمیان ایک پڑاؤ ہے جس کا اب کوئی نشان باقی نہیں ہے۔

فارس (رے پر زیر کے ساتھ): پارس (رے ساکن) کا معرب۔

فیثاغورس: پیثا گورس (واو معدولہ یعنی بے آواز یا خاموش واو کے ساتھ) کا معرب۔

جالینوس: گالینوس (خاموش واو کے ساتھ) کا معرب اور اسے غالینوس بھی کہتے ہیں۔

مغناطیس: مگناتیس کا معرب جو یونانی ہے اور چونکہ یونان کی زبان میں الف

اور یے کا تلفظ نہیں کیا جاتا اس لیے عرب کبھی تو ان دونوں حرفوں کو ادا کرتے ہوئے مغناطیس معرب بناتے ہیں اور کبھی دونوں کو حذف کرکے مغنطس معرب بولتے ہیں اور کبھی پہلے (حرف یعنی الف) کو حذف کرکے مغنطیس کہہ دیتے ہیں لیکن دوسرے (حرف یعنی یے) کو حذف نہیں کرتے کیونکہ مغناطس کا صیغہ عربی زبان میں نہیں آتا۔

ماس: الماس کا معرب۔

قومس☆[1] (پیش کے ساتھ): کومش کا معرب اور یہ ایک امارت ہے جس میں دامغان اور سمنان شامل ہیں۔

کندس☆[2] (کاف اور دال پر پیش): کندشہ کا معرب۔ یہ ایک بوٹی کی جڑ ہے جس سے چھینکیں آتی ہیں، جیسا کہ "اختیارات" میں ہے۔

ش

خش (پیش کے ساتھ اور شین پر تشدید): خوش کا معرب جیسا کہ "قاموس" میں ہے۔

مرزنجوش: مرزنگوش☆[3] کا معرب۔

مرذوش (زبر کے ساتھ): مردہ گوش کا معرب جو مرزنگوش کا مترادف ہے (یعنی دونوں ہم معنی ہیں) اور یہ ریحان کی ایک قسم ہے جو خوشبودار ہے۔ دوسرے لفظ (مرزنگوش) کے بارے میں خیال ہے کہ اس کی میم پر پیش ہوگا لیکن (معرب پر) زبر اس لیے دیا گیا کہ یہ وزن عربی زبان میں عام ہے۔

شاش:☆[4] چاچ کا معرب۔ یہ ایک شہر ہے جسے آج کل تاشکند کہتے ہیں۔

برخاش (زیر کے ساتھ): پرخاش کا معرب، کیونکہ فعلال غیر مضاعف زبر کے ساتھ عربی میں نہیں آتا۔

قفش: کفش☆[5] کا معرب۔

فنجوش: پنج نوش کا معرب۔ یہ ایک معجون ہے جو پانچ اجزا ملانے☆[6] سے بنتی

ہے اور دل کی تقویت کے لیے تیار کی جاتی ہے۔

ص

بلوص: بلوچ کا معرب۔ یہ ایک گروہ (قبیلہ) ہے جو ملک سندھ اور قندھار کے اطراف میں رہتا ہے۔

شص (زیر کے ساتھ اور صاد پر تشدید): شست[1] کا معرب۔

تخریص (زیر کے ساتھ): تیریز[2] کا معرب اور دخریص بھی کہا گیا ہے۔

خرص (زیر کے ساتھ)۔ قاموس میں کہا گیا ہے: اور شاید یہ خرس[3] کا معرب ہے۔

جص (زبر کے ساتھ اور صاد پر تشدید): گچ[4] کا معرب۔

ط

زط (پیش کے ساتھ اور طوئے پر تشدید): جت[5] [زبر کے ساتھ] کا معرب، اور یہ ایک قوم ہے جو ملک سندھ کے علاقوں میں رہتی ہے۔

بربط:[6] بربت کا معرب، جس کے معنی ہیں بطخ کا سینہ کیونکہ دونوں میں مشابہت ہے۔

بط (زبر کے ساتھ اور طوئے پر تشدید): بت [زبر کے ساتھ] کا معرب۔

نفط (زبر کے ساتھ، اور یہاں زیر زیادہ صحیح ہے): نفت[7] (زبر کے ساتھ) کا معرب۔

ع

سقرقع (سین اور قاف پر پیش): سکرکہ کا معرب، اور یہ حبشہ کی زبان میں چینہ (کنگنی) کی شراب کو کہتے ہیں۔

ف

شاروف: جاروب[1] کا معرب۔

جزاف (پیش[2] کے ساتھ): گزاف[3] کا معرب اور عرب تعریب کے ساتھ اس سے مصدر اور افعال اخذ کرتے ہیں جیسے جازف، یجازف، مجازفہ اور جزافا (زیر کے ساتھ)۔

شجرف: شنگرف کا معرب۔ اور شجرف زاملی سیندر کو کہتے ہیں [جو ہندی لفظ سیندور کا مخفف ہے]۔

نسف (پہلے دو حرفوں پر زبر): نخشب[4] کا معرب۔

ق

نبق (زبر کے ساتھ): نبغہ[5] کا معرب۔

زخشوق (پہلے دو حرفوں پر زبر اور خے ساکن): تخ چکوک[6] کا معرب جو ایک بوٹی ہے۔

جرموق (پیش کے ساتھ): سرموزہ[7] کا معرب۔

جروہق (پیش کے ساتھ): کروہہ[8] کا معرب یعنی گلول۔

غوزق (پیش کے ساتھ): غوزہ کا معرب۔

جوزق (زبر کے ساتھ): گوزہ (یعنی غوزہ) کا معرب جیسے کپاس کا ڈوڈا یا پوست کا ڈوڈا۔

جلاہق (پیش کے ساتھ): جلاہہ کا معرب اور یہ دراصل سوت کا گولہ ہوتا ہے اور مجازاً جولاہے کو کہتے ہیں۔

فالوذق: پالودہ[9] کا معرب۔

رستاق (پیش کے ساتھ): روستا[10] کا معرب۔

ابریق (زیر کے ساتھ): آبری کا معرب، جو آبریز[1] کا مخفف ہے۔

بورق: بورہ کا معرب، جسے ہندی میں سہاگہ[2] کہتے ہیں۔ اس کی ایک قسم بورۂ ارمنی ہے جسے عربی میں ظرون[3] کہا جاتا ہے۔

بیہق (زیر کے ساتھ): بیہہ کا معرب جو ایک مقام اور مشہور علاقہ[4] ہے جیسا کہ "تاریخ بیہق" میں آتا ہے۔

بشبق (دونوں بے پر زبر اور نقطہ دار شین ساکن): بشبہ کا معرب اور یہ مرو کا ایک گاؤں ہے جیسا کہ "الانساب" میں آتا ہے اور "قاموس" کے مولف نے "بشبہ" تو دیا ہے، اسے چاہیے تھا کہ اس کے معرب بشبق کا بھی ذکر کرتا۔

خرق (پہلے دو حرفوں پر زبر): خرہ[5] کا معرب۔ یہ بھی مرو کا ایک گاؤں ہے۔

جوسق (جیم اور بے نقطہ سین پر زبر): کوشک[6] کا معرب۔

خیوق (زیر کے ساتھ اور واو پر زبر): خیوہ[7] کا معرب۔ یہ خوارزم کا ایک قصبہ ہے۔ شیخ نجم الدین کبریٰ[8] اسی جگہ کے تھے۔

سرق (زبر کے ساتھ): سرک[9] کا معرب۔ یہ ایک مفید سبزی ہے۔

زنبق: زنبہ کا معرب، جو ایک مشہور پھول[10] ہے۔

دلق (پہلے دو حرفوں پر زبر): دلہ کا معرب جو لومڑی کو کہتے ہیں۔

دمسق (زیر کے ساتھ اور بے نقطہ سین پر زبر): دمسہ کا معرب اور یہ ابریشم کی قسم ہے۔

زرق (پیش کے ساتھ اور رے پر زبر و تشدید): زرہ [رے پر تشدید سے] جرہ[11] کا ہم معنی ہے۔

طابق: تاوہ یا تابہ[12] کا معرب۔

لقانق (پیش کے ساتھ اور نون پر زیر): لکانہ[13] (زبر کے ساتھ) کا معرب اور یہ موٹی آنت کو کہتے ہیں۔

رزدق اور رستق: رستہ کا معرب۔ "المغرب" میں ہے: "رزدق، [یعنی صف۔" اور "الواقعات" میں: "تانبے کے برتن بنانے اور بیچنے والوں کا راستہ" [یعنی کسیرا بازار] حوالہ ختم۔ اور ظاہر ہے کہ پہلا (یعنی رزدق) رزدہ کا معرب ہے جو رستہ کا ہم معنی ہے۔

منجنیق (زبر یا زیر کے ساتھ): منجنیک[1] کا معرب۔

جوالق (پیش کے ساتھ اور لام پر زیر): جوال[2] کا معرب۔ جوالق (زبر کے ساتھ اور لام پر زیر) اس کی جمع ہے۔

دانق: دانگ[3] کا معرب۔

قرطق: کرتہ کا معرب۔

یلمق: یلمہ[4] کا معرب۔

قربق: کربہ کا معرب جو کلبہ[5] کا ہم معنی ہے۔

دیزق (زبر کے ساتھ): دیزہ کا معرب یعنی کالا (گھوڑا)۔[6]

باذق (نقطہ والے ذال پر زبر): بادہ کا معرب۔

بیذق (زبر کے ساتھ): پیادہ کا معرب۔

طربق (زبر کے ساتھ): ترپہ کا معرب یعنی ترف[7] جسے ترکی زبان میں قراقروت کہتے ہیں۔

دورق (زبر کے ساتھ): دورہ کا معرب یعنی دستہ والا گھڑا۔ اور فارسی کی فرہنگوں اور شعروں سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے پیالے کے معنوں میں ہے۔ امیر خسرو کہتے ہیں:

اے ساقی شراب دے کہ آج مجھے دیوانگی کی خواہش ہے۔ میرا پیالہ بھر دے کیونکہ میری موت پیمانہ خالی رہنے کی وجہ سے ہے۔[8]

اور سوزنی[9] کا کہنا ہے کہ:

اس دورے جیسے کانوں اور مٹکے جیسے سر والے شراب فروش چور نے عرق

انگور کے ہر گھڑے سے دس دس پیالے پی ڈالے۔

اور اسی کا شعر ہے:

ایک گدھا جس کا سر مٹکا سا، کان دورے جیسے اور پہلو گھڑے کی مانند ہیں۔

اس کی پیٹھ ماٹ کی سی، گردن کوزے جیسی اور گلا قیف کی طرح ہے۔

لیکن مولف قاموس نے دورق کی تعریب کا کوئی شعر نہیں دیا۔

اس لیے ممکن ہے کہ دورق، دورہ کا معرب نہ ہو بلکہ مٹکے کے معنی میں عربی ہی کا لفظ ہو۔☆[1] اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

زیبق (زیر کے ساتھ): ژیوہ کا معرب جو مترادف ہے جیوہ یعنی پارہ کا۔

برق (پہلے دو حرفوں پر زبر): برہ☆[2] کا معرب۔

باشق (شین پر زبر یا زیر کے ساتھ): باشہ☆[3] کا معرب۔

خردق (زیر کے ساتھ): خوردہ کا معرب یعنی شوربا۔ صاحب قاموس نے اسے معرب کہا ہے لیکن تعیین نہیں کیا۔☆[4]

فستق (پیش کے ساتھ): پستہ کا معرب۔

بیہق (زبر کے ساتھ): بیہک کا معرب، جیسا کہ کہا گیا ہے۔ لیکن تاریخ بیہق میں بیہہ کا معرب بتایا گیا ہے، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔

ابلق: ابلک☆[5] کا معرب۔

راوق (واو پر زبر کے ساتھ): راوک☆[6] کا معرب۔ اور قاموس میں ہے:

"راووق: شراب صافی یا وہ شفاف برتن جس میں مصفا شراب انڈیلی جائے، بالفاظ دیگر (کانچ کی) صراحی۔" حوالہ ختم۔

پس معلوم ہوا کہ عربی راووق ہے، راوق نہیں۔ لیکن صاحب قاموس نے تعریب کی صراحت نہیں کی۔ حقیقت یہ ہے کہ راوک کا معرب راووق ہے جیسے ہاون کا معرب حاوون کیونکہ ایسا فاعل جس کے عین پر زبر ہو عربی زبان میں نایاب ہے۔ اور جو راوق ہے وہ راوک کا معرب نہیں ہے بلکہ مغیر ہے۔ اور بظاہر ابلق بھی عربی ہے اور

ابلک اس کا مغیر ہے۔ اسی طرح بہک، بہق کا مغیر ہے، نہ یہ کہ بہق اور ابلق معرب ہیں۔

اُشق (پیش کے ساتھ اور شین پر زبر و تشدید): اشہ (پیش کے ساتھ اور شین پر زبر اور تشدید یا تخفیف) کا معرب۔ اور یہ ایک گوند ہے جیسا کہ "ارج" میں ذکر ہوا۔

قاق: کاک کا معرب۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ "قاق" عربی نہیں ہے اور فارسی بولنے والے، جو مخرج سے حرف ادا کرنا چاہتے ہیں، کاک کو قاق کہتے ہیں۔[1☆]

سذق (سین اور نقطہ والی ذال پر زبر): سدہ کا معرب اور یہ مغوں کے جشن کا دن ہے۔[2☆]

فرانق[3☆] (پیش کے ساتھ اور نون پر زیر): پروانک کا معرب جو پروانہ[4☆] کا مترادف ہے۔ یہ ایک جانور ہے جو شیر کے آگے آگے چلتا اور شور مچاتا جاتا ہے تاکہ سب کو پتا چل جائے کہ شیر آرہا ہے۔[5☆]

شوبق (شین پر پیش اور ایک نقطہ والی بے پر زبر): چوبہ کا معرب، جس سے روئی کو پھیلاتے (بیلتے) ہیں۔ یہ "سوبج" کا مترادف ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

استبرق:[6☆] استبرہ کا معرب جیسا کہ "نفائس" میں آیا ہے اور "قاموس" میں کہا گیا ہے کہ یہ موٹا ریشمی کپڑا (دیبائے دبیز) ہے اور "استروہ" کا معرب ہے۔

شافق: شافہ[7☆] کا معرب۔

ابزق، افزق اور اوزق (تینوں افعل کے وزن پر): آب زہ، آف زہ اور آوزہ کے معرب۔ یہ آف اور آو، آب (پانی) کے مترادف ہیں اور زہ (زے پر زبر) کے معنی بوندا باندی کے ہیں اور اس کے ترکیبی معنی ہیں، وہ زمین جس سے تھوڑا تھوڑا پانی پھوٹتا یا ٹپکتا ہو۔ پہلے دو لفظ (یعنی ابزق اور افزق) حنفی فقہ کی کتابوں میں ملتے ہیں لیکن بعض میں نقطہ والی ذال سے درج ہیں اور بعض میں نقطہ والی زے سے۔ البتہ دوسرا لفظ، تعریب کے قاعدے سے، جو مقدمہ میں بیان ہوا ہے، زیادہ قریب ہے۔ اور

تیسرا لفظ (یعنی اوزق) اگرچہ کسی کتاب میں نہیں ملا لیکن اس کی جمع "اوازق" ملتی ہے:

"انھوں نے کہا، وہ چھوٹی نہر جس کا پانی جاری رہے اور کناروں یا اوازق (رستے والی جگہوں) سے باہر نہ نکلے۔" اور "المغرب" میں ہے:

"الاوازق، اوازہ کا معرب، اور یہ زمین کا وہ حصہ ہے جہاں سیلاب وغیرہ کا پانی جمع ہوجائے اور اسی لیے انھوں نے چھوٹی نہر کہا ہے...الخ۔"

اور یہ بات غور طلب ہے کیونکہ "اوزہ" ان معنوں میں فارسی لغت کی کتابوں میں نہیں پایا جاتا۔ ادھر لفظ "مفاوز" کے استعمال کا بھی یہ تقاضا ہے کہ "اوازق" جمع ہوگا واحد نہیں۔

خندق (زبر کے ساتھ): کندہ☆[1] کا معرب۔

طاق: تاک کا معرب یعنی گھر کی محراب اور "تا" کا معرب یعنی جفت (جوڑا) کا متضاد۔

زمق: نرمہ کا معرب یعنی نرم و نازک۔

زرنیق (زیر کے ساتھ): زرنیخ (زبر کے ساتھ) کا معرب۔☆[2]

دمق (پہلے دو حرفوں پر زبر): دمہ کا معرب یعنی ہوا اور برف۔☆[3]

زندیق (زیر کے ساتھ): زندی (زبر کے ساتھ) کا معرب۔ کیونکہ مقدمہ میں درج کردہ قاعدے کی رو سے آخر میں تعریب کا قاف بڑھا دیا گیا ہے لیکن فعلیل (زبر کے ساتھ) عربی زبان میں نہیں آتا۔ اس لیے زے پر زیر لگایا گیا ہے۔ اور "قاموس" میں آیا ہے: "زن دین" کا معرب یعنی عورتوں کا دین۔☆[4]

دیسق (زبر کے ساتھ)، چاندی کا خوان جس پر کھانا پیش کیا جاتا ہے اور "صحاح" کے مولف نے کہا ہے کہ یہ معرب ہے اور صاحب قاموس نے "طشت خوان" کا معرب بتایا ہے لیکن اس میں تامل ہے۔

ک

کعک: کاک کا معرب یعنی پھلکا (ہلکی روٹی)۔[☆1]

نیزک (زبر کے ساتھ): نیزک کا معرب، نیازک جمع ہے اور قاموس میں ہے: "النیزک، چھوٹا نیزہ۔" اور "سامی" میں آتا ہے "النیزک معرب۔"

حسک (بے نقطہ ح سے): خسک کا معرب جسے خار خسک کہتے ہیں اور ہندی میں گوکھرو کہا جاتا ہے اور اس سے مشابہ لوہے کے تین پہلو والے کانٹے بنائے جاتے ہیں[☆2] اور انھیں میدان جنگ میں بکھیر دیا جاتا ہے تاکہ دشمن کے پیدل اور سوار زخمی ہو جائیں۔ ان کو بھی مشابہت کی وجہ سے گوکھرو (خسک) کہا جاتا ہے۔

طبرک (پہلے دو حرفوں پر زبر): تبرک (یک نقطہ بے ساکن) کا معرب جو عام طور پر قلعہ کو اور خاص طور پر اصفہان کے قلعہ کو کہتے ہیں۔

فلنج مشک اور فرنج مشک: پلنگ مشک کا معرب۔ یہ ایک خوشبودار بوٹی[☆3] ہے جس کا رنگ چیتے کی طرح (داغدار) اور بو مشک جیسی ہوتی ہے۔

ل

فوفل: پوپل[☆4] کا معرب۔

فیل: پیل کا معرب۔

قرنفل: کرن پھول کا معرب جو ہندی لفظ ہے۔ یہ مرکب ہے "کرن" بمعنی کان اور "پھول" بمعنی گل سے۔ کیونکہ ہندوستان میں عورتیں اکثر اسے کان کے چھید میں ڈال لیتی ہیں تاکہ رچھ نہ جائے، اس لیے اس نام سے موسوم ہوا۔

غربال (زیر کے ساتھ): غربال[☆5] (زبر کے ساتھ) کا معرب۔

سمندل: سمندر کا معرب۔ قاموس کے مولف نے "ر" کے باب میں کہا ہے کہ سمندر یا سمیدر ایک جانور (چوپایہ) ہے اور "ل" کے باب میں کہتا ہے کہ سمندل

ہندوستان میں ایک پرندہ ہے جو آگ میں نہیں جلتا۔ اور یہ محل نظر ہے کیونکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور یہ چوہے جیسا ایک جانور ہے جس کی کھال سے رومال بناتے ہیں۔ جب یہ رومال میلا ہو جاتا ہے تو اسے آگ میں ڈال کر صاف کر لیتے ہیں۔

زندفیل: زندہ پیل کا معرب یعنی بڑا ہاتھی۔

دل (زبر کے ساتھ اور لام پر تشدید): دل کا معرب۔

زنجبیل:☆[1] زنگویر کا معرب۔

قندیل (زیر کے ساتھ): کندیل (زبر سے) کا معرب۔

نارجیل:☆[2] نارگیل کا معرب۔

سجیل: سنگ گل☆[3] کا معرب۔ دونوں فارسی کاف (یعنی گاف) کو جیم سے بدلا۔ پھر پہلے جیم کو ساکن کر کے دوسرے کو اس میں مدغم (شامل) کر دیا۔ بعد ازاں دو ساکن حرفوں کو ملانے کا عمل ہوا یعنی نون اور پہلے جیم کو حذف کر دیا۔ اب کیونکہ فعلیل (ف پر زبر کے ساتھ) عربی زبان میں نہیں آتا، اس لیے سین پر زیر لگا دیا۔

جل (پیش کے ساتھ اور لام پر تشدید): گل [پیش سے] کا معرب۔

زنبیل (زیر کے ساتھ): زنبیل☆[4] (زبر کے ساتھ) کا معرب۔

دبیل☆[5] (دال پر زبر اور یک نقطہ بے پر پیش): دیول (دال پر زیر، یے مجہول اور واو پر پیش)۔ یہ پرانے زمانے میں ایک شہر تھا لاہوری☆[6] بندر کے نزدیک جواب اجڑ چکا ہے۔ یہاں علمائے حدیث ہوئے ہیں جیسا کہ قاموس میں ذکر آیا ہے۔☆[7]

لعل: لال کا معرب۔ یہ عام طور پر ہر سرخ چیز کو کہتے ہیں اور خاص طور پر سرخ رنگ کے قیمتی جواہرات کو۔

اطریفل: ترپھل کا معرب۔ یہ ہندی لفظ ہے جس کے معنی ہیں تین پھل☆[8] اور بہتر یہ ہے کہ "تری پھل" کہیں کیونکہ "تری" کے معنی تین ہوتے ہیں اور یہ معرب سے قریب بھی ہے جس طرح طرابلس معرب ہے تری بلس کا یعنی تین

شہر اس لیے کہ یونانی میں بھی تری کے معنی تین ہیں۔

قلقل: چلیل☆[1] کا معرب۔

انجیل☆[2] (زیر کے ساتھ): انگیلون کا معرب جو انگلیون کا مقلوب یا عکس ہے۔ پھر واو اور نون کو حذف کرنے سے "انگیلی" رہ گیا۔ پھر فارسی کاف (یعنی گاف) کو جیم سے بدلا اور الف پر زیر دے دیا کیونکہ افعیل (الف پر زبر کے ساتھ) عربی زبان میں نہیں آتا۔

م

قم☆[3] (پیش اور میم پر تشدید): کم کا معرب جسے کمب بھی کہتے ہیں اور یہ مشہور شہر ہے۔

قم (زبر سے اور قاف پر تشدید): کم☆[4] کا معرب۔

ابریسم (زیر کے ساتھ اور سین پر زبر): ابریشم☆[5] کا معرب۔

ہندام (زیر کے ساتھ): اندام یا ہندام (زبر کے ساتھ) کا معرب اور یہ (دوسرا) بہتر ہے جیسا کہ مقدمہ میں بیان ہوا اور اس سے مہندم اخذ ہوا ہے جس کے معنی ہیں اندام دار یعنی جسم رکھنے والا۔

المرہم☆[6] جو زخم پر باندھتے ہیں۔ یہ "صراح" کے بیان کی رو سے معرب ہے۔

صنم: شمن کا معرب، بقول "قاموس"۔ اور یہ غلط ہے کیونکہ شمن، بت پرست ہے نہ کہ بت اور صنم کا معرب ہونا بھی محل نظر ہے۔

ساسم: شیشم کا معرب جو ہندوستان میں ایک مشہور درخت ہوتا ہے۔

سلجم: سلغم کا معرب جو شلغم کا مترادف ہے اور نقطہ والی شین سے بھی آیا ہے۔

لجام (زیر کے ساتھ): لگام (زبر کے ساتھ) کا معرب۔

صرم (زبر کے ساتھ): چرم کا معرب۔ صرام بمعنی چرم گر (یعنی چمڑا بنانے والا)۔

برسام (زیر کے ساتھ): برسام[1] (زبر سے) کا معرب۔ کہا گیا ہے برسم (پیش کے ساتھ اور سین پر زبر) اور اسی سے ہے مبرسم (پیش کے ساتھ اور سین پر زبر)۔

خشنام (پیش کے ساتھ)، ایک نام ہے: خوشؔ نام کا معرب، مطابق قاموس۔

درهم [پہلے حرف پر زیر اور تیسرے پر زبر]: درم کا معرب۔

ن

صولجان: چوگان یا چولگان[2] کا معرب۔

صرمجان[3] (صاد اور میم پر زبر): چرمگان کا معرب، اور یہ ایک شہر ہے۔

قزوین: کژوین کا معرب اور اس کے ترکیبی معنی "کج را بہین"[4] کے ہیں اور قزوین شہر کے نام کا یہ سبب "تاریخ گزیدہ" میں بیان ہوا ہے۔[5]

جردبان[6] (زبر کے ساتھ): گردہ بان کا معرب یعنی روٹیوں کا محافظ، جیسا کہ قاموس میں ہے۔

جلسان (پیش کے ساتھ اور لام پر زبر و تشدید): گلشن کا معرب۔

دکان (تشدید کے ساتھ): دکان (تخفیف کے ساتھ) کا معرب۔

باذنجان (نقطہ والی ذال پر زبر): بادنگان[7] کا معرب۔

هنزمن (جیسے جردحل)، جماعت: هنجمن اور انجمن کا معرب، لوگوں کا مجمع جیسا کہ قاموس میں آیا ہے اور اس کی تحقیق اور تفصیل مقدمہ میں گزر چکی ہے۔

فقدان (پہلے دو حرفوں پر زبر)، عطار کا صندوقچہ یا تھیلا۔ معرب ہے، مطابق "صحاح"۔

سمنجان (پہلے دو حرفوں پر زبر): سمنگان[8] کا معرب، اور یہ ایک شہر ہے۔

لخشان (زبر کے ساتھ اور نون پر زیر): آخشان (مد کے ساتھ) کا معرب۔ یہ مرو کا ایک گاؤں[☆1] ہے۔

ترجمان: ترزبان کا معرب جسے "کلمہ چی"[☆2] بھی کہتے ہیں۔ اس کی جمع تراجمہ ہے۔ اس کے بعد اس سے مصدر، افعال اور اسما اخذ کیے گئے ہیں جیسے ترجم، یترجم، ترجمۃ اور پھر مترجم۔

جربان (پیش کے ساتھ): گریبان کا معرب۔

قاسان: کاسان کا معرب جو ترکستان[☆3] میں ایک شہر ہے۔

قاشان: کاشان[☆4] کا معرب۔

اصفاہان[☆5] اور اصبہان: اسپاہان اور اسپہان کے معرب۔

روشن (زبر کے ساتھ): روزن[☆6] (پیش کے ساتھ) کا معرب۔

روزن (زبر کے ساتھ): یہ بھی روزن[☆7] (پیش سے) کا معرب ہے۔ روازن جمع ہے جیسا کہ "المغرب" میں دیا گیا ہے۔

جشون (جیم پر اور نقطوں والے شین پر پیش): ماہ گون[☆8] کا معرب۔

طخارستان (پیش کے ساتھ): تخوارستان کا معرب۔ یہ کابل اور بلخ کے درمیان مشہور علاقہ ہے[☆9] اور تخوار[☆10] اس ملک کے حاکم کا نام تھا۔

دیدبان (دونوں دال پر زبر): دیدبان[☆11] کا معرب۔

الدربان (اور اس پر زیر دی گئی ہے) بمعنی البواب،[☆12] فارسی ہے جیسا کہ قاموس میں کہا گیا ہے۔ دربنہ، اس کی جمع ہے۔

نیجان[☆13] (زیر کے ساتھ): پنگان کا معرب۔

کشخان (زبر یا زیر کے ساتھ): کشخان (زبر سے) کا معرب یعنی بھڑوا۔ بعض لوگ نون کو اصلی قرار دیتے اور اس کا وزن فعلال بتاتے ہیں۔ اب کیونکہ فعلال غیر مضاعف میں پہلے حرف پر زبر نہیں آتا اس لیے اس کی جگہ زیر لگا دیتے ہیں۔ اور بعض نون کو زائد جانتے ہوئے اس کا وزن فعلان سمجھتے ہیں اور یہ لوگ زبر کو تبدیل

[نہیں؟][۱] کرتے ہیں۔

آذین: یہ آئین☆[۲] کا معرب ہے جسے فارسی میں خوازہ☆[۳] بھی کہتے ہیں جیسا کہ "المغرب" میں آیا ہے۔

قطران (زبر کے ساتھ اور طوئے پر زبر): کتیران☆[۴] کا معرب (یے کو حذف کر کے)۔

سرقین اور سرجین (زیر کے ساتھ): سرگین☆[۵] کا معرب۔

طیلسان☆[۶] (طوئے اور لام پر زبر): تالشان (امالہ اور لام پر زیر) کا معرب، جو تالش نامی قوم☆[۷] کا مروجہ لباس تھا۔ الف اور نون نسبت کا ہے۔ عربوں نے اس لفظ سے ایرانیت دور کرنے کی غرض سے تے کو طوئے سے بدل دیا اور طوئے و لام پر زبر لگا دیا کیونکہ (وزن) "فیعلان" عربی زبان میں بہت ملتا ہے۔

فارقین: پارکین☆[۸] کا معرب۔

فرجین (زیر کے ساتھ): پرچین☆[۹] کا معرب۔

زرفین (زیر کے ساتھ): زرفی☆[۱۰] کا معرب یعنی دروازے کی زنجیر۔

فرزان (زیر کے ساتھ): فرزین☆[۱۱] (زبر سے) کا معرب۔

طرازوان (زیر کے ساتھ): ترازو دان کا معرب یعنی ترازو کا غلاف۔

جرجان☆[۱۲] (پیش کے ساتھ): گرگان کا معرب۔

طبرستان:☆[۱۳] تبرستان کا معرب۔

فیجن: پیکن کا معرب جو پیغن کا مترادف ہے۔ اس کے معنی سداب☆[۱۴] جو مشہور بوٹی ہے۔

طہران:☆[۱۵] تہران کا معرب۔

طبران:☆[۱۶] تبران کا معرب۔

قہرمان:☆[۱۷] کہرمان کا معرب۔

مرزبان (زے پر پیش): مرزبان (زے ساکن) کا معرب یعنی سرحد کا

نگہبان۔

جوشقان (جیم اور شین پر زبر): کوشکان[1] (کاف پر پیش اور شین ساکن) کا معرب۔

صغانیان:[2] چغانیان کا معرب۔

ارجوان (پیش کے ساتھ): ارگوان کا معرب جو ارغوان[3] کا مترادف ہے۔

طیسفون (طوئے اور سین پر زبر): تیسپون کا معرب جو شہر مدائن[4] کا نام ہے۔

سجستان[5] (زیر کے ساتھ): سگستان (زبر سے) کا معرب۔ اس کی وجہ تسمیہ "سگاوند" میں درج ہو چکی ہے۔

سکنجبین: سکنگبین[6] کا معرب۔

ترنجبین: ترنگبین[7] کا معرب۔

جلنجبین: گلنگبین[8] کا معرب۔

خیزران (زبر کے ساتھ اور زے پر پیش): خیزران[9] (زے ساکن) کا معرب۔

قیروان[10] (قاف پر زبر اور بے نقطہ رے پر پیش): کاروان کا معرب بذریعہ امالہ۔ یہ مغرب (یعنی شمالی افریقہ) کے ایک شہر کا نام ہے کیونکہ اس مقام پر قافلے پڑاؤ ڈالتے تھے۔

اذربیجان[11] (عندلیبان کے وزن پر): آذربایگان کا معرب۔

صین: چین کا معرب۔

مہرجان (زبر کے ساتھ): مہرگان[12] کا معرب۔

طاجن (جیم پر زیر) اور طیجن (حیدر کے وزن پر) یعنی توا یا کڑاہی جس پر کوئی چیز پکائی جاتی ہے۔ قاموس کے مولف نے لکھا ہے کہ دونوں معرب ہیں لیکن یہ

نہیں بتایا کہ ان کی اصل کیا ہے۔

شاہین، شکاری پرندہ یا ترازو کا عمود۔[1] "المغرب" کے مطابق معرب ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ اس کی فارسی اصل کیا ہے۔ بظاہر یہ اس قسم کے الفاظ میں سے ہے جو جوں کے توں، بغیر کسی تبدیلی کے، عربی میں منتقل ہوگئے ہیں۔ البتہ فرق ہے تو احکام میں جیسے الف و لام[2] اور انصراف یا عدم انصراف۔[3] لیکن جو لفظ شاہین، کیمیا،[4] اور احیاء[5] نیز شافعی فقہ کی کتابوں میں آیا ہے، اس کے معنی بانسری کے ہیں، جسے گڈریے اور دربان[6] بجاتے ہیں اور ان معنوں میں بھی معرب ہے۔

کازرون[7] (زے پر زبر کے ساتھ): گازرون (زے ساکن) کا معرب، کیونکہ دو ساکن حروف کا یک جا ہونا فارسی میں جائز ہے اور عربی میں نہیں۔

قبان (قاف پر زبر اور بے پر تشدید): کپان[8] (زبر کے ساتھ اور پے پر تخفیف یا تشدید) کا معرب۔

قرسطون (قاف اور رے پر زبر اور سین ساکن): کرستون کا معرب اور یہ بھی ایک بڑی ترازو یا تک ہے۔

ارزن: ارژن کا معرب جسے ارجن بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک مشہور [درخت کی] لکڑی ہے جس سے عصا بناتے ہیں اور "دشت ارژن" کا نام اس لیے رکھا گیا کہ اس میں ارژن کے درخت کثرت سے ہیں۔

مزدقان[9] (زبر کے ساتھ): مژدکان کا معرب۔ یہ مشہور شہر ہے جس کی بنیاد مژدک نے رکھی تھی۔

افیون: اپیون کا معرب۔

و

جو[10] (زبر کے ساتھ اور واو پر تشدید): گو (زبر سے) کا معرب۔

ہ

ابرقوہ:[☆۱] ابرکوہ کا معرب۔ یہ ایک مشہور شہر ہے جو پہاڑ کے پہلو میں واقع ہے۔

قیدافہ (زبر کے ساتھ): کیدپا کا معرب، جو نوشابہ[☆۲] کے نام سے مشہور ہے۔

انقرہ (الف اور قاف پر زیر کے ساتھ): انگوریہ کا معرب۔ یہ روم[☆۳] کا مشہور شہر ہے جسے عموریہ [میم پر تشدید کے ساتھ] بھی کہتے ہیں۔

جرہ (جیم اور رے پر زیر کے ساتھ): گرہ کا معرب، جو کازرون کے مضافات میں ایک گاؤں ہے۔ کیونکہ لفظ "گرہ"[☆۴] شگون کے اعتبار سے اچھا نہیں ہے، اس لیے وہاں کے لوگ اسے "گشاد"[☆۵] کہتے اور اصل نام سے الٹ بیان کرتے ہیں۔

سیبویہ: سیبویہ کا معرب۔ اس لیے کہ اس کے رخسار سیب کی طرح سرخ تھے۔ اور اسی طرح

مسکویہ: مشکویہ کا معرب، کیونکہ وہ خوش اخلاق تھا۔ اور اسی طرح

راہویہ: راہویہ کا معرب، اس وجہ سے کہ وہ راستے میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ایرانی "ویہ" (واو ساکن، یے پر زبر اور ہائے مختفی) بطور نسبت الفاظ کے آخر میں بڑھا دیتے ہیں جیسے ماہویہ، شاہویہ، شیرویہ اور نامویہ۔ اور کبھی واو ساکن پر اکتفا کرتے ہوئے باقی کو حذف کر دیتے ہیں مثلاً شیرو اور شاہو۔ جب اس قسم کے الفاظ کو معرب بنایا جاتا ہے تو واو پر زبر لگا دیا جاتا ہے اور یے کو ساکن کرکے "ہ" کو نمایاں کر دیتے ہیں جیسے سیبویہ، راہویہ، نفطویہ، مسکویہ، بابویہ اور عمرویہ۔ اس قاعدہ سے ناواقف ہونے کے باعث، قاموس کے مولف نے کہہ دیا کہ سیبویہ کا مطلب "سیب کی خوشبو" ہے۔ گویا اس کے نزدیک اصل میں "سیب بویہ" تھا جس کی ایک بے کو حذف

قرار دینا چاہیے۔ لیکن یہ بات نظیروں اور مثالوں کے خلاف جاتی ہے۔

جنارہ (زیر کے ساتھ): گنارہ کا معرب۔ یہ استرآباد اور جرجان کے درمیان ایک گاؤں ہے۔ اس کے نام کا سبب یہ ہے کہ یہ استرآباد اور جرجان کے بیچ[1] میں واقع ہے۔ یوں سمجھو کہ یہ گاؤں (مسافروں کے) آرام کرنے اور (سفر کا) سامان فراہم کرنے کا مقام[2] اور اس مملکت کی سرحد ہے۔

ی

برنی: برنیک[3] کا معرب، جو کھجور کی ایک قسم ہے۔

دارصینی: دارچینی کا معرب۔

بوصی (پیش کے ساتھ): بوزی (عربی زے یا فارسی ژے سے) کا معرب۔ یہ ایک چھوٹی کشتی ہوتی ہے جسے سندھ کے علاقے میں "بوجی" کہتے ہیں۔

بشتی (پیش کے ساتھ)۔ وہ چیز جس کا سہارا لیا جائے: پشتی کا معرب، جسے عربی میں مسند (میم پر زیر) کہتے ہیں۔

سجزی (زیر کے ساتھ): سگزی (زبر سے) کا معرب۔ اور [یہ "ی"] نسبتی یے نہیں ہے اور بعض کا قول ہے کہ سجستان سے نسبت رکھنے والے کو سجزی کہتے ہیں۔ یوں سجزی دراصل سجستانی ہوا اور یے نسبت کی ہوئی، پر یہ تکلف ہے۔

ختم ہوا رسالہ "المعربات"

حواشی:

صفحہ ۱۳۳

ا۔ اس بارے میں ملاحظہ ہو ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کا مضمون "معرب لفظوں میں حرف ق کی حیثیت" مشمولہ "مقالات صدیقی" (پہلا حصہ)، لکھنؤ ۱۹۸۳ء۔

۲۔ ایسا کلمہ جس کے حروف اصلیہ میں دو حرف ایک جنس کے آئیں مضاعف کہلاتا ہے۔ باقی کلمات غیر مضاعف ہوتے ہیں۔

صفحہ ۱۳۴

ا۔ امالہ کے معنی ہیں میل دینا یا مائل کرنا اور اصطلاح میں زبر کو زیر یا الف کو ے کی طرف مائل کرنے کے عمل کو امالہ کہا جاتا ہے جیسے کتاب سے کتیب یا رکاب سے رکیب بنانا۔

صفحہ ۱۳۵

ا۔ ذال کو عربی زبان کے مخصوص حروف میں شامل کرنا درست نہیں (ح۔ س)۔

۲۔ یہاں سے لے کر آخری فقرے تک مصنف کا بیان راہ راست سے انحراف ہے (ح۔ س)۔

صفحہ ۱۳۶

ا۔ بعض فرہنگوں میں جناغ اور جناق لکھا ہے۔ اس کو جناب (جیم پر پیش) بھی کہتے ہیں جس سے معرب "جناب" بنایا گیا ہے۔ جناغ کسی پرندے بالخصوص مرغ کے سینے کی ہڈی کو کہا جاتا ہے۔ یہ کھیل سے زیادہ ایک شرط ہے جسے پختہ کرنے کے لیے طرفین مرغ کے سینے کی ہڈی بیک وقت تھام کر اسے توڑتے ہیں اور یوں شرط پکی کرتے ہیں۔

۲۔ اسے فارسی میں تیہو بھی کہتے ہیں جس کا معرب طیہوج آتا ہے۔ اس کا ذکر "ج" کے تحت آئے گا۔

۳۔ ایک حلوہ جس میں بادام، پستہ، اخروٹ کے مغز اور تل وغیرہ ڈال کر بنایا جاتا ہے۔

۴۔ تذرو یا تدرو، تیتر کی نسل کا ایک پرندہ ہے جو تکور کے نام سے مشہور ہے۔

۵۔ روناس یا روینا س، ایک درخت ہے جس کی لکڑی سرخ رنگ کی ہوتی ہے اور کپڑے رنگنے کے کام آتی ہے۔ اسے فارسی میں روونک بھی کہتے ہیں۔ عربی میں فوہ اور اردو میں مجیٹھ کہا جاتا ہے۔

۶۔ یہ ایک پہاڑی درخت کی چھال ہوتی ہے۔

۷۔ یعنی بکری وغیرہ کے پائے۔

۸۔ یعنی بت خانہ (فارسی میں سین پر زیر ہے)۔

۹۔ گاف پر زیر کے ساتھ بمعنی بھنور۔

صفحہ ۱۳۷

ا۔ یعنی جراب۔

۲۔ قاریاب زمانۂ وسطیٰ میں صوبہ خراسان کے علاقے جوزجان کا بڑا اہم شہر تھا۔ یہ شبرقان اور طالقان کے درمیان واقع تھا۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں معروف سپہ سالار احنف بن قیس التمیمی نے اسے فتح کیا۔ اس کے کھنڈر شمالی افغانستان کے شہر خیرآباد کے قریب ہیں۔ ایران کے صوبہ فارس میں بھی ایک مقام قاریاب نامی تھا لیکن وہ اتنا اہم نہیں رہا۔

۳۔ مشہور فارسی قصیدہ گو شاعر۔ ۵۹۸ھ میں وفات پائی۔ تبریز کے مقبرۃ الشعرا میں مدفون ہوا۔

۴۔ یاقوت نے "معجم البلدان" میں فیریاب ہی لکھا ہے۔

۵۔ فریاب ایک الگ شہر تھا جو صوبہ کرمان میں واقع تھا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ کسی طغیانی سے برباد ہوگیا۔

۶۔ دریائے جکسس اور دریائے کیکان کے سنگم سے ذرا آگے دریا کے دائیں کنارے پر فاراب کا شہر تھا جو بعد میں اترار یا اطرار کہلانے لگا۔

۷۔ مشہور مسلمان فلسفی جو ارسطو کی مناسبت سے معلم ثانی کہلاتا ہے۔ ۳۳۹ھ میں دمشق میں وفات پائی۔

۸۔ امیر تیمور یہاں سے چین پر حملہ کرنا چاہتا تھا لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور ۸۰۷ھ میں یہیں انتقال کیا۔

۹۔ یعنی بڑا منکا۔

۱۰۔ یہ شمالی ترکستان کے زیادہ سرد علاقے پر مشتمل ہے۔

۱۱۔ اصل مخطوطہ میں پیش کے ساتھ لکھا ہے جو بظاہر غلط ہے کیونکہ "منتخب" میں زیر کے ساتھ دیا گیا ہے لیکن "مخزن الادویہ" (ص ۳۶۸) میں ہے: "سین پر پیش اور دال سے" (ع۔ص)۔ غالباً پیش کے ساتھ زیادہ قرینِ صحت ہے (مظہر)۔

۱۲۔ ہندی میں ساتول ساتری کہتے ہیں۔

۱۳۔ پرتال۔

صفحہ ۱۳۸

۱۔ قفیز ایک سو چوالیس شرعی گز کے برابر ہوتا ہے۔ یہ وزن کا پیمانہ بھی ہے۔

۲۔ ناخدا بمعنی ملاح۔ دراصل "ناوخدا" تھا یعنی کشتی کا مالک۔

۳۔ اس مناسبت سے اسے مدینہ خوارزم اور کبھی مدینہ کا لفظ حذف کرکے محض خوارزم بھی کہا جاتا تھا۔ ۶۱۷ھ میں یہ شہر چنگیز خان کے ہاتھوں برباد ہوا۔ امیر تیمور نے تین ماہ کے محاصرے کے بعد اسے فتح کیا اور مکمل تباہی کے بعد دوبارہ آباد کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کے بعد ازبکوں کے دور میں خیوہ نے اہمیت حاصل کرلی اور اس علاقے کا مرکزی شہر بن گیا۔

۴۔ یعنی ترازو کے باٹ۔

صفحہ ۱۳۹

۱۔ بلاذری نے (فتوح البلدان میں) دھوکے کا ذکر نہیں کیا بلکہ کہا ہے کہ طلحہؓ و زبیرؓ کے آدمیوں نے عبداللہ بن زبیرؓ کی سرکردگی میں "صبح سویرے ان پر حملہ کیا اور انھیں قتل کردیا" (ص ۱۸۱، حصہ دوم)۔

۲۔ رشیدی کی رائے درست معلوم ہوتی ہے۔ یوں بھی اس قوم کا نام مختلف مورخوں نے مختلف لکھا ہے یعنی طبری: "السیابجہ"، اغانی: "السابجہ"، اور ابن اثیر نے "السیابجہ"۔ یہ بھی خیال رہے کہ سیجھ (تے جا) سندھی

زبان میں بذات خود جمع ہے جس کا واحد "کچھ" آتا ہے۔

صفحہ ۱۴۰

۱۔ بمعنی بڑا خیمہ یعنی شاہی خیمہ۔ خرگاہ اسم مرکب ہے۔ خر (گدھا) کی مناسبت دور کرنے کی غرض سے متاخرین اس کی جگہ خرم گاہ لکھنے لگے۔
۲۔ درختوں کی پتلی شاخوں سے بنایا ہوا بڑا ٹوکرا۔
۳۔ یعنی ٹوکری۔
۴۔ چغانہ ایک ساز بھی ہے اور موسیقی کے ایک پردے کا نام بھی۔
۵۔ گاف پر زیر۔ ایک قسم کی چھوٹی اور موٹی روٹی، ٹکیہ۔ اس کی اصل فارسی میں کچھ ہے۔ آج کل قچہ لکھنے لگے ہیں جو درست نہیں۔
۶۔ کٹھالی یعنی وہ پیالی جس میں رکھ کر سونا یا چاندی پگھلاتے ہیں۔

صفحہ ۱۴۱

۱۔ یعنی کاغذ وغیرہ کی گڈی یا دستہ مثلاً گلدستہ۔ اس کا عربی مترادف "حزمہ" گھاس یا لکڑی کے گٹھے کو بھی کہتے ہیں۔
۲۔ یعنی خوش رفتار گھوڑا۔
۳۔ ہندوستان میں مٹی کی کھیا سے یہ کام لیا جاتا تھا۔
۴۔ یہ آوہ ہمدان اور رے کو ملانے والی سڑک پر دونوں شہروں کے وسط میں واقع شہر ساوہ کے جنوب اور قم سے مغرب کی طرف واقع تھا۔ ہمدان کے ایک مقام آوہ سے تمیز کرنے کی خاطر اسے آوہ ساوہ کہا جاتا تھا۔ گویا آوہ اور ساوہ دو الگ الگ شہروں کے نام تھے۔ یاقوت نے آوہ کو آپ لکھا ہے۔
۵۔ اسے ہمارے ہاں لی لون کہا جاتا ہے۔
۶۔ لی لون اور پانگو میں فرق ہے اگرچہ دونوں ریحان (نازبو) کی قسمیں ہیں۔
۷۔ جھولی یا تھیلی۔
۸۔ پانچ انگلیوں والی۔
۹۔ پانچ پتیوں والی۔
۱۰۔ اسے اردو میں سنبھالو کہتے ہیں۔ اس کی ایک ایک شاخ پر پانچ پانچ پتے اس انداز سے لگتے ہیں کہ پنجے کی شکل بن جاتی ہے۔ اسی لیے اسے فارسی میں پنج انگشت کہا گیا۔ عربی میں اس کا نام اثلق بھی بتاتے ہیں لیکن یہ محل نظر ہے۔

صفحہ ۱۴۲

۱۔ قدیم ایران کے ایک بادشاہ کا نام۔
۲۔ گیومرت دراصل فارسی زبان کا لفظ ہے اور اس کو سریانی یا یونانی سے اخذ کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔ [ادارہ] مصنف فرہنگ رشیدی (ج ۲، ص ۲۰۲) میں کہتا ہے: "زندہ گویا، یوں کہ گیو = گویا اور مرت = زندہ۔ بعد میں آنے والوں میں گاف اور ثے کے ساتھ مشہور ہے حالانکہ فارسی میں ثے نہیں ہوتی۔" اور اب اس رسالے میں کچھ اور ہی بات کررہا ہے (م۔ص)۔ فرہنگ رشیدی کی تکمیل "معربات" کے ایک عرصے

بعد ہوتی ہے۔ اس لیے فرہنگ میں آنے والے بیانات زیادہ قرین صحت ہیں (مظہر)۔

۳۔ ترشیز (یا ترشیش) دراصل صوبہ قہستان کا مشہور تجارتی مرکز تھا۔ نیشاپور کی عمل داری میں تو یہ وقتاً فوقتاً شامل رہا ہے۔ اسمٰعیلیوں اور سلجوقوں کی کشاکش میں اس شہر کو بہت نقصان پہنچا۔ جب ہلاکو خان نے اسمٰعیلیوں کا زور توڑا تو ترشیز نے پھر اہمیت حاصل کر لی۔ بالآخر امیر تیمور نے ۷۸۳ھ میں اسے فتح کرتے ہوئے بالکل تباہ کر دیا۔

صفحہ ۱۴۳

۱۔ "سرج" بمعنی گھوڑا عربی لفظ ہے اس لیے معرب صرف "ابدوج" ہے۔

۲۔ یہاں فارسی عبارت مغشوش تھی۔ اردو ترجمہ صدیقی صاحب کی قیاسی تصحیح کے مطابق کیا گیا ہے۔

۳۔ خوگیر دراصل خوی گیر (بمعنی پسینہ چوس) تھا جسے گھوڑے کی پشت پر رکھ کر اوپر زین کسی جاتی ہے۔ یہ ترکیب اگرچہ فارسی ہے لیکن ہندوستان میں زیادہ رائج رہی ہے اور ممکن ہے بنی ہی یہاں ہو کیونکہ ایرانی اس سے واقف نظر نہیں آتے۔ چنانچہ مرتب اشاعت طہران نے اس مقام پر "جوگیر" درج کیا ہے حالانکہ "خوگیر" بھی موصوف کے پیش نظر تھا۔ فارسی میں اس کے لیے ایک اور لفظ "تکلتو" (بروزن کن بو) ہے۔

۴۔ لبد (لام پر زیر اور بے ساکن): عربی لفظ بمعنی زین کا نمدہ اور پسینہ چوس۔

۵۔ بداد (عربی): وہ گدی جس میں خشک گھاس، روئی یا اون وغیرہ بھر کر زین اور پالان کے نیچے رکھتے ہیں تاکہ جانور کی پیٹھ زخمی نہ ہو۔ یہ دوہری ہوتی ہے۔

۶۔ ایک قسم کا باریک ریشمی کپڑا۔

۷۔ ریحان دشتی یا جنگلی تلسی۔ فارسی میں اسے مفرح ہونے کے باعث سپرغم بھی کہتے ہیں۔

۸۔ ایسا شخص جس کی ڈاڑھی نہ اُگے یا صرف کنپٹی کے بال اُگیں۔

۹۔ یعنی اخروٹ کا حلوہ۔ گوز=اخروٹ، اس کا معرب جوز ہے۔ مرتبِ نسخۂ طہران نے خدا جانے کیوں ان معنی پر توجہ دیے بغیر اس لفظ کو "گوزنہ" بمعنی کھیل کا میدان سمجھا ہے اور برہان قاطع کے حوالے سے حاشیہ دیا ہے: "گوزنہ۔ میدان گوی بازی۔ برہان۔"

۱۰۔ بادام کا حلوہ۔ لوز= بادام

صفحہ ۱۴۴

۱۔ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نیز مرتب نسخۂ طہران نے برہان قاطع وغیرہ کی پیروی میں اس لفظ کو "پیش پارہ" لکھا ہے لیکن بعض اہم لغت نویس مثلاً خود رشیدی (فرہنگِ رشیدی)، مولف انتدراج اور سٹین گاس وغیرہم اسے "پیش پارہ" لکھتے ہیں جو زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے لیکن دقت یہ ہے کہ اس صورت میں معرب "فشفارج" میں آنے والی "ف" کا کوئی جواز نہیں ملتا، جو "پ" کی قائم مقام ہے۔

۲۔ حلوے سے زیادہ یہ ایک حریرہ یا لپسی ہے جو آٹا، گھی اور انگور کے رس یا شہد سے تیار کیا جاتا ہے۔

۳۔ عام طور پر فرہنگوں میں دونوں معنے دیے گئے ہیں۔

۴۔ یعنی آم۔

صفحہ ۱۴۵

۱۔ مٹی کا آبخورہ۔ اس کے لیے سکرہ اور سکورہ (دونوں کے سین پر پیش) بھی آتا ہے۔

۲۔ صدیقی صاحب کے مرتبہ میں "بافتج" کی صراحت نہیں ہے تاہم "صحیح" پر مولف نے جو اظہار خیال کیا ہے

اس کا تقاضا ہے کہ یہاں یہ تصریح موجود ہو۔ چنانچہ طہران والی اشاعت میں "بانج" درج ہے۔

۳۔ سنج ایک ساز ہے جو کانسی کی دو تھالیوں پر مشتمل ہوتا ہے جنھیں ایک دوسرے سے ٹکرا کر آواز نکالی جاتی ہے۔ ہندوستان میں اس کو جھانج یا جھنج کہتے ہیں۔ سنج، جھنج کا معرب ہے، اس مناسبت سے سین پر زبر ہونا چاہیے۔ یوں لگتا ہے کہ ایرانیوں نے مصدر سنجیدن کے امر "سنج" سے (جو لاحقوں میں بہت استعمال ہوتا ہے) تمیز کرنے کی خاطر اس کے سین پر زیر دے دیا ہو۔ ایک امکان یہ بھی ہے کہ عربوں نے یہ لفظ ایرانیوں سے نہیں بلکہ اہل ہند سے لیا ہو اور "صنج" کے صاد پر زبر کا یہ سبب ہو۔

۴۔ ممکن ہے کہ مونگ کے لیے "منج" کی تخفیف "مج" رائج رہی ہو لیکن نسخۂ طہران کا مرتب جوالیقی کی "المعرب" کے حوالے سے اس کی تردید کر رہا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ "مج" ماش کے لیے استعمال ہوتا ہے، مونگ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ماش والے "مج" کی میم پر زبر ہے اور منج (مونگ) کے مخفف "مج" میں میم پر پیش ہوگا۔ اس لیے ان کا ٹکراؤ نہیں ہوتا۔

۵۔ یعنی سان جس پر آلات کی دھار تیز کی جائے یا نگینے وغیرہ گھس کر چمک دار بنائے جائیں۔

۶۔ یعنی ساگوان کا درخت۔

۷۔ ایک خوشبودار بوٹی جو دواؤں میں کام آتی ہے۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد تیز پات ہے۔

۸۔ ایک قسم کا پتھر جو آنکھوں کے علاج میں مستعمل ہے۔ اس کی شکل مسور کے دانے کی سی ہوتی ہے۔ بعض طبی کتابوں میں اس کا معرب "شادنج" بتایا گیا ہے۔

۹۔ بھنگ کا بیج۔ علاوہ ازیں چیری (پھل) کو بھی کہتے ہیں۔

۱۰۔ ایک مشہور بوٹی جو اپنے ذائقے کی تلخی کے باعث مصفائے خون ہے۔ اسے پاپڑا بھی کہتے ہیں۔

۱۱۔ یہ ایک پودے کی جڑ ہوتی ہے جو دواؤں میں استعمال ہوتی ہے۔ اس کی شکل کنکھجورے (ہزار پایہ) سے ملتی ہے، اس مناسبت سے بست پایہ (بیس پاؤں والا) کہنے لگے جو عمل تخفیف سے "بسپایہ" ہو گیا۔

۱۲۔ یعنی سرکے والا کھانا۔ یہ دلیے یا چاولوں میں سرکہ ڈال کر پکایا جاتا ہے۔

۱۳۔ عام طور پر سفیدہ کاشغری کہلاتا ہے۔ یہ قلعی اور جست کو جلا کر حاصل کرتے ہیں۔

صفحہ ۱۳۶

۱۔ چارو یا سارو، چونے اور مٹی کا آمیزہ۔

۲۔ یعنی بیلن۔

۳۔ ایک قسم کی چڑیا جسے اردو میں لوا کہتے ہیں۔ یہ مل کر بہت شور کرتی ہیں، اس مناسبت سے انھیں ڈومنیاں بھی کہا جاتا ہے۔ غالباً اس کا نام چونا بھی ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل پر جو من و سلویٰ اترا تھا اس میں سلویٰ سے مراد یہی پرندہ ہے۔ لووں کی خاندانی زندگی بڑی منظم ہوتی ہے۔ جب نر دانے دنکے کی تلاش میں نکل جاتے ہیں تو مادہ لووں کی نگرانی ایک بوڑھی مادہ کرتی ہے جسے اصطلاح میں ڈھڈو کہتے ہیں۔

۴۔ کسی وزن، ناپ یا دن رات کا چوبیسواں حصہ تسو کہلاتا ہے۔

۵۔ یعنی توا۔

۶۔ کوٹھی، مشہور بھڑولا۔

۷۔ "وجزہ" محض سیاہ رنگ کو نہیں کہتے۔ اصطلاح میں یہ ایسے گھوڑے کو کہتے ہیں جس کی ایال سے لے کر دم تک ایک سیاہ دھاری ہو یا چہرہ کالا ہو اور باقی جسم دوسرے رنگ کا۔ ابن درید نے "تکملہ" میں "فرس وجزۃ" صراحت کے لیے ہی لکھا ہے۔

۸۔ ہاتھ کا زیور مثلاً کنگن یا پہونچی۔

۹۔ مٹی کا وہ برتن جو ایک ہاتھ سے اٹھا کر استعمال کیا جا سکے۔ غالباً بدھنا مراد ہے۔

۱۰۔ کسریٰ نوشیرواں کا مشہور وزیر۔

صفحہ ۱۴۷

۱۔ ایک فہرج تو ایرانی بلوچستان میں ہے۔ سکندر اعظم نے اپنے واپسی کے سفر میں یہاں قیام کیا تھا۔ سرپرسی سائکس کے مطابق اس کا قدیم نام پورہ ہے جسے آج کل بلوچی پہرہ اور ایرانی فہرج کہتے ہیں۔ ایک فہرج یزد کے جنوب مشرق میں پانچ فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ ایک اور فہرج کرمان کے توابعات میں تھا جسے یاقوت بہرہ لکھتا ہے۔ لیکن یہ تینوں مقامات رشیدی کے بیان کردہ فہرج سے دور ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ فارس میں ایک اور فہرج تھا جو اصطخر کے نواح میں بتایا گیا ہے۔ دراصل "فہرج" ہمارے "پہرہ" کا ہم معنی ہے۔

۲۔ برنامہ، کتاب کی فہرست کو بھی کہتے تھے۔ آج کل "پروگرام" کے معنی میں آتا ہے۔

۳۔ مونگیا رنگ کا ایک پتھر جس کی انگوٹھی گردے کے امراض میں پہنی جاتی ہے۔ عوام "دانہ فرنگ" تلفظ کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں "دھنہ" سنگ یشب یعنی سبز سنگ مرمر کو بھی کہتے ہیں۔

۴۔ یعنی دس پروں والا۔ فرہنگوں میں یہ لفظ نہیں ملا۔ ممکن ہے کوئی خیالی پرندہ ہو۔ "پرہ گل" پھول کی پتی کو بھی کہتے ہیں۔ اس سے یہ امکان ہے کہ کسی پھول کا نام ہو۔

۵۔ مرتک (میم پر زیر) وہی مردار سنگ یا مردا سنگ ہے جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

۶۔ مولف نے خود فرہنگِ رشیدی میں صاحب قاموس کا یہ اعتراض رد کیا ہے اور کہا ہے کہ "مرتک" کا "مردہ" سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ یہ مردار سنگ کا ہم معنی ہے۔

۷۔ یعنی بام مچھلی۔

۸۔ الجریث اور الجری، عربی میں مارماہی کے نام ہیں۔

۹۔ "مسلور" بھی جریث اور جری کا مترادف ہے، یعنی دریائی مچھلی جو بام کے مشابہ ہوتی ہے۔

۱۰۔ سیسے کا ایک مرکب جو دواؤں بالخصوص مرہموں میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۱۔ اردو میں کندل کہتے ہیں۔

۱۲۔ اردو میں کاغذ۔

۱۳۔ ہمارے ہاں خرکار کہتے ہیں یعنی گدھوں سے کام لینے والا۔

۱۴۔ مولف نے یہ لفظ قاموس کی پیروی میں سے کی تقدیم سے لکھا ہے لیکن صدیقی صاحب کہتے ہیں کہ بقول یاقوت اس شہر کا صحیح نام طسوج ہے۔ (معجم البلدان، ج ۳، ص ۵۲۳) ایک اور یادداشت میں یہ عبارت ملتی ہے: "صاحب قاموس اور یاقوت کے زمانوں میں تقریباً دو سو سال کا فرق ہے۔ اس لیے جب قاموس تالیف ہوئی ت کی تقدیم سے یہ لفظ رائج ہوگا۔" (ع۔ص)

۱۵۔ یعنی بادیان یعنی سونف۔ بعض نے مشہور ساگ سوا یا سویا کے معنی میں بھی بتایا ہے۔

صفحہ ۱۳۸

۱۔ "کمانچہ" یعنی زین کا اگلا حصّہ جو محراب کی صورت اٹھا ہوا ہوتا ہے۔ زین کے علاوہ کاٹھی کی صورت میں یہ حصّہ لٹو کی مانند ہوتا ہے جسے اصطلاح میں "ہرنا" کہتے ہیں۔

۲۔ مکر، فریب، حیلہ، سحر، جادو، افسوں، طلسم۔

۳۔ اردو میں بڑیا ہریڑ۔

۴۔ یعنی بھیڑ۔

۵۔ چھکڑی۔

۶۔ "کدہ" کے اصل معنی زیر زمین مکان کے ہیں بعد میں عمومی معنوں میں مستعمل ہو گیا۔

۷۔ یعنی گھنٹہ، گھنٹی اور ناقوس۔ علاوہ ازیں لوہے کا زنگ وغیرہ۔

۸۔ زرنج، سیستان (نیمروز) کا دارالحکومت تھا۔ بعد کے مصنف اسے مدینہ جنجان یا شہر سیستان بھی کہتے تھے۔ یہ شہر امیر تیمور کے ہاتھوں برباد ہوا۔ اس کے وسیع کھنڈر ایران کے سرحدی شہر زاہدان کے قریب یا نصرت آباد کے شمال میں بتائے جاتے ہیں لیکن جنوب مشرقی افغانستان میں زرنج نام کا ایک قصبہ اب بھی موجود ہے، جو محل وقوع کے اعتبار سے عرب مورخین کے بیانات پر پورا اترتا ہے۔

۹۔ بعض استرنگ کو سمرقند کا اور بعض سغد کے سمرقند کا نواحی شہر بتاتے ہیں۔

۱۰۔ چھٹی ساتویں صدی ہجری کے عرب فلسفی بدرالدین زرنوجی کا تعلق غالباً اسی مقام سے تھا۔

۱۱۔ قنوج ہندوستان کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک ہے۔ یہ گنگا اور اس کی معاون کالی ندی کے مقام اتصال کے قریب واقع ہے۔ سلطان محمود غزنوی کے حملوں کے وقت یہ ہندوستان کا سب سے بڑا شہر تھا جس کا محیط تیس میل بتایا جاتا ہے۔ سلطان معز الدین غوری نے سنہ ۱۱۹۳ء میں راجہ جے چند کو شکست دے کر اس پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد یہ بتدریج زوال کا شکار ہوتا گیا۔ آج کل ضلع فرخ آباد (یوپی) میں ایک تحصیل کا صدر مقام ہے۔

۱۲۔ چکور، مشہور پرندہ ہے۔

۱۳۔ دراصل علم ہیئت کی کتاب جس میں ستاروں کی حرکات اور نقشے وغیرہ ہوتے ہیں۔ بعد میں تقویم کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔

صفحہ ۱۳۹

۱۔ نیشاپور سے ہرات جانے والی سڑک پر بوزجان سے چوتھی منزل بوشنج تھی۔ یہاں سے ہرات ایک دن کا سفر تھا۔

۲۔ توران کا عظیم الشان بادشاہ جو بہادری میں مشہور تھا۔ فردوسی نے شاہ نامہ میں اس کی تعریف کی ہے۔

۳۔ افراسیاب نے بیٹے کا نام بھی اپنے باپ کے نام پر پشنگ رکھا تھا۔ یہ پشنگ جو دشت خوارزم میں ایرانی بادشاہ کیخسرو کے ہاتھ سے مارا گیا تھا، اپنے ہم نام دادا سے زیادہ مشہور ہے۔ شاید اسی لیے معزباتِ رشیدی کے مصنّف طہران میں شہر پوشنگ کا بانی اسے بتایا گیا ہے۔

۴۔ بعض اہل لغات اسے ایک قسم کی دال بتاتے ہیں۔

۵۔ یعنی پیتل جو مشہور دھات ہے۔

۶۔ یعنی قاصد۔
۷۔ فیروزہ۔
۸۔ اطبا اسے "دارہلد" کہتے ہیں۔ اس کا پھل "زرشک" کہلاتا ہے جس سے رسوت تیار کی جاتی ہے۔
۹۔ مولف کے بیان سے غلط فہمی ہوسکتی ہے۔ پنگ یا پنگان دراصل پانی کا پیمانہ نہیں ہے بلکہ پن گھڑی کی طرح وقت کا پیمانہ ہے۔ کھیتوں کی آبیاری کرنے والے اس سے اپنی باری کا تعین کرتے ہیں۔ جب کٹورا جس کے پیندے میں سوراخ ہوتا ہے، پانی سے لبالب ہوکر ڈوب جاتا ہے تو گویا وقت کی ایک اکائی پوری ہوجاتی ہے۔ پنگان سے معرب فنجان بنا ہے جو عام پیالی کے معنوں میں آتا ہے۔

صفحہ ۱۵۰

۱۔ وہ چھتری نما خود رو پودے جو موسم گرما میں نمدار زمین میں نکل آتے ہیں، یعنی سانپ کی چھتری۔ کھمبی بھی اسی کی ایک قسم ہے۔
۲۔ یعنی آذربائیجان میں۔
۳۔ ہاتھ کا ایک زیور، کنگن یا گلے کا زیور، گلوبند۔ فارسی فرہنگوں میں "ایارج" (الف پر زبر) بھی لکھا جاتا ہے۔
۴۔ دیکھیے نعت۔
۵۔ یعنی گل عصفر جسے ہندی میں کسمبھ کہتے ہیں۔ کپڑے رنگنے کے کام آتا ہے۔
۶۔ روختہ یعنی سرمہ۔ لیکن طب کی اصطلاح میں جلا ہوا تانبا ہوتا ہے جسے خضاب وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔
۷۔ جیسے آج کل جل فریزی ہوتی ہے۔
۸۔ اسے شاہانک، شاہانج اور شاہانک بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک مصری پودا ہے جو دواؤں میں استعمال ہوتا ہے۔ اسے عربی میں شیخ انکلاب (کتا بخش) بھی کہا جاتا ہے۔
۹۔ مشہور درد کا نام جو قولون نامی آنت میں ہوتا ہے۔
۱۰۔ یعنی تیر۔
۱۱۔ قند یعنی شکر۔

صفحہ ۱۵۱

۱۔ یعنی کشتی کا چپو۔
۲۔ کھل یا کھلی یعنی تلوں وغیرہ کا تیل نکالنے کے بعد جو پھوک باقی رہ جاتا ہے اور عموماً جانوروں کو کھلایا جاتا ہے۔
۳۔ حضرت ابراہیمؑ کے والد (یا چچا) آزر کا نام۔
۴۔ مشہور ساگ ہے۔ عوام تقلہ کہتے ہیں۔
۵۔ روٹی لگانے کے لیے ایک کھنا اور چپٹا سالن۔ بعض سرکے سے تیار ہوا بتاتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ ابلی ہوئی چھاچھ ہوتی ہے۔ اس مناسبت سے "کامہ" کے صحیح معنی "سرمی" ہونا چاہیے بلکہ کڑھی کی وہ ابتدائی شکل جسے راجستھانی زبان میں "کھاٹا" (کھٹا) کہتے ہیں۔

۶۔ فاصلے کا ایک اضافی پیمانہ جو عموماً تین میل کے مساوی سمجھا جاتا ہے لیکن چھ میل تک ہو سکتا ہے۔
۷۔ یعنی ہرتال یا ہڑتال، سنکھیا اور گندھک کا ایک معدنی مرکب جو دواؤں میں کام آتا ہے۔
۸۔ یعنی شطرنج۔
۹۔ ساسانیوں میں اردشیر نام کے دو بادشاہ گزرے ہیں۔ یہاں نہ جانے کون سا اردشیر مراد ہے۔ یاد رہے کہ شطرنج کی ایجاد کے بارے میں روایات، افسانوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔ اس کی ایجاد ایران کے علاوہ یونان اور قدیم ہندوستان سے بھی منسوب کی جاتی ہے۔
۱۰۔ بمعنی "گھٹنا اور بڑھنا" یعنی کمی بیشی۔

صفحہ ۱۵۲

۱۔ یعنی لاجورد جو ایک نیلے رنگ کا پتھر ہے۔ اس کے نگینے بنتے ہیں نیز اسے پیس کر کتابوں وغیرہ کی تذہیب اور نقاشی میں استعمال کیا جاتا ہے۔
۲۔ نسخۂ طہران کے مرتب آقائے محمد عباسی نے اس توجیہ کو عامیانہ بتاتے ہوئے کہا ہے کہ دراصل سگاوند کی وجہ تسمیہ قوم "سگا" کی نسبت سے ہے اور یہی سبب اسم "سگستان" (سیستان) کا ہے۔ "سگا" سے اُن کی مراد "ساکا" قوم ہے۔ (نیز دیکھیے "سجستان")۔
۳۔ لشکر یعنی لشکر
۴۔ اسٹرینج کا کہنا ہے کہ بافد (بافت) اور بافق دو الگ الگ مقامات ہیں۔ اوّل الذکر کرمان سے اسّی میل جنوب میں ہے اور موخر الذکر یزد سے پچاس میل مشرق میں اور دونوں کے مابین کوئی دو سو میل کا فاصلہ ہے۔ عوام بافق کا تلفظ اکثر بافد کر دیتے ہیں جس سے یہ التباس پیدا ہوا۔
۵۔ سغد، دراصل دریائے جیحون اور سیحون کے درمیانی وسیع میدانی علاقے کو کہا جاتا ہے یعنی قدیم سگدیانا (سگدیانہ)۔ اس میں دریائے زرافشاں (جسے دریائے سغد بھی کہا جاتا ہے) کے کنارے دو اہم شہر بخارا اور سمرقند آباد تھے۔ بعد میں سغد کا اطلاق خصوصیت کے ساتھ سمرقند اور اس کے نواحی علاقے پر ہونے لگا۔ سغد نامی کسی شہر کا یقینی سراغ نہیں ملتا۔ علاقہ سغد کا دارالحکومت ہمیشہ سمرقند رہا۔ اس ضمن میں دیکھیے: عبدالستار صدیقی صاحب کا مضمون "لفظ سغد کی تحقیق" مشمولہ "مقالاتِ صدیقی" (پہلا حصہ)۔

صفحہ ۱۵۳

۱۔ گوسفند یعنی بھیڑ۔
۲۔ یہ شہر کئی ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کا ایک پرانا نام گنابد (گاف پرپیش) ہے جس کا معرب جنابذ بنتا ہے۔ یہ پیش واو میں تبدیل ہو کر گوناباد ہو گیا۔ اس کو ینابذ اور جنادو بھی کہا گیا ہے۔ صوبہ قہستان میں چوتھی صدی ہجری میں یہ بڑا اور بارونق شہر تھا۔
۳۔ شاہ طہماسپ صفوی کے دور کا مثنوی گو شاعر تھا۔ اس کی مثنویاں خسرو شیریں، لیلیٰ مجنوں اور شاہ نامہ مشہور ہیں۔ موخر الذکر کو اس نے شاہ طہماسپ کے نام معنون کیا تھا۔
۴۔ ڈاکٹر صدیقی نے اپنی ایک یادداشت میں فردوسی کے تو ایسے شعر نقل کیے ہیں جن میں شہر گنابد یا کوہ گنابد کا ذکر آتا ہے۔

صفحہ ۱۵۴

۱۔ یعنی فالودہ۔

۲۔ مولف کا کہنا ہے کہ دیبوذ یا دوپود ایسا لباس ہے جس کے دونوں طرف "علم" (عین اور لام پر زبر) بنے ہوں۔ ڈاکٹر صدیقی نے متن پر حاشیہ میں کہا ہے کہ "علم بمعنی نشان و علامت" لیکن، اس سے بات صاف نہیں ہوتی۔ "علم" بڑا وسیع المعانی لفظ ہے۔ اس کے ایک معنی "نقش جامہ" (استدراج) کے بھی ہیں جس سے مطلب صاف ہوجاتا ہے۔ لیکن "دیبوذ" کے معنی دوہرے حاشیے والے کپڑے کے بھی ہوتے ہیں۔ اور سٹین گاس "دو پود" کے معنی "دو رنگ کے دھاری دار کپڑے" کے بتاتا ہے جو دوسرے معانی کے مقابلے میں زیادہ صریح معلوم ہوتے ہیں۔ ابن درید بھی اس کی تائید میں کہتا ہے "ای ثوب۔ نسج علی نیرین۔"

۳۔ برعظیم ہندو پاکستان کے دیہات میں کاغذ کو بالعموم "کاگد" کہا جاتا ہے جسے جہلا کا تلفظ سمجھ لیا گیا ہے۔ دراصل یہ فارسی "کاغد" کے بہت قریب اور ایک طرح سے اس کا معرب ہے۔

۴۔ یعنی سنبل الطیب جسے بالچھڑ کہتے ہیں۔ اس کی قسمیں ہوتی ہیں۔

۵۔ شاپور= شاہ + پور (بیٹا) یعنی شہزادہ۔ ساسانی خاندان میں شاپور نام کے تین بادشاہ ہوئے ہیں۔

۶۔ تخت پر بچھانے یا اوڑھنے والا کپڑا۔ تخت پوش۔

۷۔ اسے جواشیر بھی کہتے ہیں۔

۸۔ یعنی زہر مہرہ۔

۹۔ یعنی حقیر، نکما اور بدنصیب۔

۱۰۔ یا "گندہ پیر" یعنی پوپلے منھ والی بہت بوڑھی عورت۔

صفحہ ۱۵۵

۱۔ اس لفظ کے معنی کے بارے میں وثوق سے نہیں کہا جاسکتا۔ یا تو یہ "پیلہ ور" کا مخفف ہے، جس کے معنی معمولی بساطی یا پھیری والے اور خوانچے والے کے ہیں۔ دوسری صورت یہ کہ پیلور، پیل وار یا پیل بار کی بدلی ہوئی شکل ہے جس کے معنی بھاری وزن کے ہیں یعنی اتنا وزن جو ہاتھی اٹھاسکے۔

۲۔ صدیقی صاحب کی رائے میں صاحب معربات رشیدی کا یہ قول درست نہیں ہے کیونکہ "جہر" بمعنی ظاہر و واضح، خالص عربی لفظ ہے۔ تاہم عربی لفظ "جہر" کی جیم پر زبر ہے اور اس "جہر" کی جیم پر مولف پیش بتا رہا ہے۔

۳۔ پاتیلہ سے مراد پتیلہ یا دیگچہ ہے۔

۴۔ بنس کپور، کافور سے مشابہ ایک سفید مادہ جو بانس کے اندر سے نکلتا ہے۔

۵۔ زمین پر لکیریں لگا کر خانے بنائے جاتے اور پانسے پھینکے جاتے ہیں گویا ایک قسم کی قمار بازی ہے۔

۶۔ یعنی کرتائے، ترہی یا نفیری۔

۷۔ دائرہ ماہ، علم الہیئت کی ایک اصطلاح۔

۸۔ ایران کے صوبہ فارس کا مشہور شہر جسے یونانی مورخ پرسی پولس کہتے تھے۔

صفحہ ۱۵۶

۱۔ مشہور آبی پھول۔

۲۔ مثنوی گلشن راز کے مصنف شیخ محمود شبستری کو اسی جگہ سے نسبت ہے۔ ان کا مزار بھی اسی جگہ ہے۔

۳۔ ایک وزن جو ساڑھے چار مثقال یا ساڑھے چھ درم کے برابر ہوتا ہے۔
۴۔ خراسان کے مشہور شہر نیشاپور کی بنیاد ساسانی بادشاہ شاپور اول یا دوم نے ڈالی تھی۔ ایرانی اس کو ابر شہر (یعنی بادل والا شہر) بھی کہتے تھے۔ اس کا لقب ایران شہر بھی تھا۔ ۵۴۸ھ میں غزوں اور ۶۱۸ھ میں چنگیز خان نے اسے تاراج کیا۔
۵۔ یعنی املتاس کی پھلی یا اس کا درخت۔
۶۔ یعنی رتن جوت۔
۷۔ بعض لوگ اسے آچار (اچار) کا ہم معنی بتاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ ایک سالن ہے جو پنیر دودھ اور مسالے وغیرہ ڈال کر بنایا جاتا ہے لیکن درحقیقت "ریچار" وہ چیز ہے جسے ہم مربہ کہتے ہیں یا چٹنی جو پھلوں کو چاشنی میں ڈال کر کلونجی اور دیگر مسالوں کے اضافے سے تیار کرتے ہیں۔
۸۔ پرندوں کی سیٹی نما آواز یا سیٹی کی آواز جو جانوروں کو بلانے کے لیے نکالی جاتی ہے۔
۹۔ یعنی بلبل۔
۱۰۔ جنگلی انار کی کلیاں جو دواؤں میں استعمال ہوتی ہیں۔ اس انار کو پھل نہیں لگتا۔

صفحہ ۱۵۷

۱۔ تاکہ تلوار یا نیزہ اثر نہ کر سکے۔
۲۔ گھوڑوں کو بچانے کے لیے ان پر بھی روئی کی جگہ کچے ریشم سے بھری ہوئی جھول ڈالی جاتی تھی جسے کیجم کہتے تھے۔ اس کا ایک نام "برگستوان ہندی" بھی تھا اور ہندوستان میں "پاکھر" کہا جاتا تھا۔
۳۔ صدیقی صاحب کے پیش نظر دونوں نسخوں میں یہاں بھی "کجم" ہے اور ایران والے نسخے میں "کیجم" لیکن "کیمین" ہونا چاہیے۔
۴۔ یعنی فریبی اور دھوکے باز۔ اصل میں گربز ہے جو "گرگ بُز" کا مخفف ہے۔ گرگ بز کا مطلب ہے بھیڑیا جو بظاہر بکری نظر آئے یعنی گرگ بصورت بُز۔
۵۔ یعنی گھر کی چوکھٹ یا ڈیوڑھی۔
۶۔ اخروٹ کی قسم کا ایک خشک میوہ جو جسامت میں پستے کی مانند ہوتا ہے۔ انگریزی میں ہیزل نٹ کہتے ہیں۔
۷۔ یعنی اخروٹ۔
۸۔ یعنی کلونجی۔ سیاہ دانہ سے مراد کالا دانہ نہیں ہے جو ایک مختلف چیز ہے یعنی تخم عشق پیچاں یا حب النیل۔ علاوہ ازیں حرمل یا اسپند کو بھی کالا دانہ کہہ دیا جاتا ہے۔

صفحہ ۱۵۸

۱۔ وزن کا پیمانہ ہے۔ ایک قفیز میں بارہ صاع ہوتے ہیں۔ ایک صاع میں آٹھ رطل اور رطل ساڑھے انیس تولے کا ہوتا ہے۔ زمین کی پیمائش بھی قفیز سے کی جاتی ہے جو ایک سو چوالیس شرعی گز کے برابر ہے۔
۲۔ دِز کے معنی قلعہ کے ہوتے ہیں، کہن دِز یعنی پرانا قلعہ (دال پر زیر)۔ چنانچہ کابل اور ہرات کے قلعے بھی قہندز کہلاتے تھے۔ آج کل شمالی افغانستان کا جو شہر قندز کہلاتا ہے وہ بھی ایک قدیم شہر وروالیز یا درواپیج کا قلعہ تھا۔

۳۔ یعنی ایرانی سال کا پہلا دن جو ماہ فروردین کی پہلی تاریخ کو ہوتا ہے۔
۴۔ فیروز آباد نام کے ایران و خراسان میں متعدد علاقے ہیں۔
۵۔ لقیط ابن زرارہ بن عدس الداری التمیمی۔ کنیت ابونہشل تھی۔ دور جاہلی کا مشہور شاعر اور شہسوار تھا۔ زرکلی کی "الاعلام" (جلد سوم) کے مطابق رسول اکرمؐ کی ولادت سے نو سال پہلے شعب جبلہ کی لڑائی میں مارا گیا تھا۔
۶۔ ایک نفیس ریشمی کپڑا۔ قرآن پاک میں یہ لفظ اہل بہشت کے لباس کے ذکر میں تین بار آیا ہے۔
۷۔ بعض مؤلفین نے اسے فارسی الاصل بتایا ہے اور بعض نے ہندی کہا ہے۔

صفحہ ۱۵۹

۱۔ یعنی کپاس یا روئی۔ نیز سوتی کپڑے کو بھی کہا جاتا ہے۔
۲۔ بڑا نقارہ یا نوبت۔
۳۔ جزیرہ کیش چھٹی صدی ہجری میں تجارت کا اہم مرکز تھا۔ سعدی نے گلستان کی ایک حکایت میں اس جزیرے میں اپنے قیام اور ایک تاجر کی مہمانی کا ذکر کیا ہے۔
۴۔ سیارہ مشتری۔
۵۔ کاووس یا قابوس کے معنی خوش شکل یا خوش رنگ شخص کے ہوتے ہیں۔
۶۔ گرجستان یعنی جارجیا اب ایک آزاد ملک ہے اور تفلیس اس کا دارالحکومت ہے لیکن اب اس کا نام تبلیسی ہے۔
۷۔ تمیس یا تمیشہ کا شہر ساریہ سے استرآباد جانے والے راستے پر موخر الذکر سے ایک منزل پہلے آتا تھا۔

صفحہ ۱۶۰

۱۔ بادغیس، ہرات کے شمال مشرق میں ایک وسیع علاقے کا نام تھا جس میں متعدد قصبے اور شہر تھے۔ بادغیس کا دارالحکومت دہستان تھا۔ یاقوت نے لکھا ہے کہ اس کی اصل "بادخیز" ہے یعنی ایسی جگہ جہاں تیز ہوائیں چلتی ہوں۔ گویا اس نام کا سبب اس علاقے کا طوفان خیز موسم ہے۔
۲۔ یہ ایک درخت ہے جو سرد علاقوں میں ہوتا ہے۔ اس کی جڑ، جو ریوند کہلاتی ہے، دواؤں میں استعمال ہوتی ہے۔ ریوند کیونکہ چین سے ہندوستان آتی تھی اس لیے طبی حلقوں میں ریوند خطائی کے نام سے موسوم ہے۔
۳۔ یعنی باجرہ جو مشہور غلہ ہے۔ نیز ارزن یا چینہ (کنگنی) پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔
۴۔ عیسائی مذہب کا عالم، پادری۔
۵۔ گاومیش یعنی بھینس (نر یا مادہ)۔ لیکن ہندوستان کے فارسی خوانوں نے یہ التزام کرلیا تھا کہ مادہ کو گاومیش کہتے تھے اور نر کو جاموس۔
۶۔ طوس کے کھنڈر ایران کے موجودہ شہر مشہد کے شمال میں چند میل کے فاصلے پر ہیں۔ یہ بڑا بارونق اور مردم خیز شہر تھا۔ یہاں کے فرزندوں میں فردوسی، امام غزالی اور محقق طوسی کے نام سرفہرست لیے جاسکتے ہیں۔ طوس ۶۱۷ھ میں تاتاریوں کے ہاتھوں برباد ہوا اور پھر پنپ نہ سکا۔
۷۔ خراسان کے ذیلی صوبے قہستان میں طبس نام کے دو شہر ہیں اس لیے عرب مؤلفین اپنی کتابوں میں ان کے

لیے تثنیہ کا صیغہ طسین استعمال کرتے تھے۔ بعد میں ان میں امتیاز کی خاطر ایک کو طس اخر (یعنی گجور والا طس) اور دوسرے کو طس العتاب (یعنی عتاب والا طس) کہنے لگے۔

صفحہ ۱۶۱

۱۔ شہر رے (حال طہران) سے مشرق کی جانب کوہ البرز کے سلسلے کی جنوبی ڈھلوانوں پر مشتمل قومس کا علاقہ تھا۔ اس کا دارالحکومت دامغان کا شہر تھا۔ عرب اپنے دستور کے مطابق دامغان کو مدینہ (شہر) قومس بھی کہتے تھے۔

۲۔ عربی میں عود الطاس، فارسی میں نخ گاؤ زبان اور ہندوستان میں کک بھنگی کہتے ہیں۔

۳۔ یہ ریحان (تازبو) کی ایک قسم ہے۔ فرہنگ نویس کہتے ہیں کہ مرزنگوش دراصل مرزہ (چوہا) + گوش (کان) تھا۔ یہ نام غالباً اس کی پتیوں کی مشابہت کے باعث رکھا گیا۔

۴۔ شاش، دریائے سیحون کے پار بڑا اہم شہر تھا۔ ایرانی اس کو چاچ کہتے تھے اور یہاں کی کمانیں بڑی مشہور تھیں۔ تاشقند آج کل ازبکستان کا دارالحکومت ہے۔

۵۔ یعنی جوتی۔

۶۔ پانچ اجزا یہ ہیں: پارہ، تانبا، فولاد، ابرق اور ریم آہن یعنی لوہے کا میل۔ ہندوستان میں پنچ نوش کو پنچ امرت کہتے ہیں۔

صفحہ ۱۶۲

۱۔ یعنی مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔

۲۔ کرتے کے دامن اور پشت پر دونوں پہلوؤں میں جو تکون نما پٹیاں ہوتی ہیں انھیں تیریز کہا جاتا ہے۔ اردو میں کلیاں کہلاتی ہیں۔ فارسی میں تیریز کا مخفف تریز بھی آتا ہے جو پنجابی میں بھی مستعمل ہے۔

۳۔ یعنی ریچھ۔

۴۔ یعنی چوہا۔

۵۔ یعنی جٹ (جاٹ)۔

۶۔ مشہور ساز ہے جسے عربی میں عود کہتے ہیں۔

۷۔ زمین سے نکلنے والا خام تیل۔ یہ لفظ پارود کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

صفحہ ۱۶۳

۱۔ یعنی جھاڑو۔

۲۔ غالباً مولف کو سہو ہوا ہے۔ عربی میں مصدر کے وزن کا لحاظ رکھتے ہوئے جیم پر زیر ہونا چاہیے۔ فارسی میں "جزاف" پیش کے ساتھ تھا لیکن عربوں کی پیروی میں زیر کے ساتھ بھی درست سمجھا گیا ہے۔

۳۔ جزاف، ہرزہ سرائی، بیہودہ گوئی، لاف زنی اور گپ بازی کو کہتے ہیں۔ نیز بغیر گنے اور ناپ تول کے محض اندازے سے خرید و فروخت کرنے کو بھی۔ اس مناسبت سے ایک معنی، جو کتب لغات میں نہیں ملتے لیکن فارسی عبارات سے مترشح ہوتے ہیں وہ ہیں جسے ہمارے ہاں روکن، رونگا یا جھونگا کہتے ہیں یعنی کوئی سبزی وغیرہ خریدنے کے بعد جو قلیل مقدار اوپر سے مفت دے دی جاتی ہے۔

۴۔ ماوراءالنہر کا اہم شہر تھا۔ ماہ نخشب اور اس کے موجد المقنع کی نسبت سے مشہور ہے۔ تاتاریوں نے اسے برباد

کر دیا اور پھر اس سے ہٹ کر ایک نیا شہر قرشی آباد ہوا جو اب ازبکستان میں شامل ہے۔

۵۔ یعنی شلوار، پاجامے وغیرہ کا نیفہ۔

۶۔ یعنی صحرائی کاسنی۔ اندراج میں اسے جیم کے ساتھ تخ جلوک لکھا ہے اور اس کا معرب طرخشقوق (طوئے کے ساتھ) بتایا ہے۔

۷۔ وہ جوتا جو موزہ کے اوپر پہنا جائے۔

۸۔ یعنی دھاگے وغیرہ کا گولا۔

۹۔ یعنی فالودہ۔ نیز دیکھیے فالوذج۔

۱۰۔ یعنی گاؤں۔

صفحہ ۱۶۴

۱۔ بمعنی چھاگل یعنی جست وغیرہ کا وہ صراحی نما برتن جو سفر میں پانی لے جانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

۲۔ سہاگہ کے لئے طبی حلقوں میں ایک اور فارسی لفظ "تنکار" مستعمل ہے۔

۳۔ ظروف کو فارسی میں اشخار بھی کہتے ہیں۔ یہ وہی چیز ہے جو ہمارے ہاں سجی یا سجی کھار کہلاتی ہے اور پرانے وقتوں میں کپڑے دھونے کے کام آتی تھی۔

۴۔ بیہق کا علاقہ نیشاپور کے مغرب اور قومس کے مشرق میں تھا۔ بیہق کا صدر مقام سبزوار تھا۔ اسی شہر کو بیہق بھی کہتے تھے یعنی مدینہ بیہق۔

۵۔ اس کو ترک بھی کہتے تھے۔ مرو اور اس کے مضافات آج کل ترکمانستان میں ہیں۔

۶۔ بمعنی بلند مکان، محل، قصر۔

۷۔ خیوہ کا شہر گرگانج یا ارگنج سے جنوب کی طرف واقع ہے اور ان دنوں ازبکستان اور ترکمانستان کا سرحدی شہر ہے۔

۸۔ شیخ نجم الدین کبریٰ سلسلۂ کبراویہ کے بانی تھے۔ ۵۴۰ھ کے لگ بھگ پیدا ہوئے اور ۶۱۸ھ میں ارگنج پر تاتاریوں کے حملے میں شہادت پائی۔ ان کے خلفاء میں شیخ فرید الدین عطار اور شیخ مجد الدین بغدادی جیسے مشاہیر شامل ہیں۔

۹۔ یعنی بھترا۔

۱۰۔ یعنی چھاپا۔ زنب چھاپا کا معرب معلوم ہوتا ہے۔

۱۱۔ یعنی جرہ باز۔ مشہور شکاری پرندے باز کے نر کو کہتے ہیں۔

۱۲۔ اردو میں توا۔

۱۳۔ رشیدی نے "کلانہ" کے معنی "چرب رودہ" کے بتائے ہیں جو بظاہر مرکب اضافی ہے یعنی "آنت کی چربی"۔ لیکن میرے خیال میں "چرب رودہ" مرکب اضافی نہیں بلکہ مرکب توصیفی مقلوب ہے جو اصل میں "رودۂ چرب" ہے یعنی موٹی آنت کیونکہ چرب کے معنی چکنائی کے علاوہ موٹے کے بھی ہوتے ہیں۔ دراصل اصطلاح میں "کلانہ" ایک کھانا ہوتا ہے جو بکرے کی موٹی آنت صاف کرکے اور اس میں قیمہ اور مسالے اور چاول یا چنے وغیرہ بھر کر تیار کیا جاتا ہے۔

صفحہ ۱۶۵

۱۔ صاحب قاموس کے حوالے سے اکثر فرہنگ نگار "بیچیک" کو "سن چہ تیک" کے مترادف بتاتے ہیں جو

تحقیق ہے "من چہ بیگم برای کار ہا" کی جو تکدشنی میں اس کی افادیت کے پیش نظر کہا گیا ہے۔ رشیدی نے اپنی فرہنگ میں بجا طور پر اس وجہ تسمیہ کو پر تکلف بتایا ہے۔ اس سے بہتر وہ توجیہ ہے جو محمد عباسی نے اس پر حاشیے میں کی ہے۔ وہ یہ کہ تکنیک "میکانیک" سے ماخوذ ہے۔ "میکانیک" یونانی زبان کا لفظ ہے۔ لاطینی میں تکنیک کو "مسعیا" کہتے ہیں۔

۲۔ ایک قسم کا کھلا بورا جو گدھے، بیل یا بھینسے کی پشت پر آدھا اُدھر اور آدھا اِدھر رکھ دیا جاتا ہے اور اس میں اناج وغیرہ بھر کر لے جایا جاتا ہے۔ اردو میں گون یا گونا کہتے ہیں۔ نظیر اکبر آبادی:

جب چلتے چلتے رستے میں یہ گون تری ڈھل جاوے گی

۳۔ دانگ یا دانگ (بانگ کے وزن پر)، ایک چھوٹا وزن جو مثقال کے چھٹے حصے کے برابر ہے۔ نیز ایک چھوٹا سکہ جیسے دمڑی۔ معرب میں دال پر زبر اور نون پر زیر لگائی گئی ہے۔ اس کی جمع دوانق آتی ہے یا دوانیق۔ دوسرے عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور کو اس کی کنجوسی کی بنا پر "ابوالدوانیق" کہا جاتا تھا۔

۴۔ ایک قسم کا قزغل یعنی روئی بھرا ہوا لبادہ جو تاتاریوں میں رائج تھا۔ جیسے ہمارے ہاں دگلا ہوتا تھا۔

۵۔ یعنی تنگ و تاریک کوٹھڑی۔

۶۔ دیکھئے "دیزج"۔

۷۔ ترپ، ترپک، ترپہ یا ترف ایک دلچسپ لفظ ہے۔ فرہنگ رشیدی میں اس کے معنی نہیں بتائے گئے صرف یہ لکھا ہے کہ اسے ترکی زبان میں قرا قروت (کالا دہی) اور عربی میں مصل کہتے ہیں۔ دوسری فرہنگوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کچ، زخیبن اور کشک سیاہ بھی اس کے مترادفات ہیں۔ ان سب الفاظ کے ذیل بارہ مختلف معانی بتائے گئے ہیں۔ ان کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک سیاہ رنگ کا ترش اور گاڑھا خوردنی محلول ہے۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک سادہ اور کم خرچ کھانا ہے جو صحرائی علاقوں میں رائج تھا۔ کھٹے دودھ یا چھاچھ میں کالے جو کا آٹا یا دلیہ ابال لیا جاتا تھا۔ اسے سردیوں میں گرم اور گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے استعمال کیا جاتا تھا۔ بعد میں کالے جو کی جگہ گندم اور سفید جو استعمال ہونے لگے اور گوشت کا اضافہ کر کے اسے حلیم یا ہریسہ کی شکل دے دی گئی تاہم اس کا پرانا نام قائم رہا۔

۸۔ شعر میں نکتہ یہ ہے کہ فارسی کا محاورہ "پیمانہ پُر شدن" ہے جس کے معنی زندگی ختم ہونے اور موت آجانے کے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ یہ عجب تماشا ہے کہ لوگ تو پیمانہ بھرنے سے مرتے ہیں اور میں پیمانہ خالی ہونے سے مر رہا ہوں۔

۹۔ سلجوقی دور کا بدنام شاعر، ماوراءالنہر کے شہر نسف (نخشب) کا رہنے والا تھا۔ اس کا بیشتر کلام، ہجو و ہزل پر مبنی ہے، اس لیے تذکرہ نویس نمونہ کلام درج کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ تاہم سوزنی کا یہ رویہ معاشرے کے اخلاقی زوال کا ردعمل تھا ورنہ اس کے ہاں اخلاقی موضوعات پر اشعار بھی موجود ہیں۔

صفحہ ۱۶۶

۱۔ صدیقی صاحب مولف کے اس قیاس کو خلاف حقیقت بتاتے اور حاشیے میں کہتے ہیں کہ عربی زبان میں "ودق" کی کوئی اصل نہیں ہے۔

۲۔ یعنی بکری کا بچہ۔

۳۔ ایک شکاری پرندہ جو باز سے چھوٹا ہوتا ہے۔

۴۔ انندراج میں اسے فرد یک کا معرب بتایا گیا ہے۔

۵۔ کوئی دو رنگ کی چیز بالخصوص چتکبرا گھوڑا۔
۶۔ صاف اور خالص شراب جسے اصطلاح میں صافی کہا جاتا ہے۔

صفحہ ۱۶۷

۱۔ "کاک" کے فارسی میں متعدد معانی ہیں۔ سب سے مشہور معنی "چپاتی" یا "پھلکے" کے ہیں۔ اسی مناسبت سے دوسرے معنی دبلے سوکھے آدمی یا مرغی سے جانور کے ہوتے ہیں۔ فرہنگ آنندراج کے مطابق ان دوسرے معنی میں کاک کا معرب "قاق" ہے اور پہلے معنی میں "کعک"۔
۲۔ یہ جشن ایرانی سال کے گیارھویں مہینے بہمن کی دسویں تاریخ کو منایا جاتا ہے یعنی تیس جنوری کو۔
۳۔ بعض فرہنگ نویسوں نے اسے "فرواق" لکھا ہے جو "پروانک" سے زیادہ قریب ہے۔
۴۔ "پروانہ" بڑا کثیر المعانی لفظ ہے۔ اس کا سب سے معروف معنی پتنگا ہے جو شمع پر منڈلاتا ہے۔ صاحب آنندراج نے اسی مناسبت سے شیر کے اردگرد رہنے والے جانور کو پروانہ قرار دیا ہے۔ لیکن یہ محل نظر ہے۔ شاہی رقعے کو بھی پروانہ کہا جاتا ہے اور یہ رقعہ لے جانے والے یعنی پیغام رساں کو بھی پروانہ کہتے ہیں۔ اسی لحاظ سے شاہی لشکر کے آگے چلنے والے نقیب پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔ شیر کے آگے چلنے والے جانور کو اس اعتبار سے پروانہ کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔
۵۔ گلستان سعدی کی ایک حکایت میں کہا گیا ہے کہ یہ جانور سیاہ گوش ہے۔
۶۔ قرآن مجید میں یہ لفظ اہل جنت کے لباس کے ضمن میں چار بار آیا ہے۔ آنندراج میں شاہ رفیع الدین کے "رسالۂ احوال قیامت" کے حوالے سے اطلس کے مماثل بتایا ہے۔ شاہ عبدالقادر اپنے ترجمۂ قرآن میں اس کے معنی "گاڑھا ریشم کا کپڑا" لکھتے ہیں۔
۷۔ یعنی سلائی کے ساتھ آنکھوں میں لگائی جانے والی دوا یا قبض کی حالت میں رکھی جانے والی بتی۔

صفحہ ۱۶۸

۱۔ لغوی معنی ہیں "کھودی ہوئی" کندن مصدر سے اسم مفعول ہے۔
۲۔ دیکھیے "زریخ"۔
۳۔ غالباً برف و باد کا طوفان مراد ہے۔
۴۔ صاحب فرہنگ آنندراج نے اس آخری مفروضے کو بے اصل بتایا ہے اور "خیابان" کے حوالے سے لکھا ہے کہ "زندیق" دراصل "زندیک" کا معرب ہے۔ زند زرتشت کی کتاب ہے۔ اس پر یائے نسبتی بڑھانے سے "زندی" بن گیا اور آخر میں کاف تصغیر برائے تحقیر لگانے سے "زندیک" بن جاتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نے لفظ "زندیق" پر اپنے مضمون "معرب لفظوں میں حرف ق کی حیثیت" میں بھی بحث کی ہے (دیکھیے مقالات صدیقی، پہلا حصہ)۔

صفحہ ۱۶۹

۱۔ دیکھیے "قاق"۔
۲۔ ایک لوہے کی گولی میں، جو بچوں کے کھیلنے والے انٹے کے برابر ہوتی ہے، چار کیل اس تناسب سے پیوست کیے جاتے ہیں کہ اگر اسے زمین پر ڈالا جائے تو تین کیل تو تپائی کی شکل بنا لیتے ہیں اور چوتھا عمودی حالت میں آسمان کی طرف رخ کر لیتا ہے۔

۳۔ اس کو ہندی میں رام تلسی اور فارسی میں بالنگوے خورد بھی کہتے ہیں۔
۴۔ یعنی چھالیہ یا سپاری جو پان میں کھائی جاتی ہے۔
۵۔ یعنی چھلنی۔

صفحہ ۱۷۰

۱۔ یعنی سونٹھ۔
۲۔ یعنی ناریل۔
۳۔ صدیقی صاحب نے حاشیے میں بتایا ہے کہ دراصل "سنگ گیل" ہے۔ نسخۂ طہران کے مرتب نے بھی "گیل" ہی لکھا ہے۔
۴۔ یعنی تھیلی یا جھولی۔
۵۔ سندھ کا مشہور شہر اور اہم بندرگاہ تھی۔ اس کا محلِ وقوع اب تک متعین نہیں ہو سکا۔ اس کے بارے میں پہلا حوالہ بلاذری کی فتوح البلدان میں ملتا ہے جو سنہ ۵۱ھ سے متعلق ہے۔ مختلف عرب سیاحوں نیز البیرونی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ کوئی چھ سو سال تک یہ بندرگاہ اہمیت کی حامل رہی پھر اس کا نام و نشان مٹ گیا۔
۶۔ دریائے سندھ بحیرۂ عرب میں گرنے سے قبل ڈیلٹا بناتا اور کئی شاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ ان میں سے ایک شاخ پر یہ بندرگاہ وجود میں آئی جسے ابتدا میں لوہارانی بندر کہا جاتا تھا۔ تیرھویں صدی عیسوی کے اختتام تک یہ نئی بندرگاہ پوری طرح دیبل بندر کی جگہ لے چکی تھی۔ بعد کے مورخین اسے لاہری بندر کہتے ہیں جو غالباً لوہارانی کا مخفف ہے۔ بعض نے رشیدی کی طرح لاہوری بندر بھی کہا ہے۔ دریائے سندھ کی اس شاخ کے تنگ اور پھر خشک ہونے سے یہ بندرگاہ بھی ختم ہو گئی۔
۷۔ السمعانی اور یاقوت بھی متعدد محدثین کا ذکر کرتے ہیں۔
۸۔ یعنی ہڑ، بہیڑا اور آنولا۔

صفحہ ۱۷۱

۱۔ یعنی کالی مرچ۔
۲۔ لفظ "انجیل" یونانی زبان سے ماخوذ بتایا جاتا ہے جس کے معنی خوش خبری اور بشارت کے ہیں۔ تفصیلات اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔
۳۔ رے (موجودہ طہران) کے جنوب اور کاشان کے شمال مغرب میں ایک اہم شہر۔
۴۔ ایک سرخ رنگ کی لکڑی ہے جس کے جوشاندے سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔ پنساری اس کو پتنگ کہتے ہیں۔
۵۔ یعنی ریشم۔ جب ریشم کا کیڑا اپنے اردگرد کویا بناتا ہے تو اس کی تکمیل کے بعد جون بدل کر کوے کو پھاڑتا اور باہر نکل آتا ہے۔ اس کے نکلنے سے پہلے وہ کویا ابریشم کہلاتا ہے اور نکلنے کے بعد اسے کژ یا کج کہتے ہیں، جس کے معرب "قز" کا ذکر پہلے (باب "ز" میں) آچکا ہے۔
۶۔ "بہار عجم" کی رو سے مرہم ملہم یا ملغم کا معرب ہے۔ ہمارے ہاں عوام میں ملّم (لام پر تشدید) کہا جاتا ہے جس میں لام اور "ہ" کا ادغام کر دیا گیا ہے۔

صفحہ ۱۷۲

۱۔ ایک بیماری جسے عربی میں ذات الجنب کہتے ہیں۔ اس میں پھیپھڑوں پر ورم آجاتا ہے گویا ایک طرح کا

لکھو دیا ہے۔

۲۔ چول= قم + گان (مستی) یعنی خمدار یا مڑا ہوا عصا۔ پولو کھیلنے کی چھڑی جو ہاکی اسٹک ایک سرے پر مڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ نام دیا گیا۔

۳۔ ترمذ سے چغانیان جانے والے راستے پر صرمنجان کا شہر تھا۔ اس کے قریب دریائے زامل بہتا تھا۔

۴۔ یعنی کھڑے، بے ڈول یا فربہی کو دیکھو۔

۵۔ یعنی بلاذری نے "فتوح البلدان" میں لکھا ہے کہ قلعۂ قزوین کا نام فارسی میں کشوین (کش بین) تھا۔ اس کے معنے ہیں وہ حد جس کی نگرانی یا حفاظت کی جائے۔ قزوین، طہران سے کوئی سو میل دور مغرب کی سمت واقع ہے۔

۶۔ یہ ایسے شخص کو کہتے ہیں جو خود کھانے کا حریص ہو اور دوسروں کے کھانے میں مانع ہو یعنی دائیں ہاتھ سے کھائے اور بائیں ہاتھ سے ساتھ کھانے والے کو روکے۔

۷۔ یعنی بینگن جو مشہور ترکاری ہے۔ ہمارے ہاں بادنجان بھی کہا جاتا ہے۔

۸۔ سمنگان اساطیری دور کا شہر ہوگا۔ اس کے بارے میں فردوسی کہتا ہے کہ رستم کی بیوی تہمینہ جو سہراب کی ماں تھی، شاہ سمنگان کی بیٹی تھی۔ آج کل یہ افغانستان میں کابل سے بلخ جانے والے راستے پر ایک اہم مقام ہے۔

صفحہ ۱۷۳

۱۔ فرہنگ اندراج میں دھتان کو سرخس کا ایک گاؤں بتایا گیا۔ سرخس، مشہد سے مرو جانے والی سڑک پر ایران کا سرحدی شہر ہے۔

۲۔ یعنی صاحب الفاظ۔

۳۔ کاسان شمالی ترکستان میں دریائے سیحون کے دائیں کنارے کی سمت میں واقع تھا۔ بلاذری اسے بلاد فرغانہ میں بتاتا ہے۔

۴۔ اصفہان کو طہران سے ملانے والی سڑک پر دونوں شہروں کے تقریباً وسط میں کاشان کا شہر ہے۔

۵۔ صدیقی صاحب نے اپنے پیش نظر مخطوطہ "ب" کی پیروی میں "اصفہان و اصبہان" درج کیا ہے لیکن فارسی اصل کو دیکھتے ہوئے "اسپاہان" کا معرب "اصفاھان" ہونا چاہیے۔ نسخہ "ج" میں اور نسخہ طہران میں "اصفاھان" ہی ہے۔

۶۔ یعنی روزن بمعنی دیوار کا سوراخ یا روشن دان۔ اکثر لغات نویس اسے ڑے سے نہیں زے سے صحیح بتاتے ہیں۔

۷۔ فرہنگ نویس اسے بھی زے سے بتاتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ معرب اور فارسی اصل میں محض زبر اور پیش کا فرق ہے۔

۸۔ ماہ بمعنی چاند اور "گوں" حرفِ تشبیہ ہے یعنی چاند جیسا۔ جس طرح گل گوں اور لالہ گوں ہے۔

۹۔ اب یہ افغانستان کا حصہ ہے اور اس علاقے کے مشہور شہر دوشی، خلمان اور سمنگان ہیں۔

۱۰۔ تخوار، تخار یا طخار کسی ایک شخص کا نہیں بلکہ قبیلے کا نام تھا۔ پروفیسر آرتھر کرسٹن سین نے "ایران بعہد ساسانیاں" (ص ۳۶) میں اس قبیلے کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۔ وہ سوراخ جس سے نشانہ تاکتے ہیں۔ نیز وہ شخص جو اونچی جگہ سے دشمن کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھتا ہے۔

علاوہ ازیں جاسوس اور مخبر کو بھی کہا جاتا ہے۔

۱۲۔ یعنی حاجب۔

۱۳۔ قہوہ پینے کی چھوٹی پیالی۔

صفحہ ۱۷۳

۱۔ صدیقی صاحب نے ترتیب کے وقت اپنے پیش نظر مخطوطات میں سے "ب" کو بنیاد بنایا ہے۔ اس مقام پر عبارت بے معنی ہوجاتی ہے جس کی درستی کے لیے لفظ "شخص" کا اضافہ ضروری ہے۔ مرتب کے ایک حاشیے سے معلوم ہوتا ہے کہ مخطوطہ "ج" میں یہ جملہ مختلف شکل میں پایا جاتا ہے۔

۲۔ یعنی زیب و زینت اور سجاوٹ۔ کسی شخصیت کے استقبال کے لیے راستے میں جو محرابیں وغیرہ بنائی جاتی اور اطراف کو سجایا جاتا ہے اسے آئین بندی کہتے ہیں۔

۳۔ یعنی وہ قبہ جو شادی یا شاہی جشن کے موقع پر بنایا اور اسے رنگ برنگے کپڑوں اور پھولوں وغیرہ سے آراستہ کیا جائے۔

۴۔ چیڑھ کے درخت کا تیل، دواؤں میں استعمال ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں رال اور قیر یعنی تارکول کو بھی قطران کہہ دیتے ہیں۔

۵۔ یعنی جانوروں کا فضلہ، گوبر، مینگنیاں وغیرہ۔

۶۔ ایک قسم کی چادر جس کو خطیب اور قاضی حضرات خطبہ پڑھتے ہوئے اپنے کندھوں پر ڈال لیتے ہیں۔

۷۔ یہ قوم، تالش (طالش) نامی علاقے کی رہنے والی تھی جو بحیرۂ خزر کے مغربی ساحل کے ساتھ واقع تھا۔ یاقوت نے اس علاقے کا نام بصیغۂ جمع طالشان اور طیلسان لکھا ہے۔

۸۔ استعمال شدہ گندہ پانی جمع ہونے کا چھوٹا حوض۔ پارگین بھی کہتے ہیں۔

۹۔ بنیادی معنی محفوظ و مستحکم کے ہیں، چنانچہ حفاظت کی غرض سے لگائی جانے والی کانٹوں کی باڑ یا نوک دار لکڑیوں کے جنگلے کو پرچین کہتے ہیں۔ اصطلاح میں ایک پتھر میں دوسرے رنگ کے پتھر کا پیوند لگانے کو پرچین کاری کہا جاتا ہے جس کا عوامی تلفظ پچی کاری ہے۔

۱۰۔ زلفی یا زلفین (زے پر پیش) زنجیر در کو کہتے ہیں۔ زلف کی مناسبت سے یہ نام رکھا گیا۔

۱۱۔ یعنی شطرنج کا وزیر۔

۱۲۔ جرجان کا صوبہ بحیرۂ خزر کے جنوب مشرقی گوشے پر واقع تھا۔ اس کا مرکزی شہر بھی اسی نام سے موسوم تھا۔

۱۳۔ صوبہ قومس کے شمال میں یعنی بحیرۂ خزر کے جنوبی ساحل کے ساتھ ساتھ طبرستان کا علاقہ ہے جو کوہ البرز کے بلند سلسلۂ کوہ پر مشتمل ہے۔ اس علاقے کی زبان میں "تبر" پہاڑ کو کہتے ہیں، اس لیے تبرستان نام ہوا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس علاقے کا پسندیدہ ہتھیار تبر تھا اور یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے۔

۱۴۔ یعنی سانول ساتری۔ سداب کا معرب "سذاب" ہے جو پہلے آچکا ہے۔

۱۵۔ شہر طہران کو جو آج کل ایران کا دارالحکومت ہے، قدیم شہر رے کا قائم مقام سمجھنا چاہیے۔

۱۶۔ طوس دو شہروں کا مجموعہ تھا۔ ایک کا نام طبران یا طابران تھا اور دوسرے کا نوقان۔

۱۷۔ بہادر، جنگجو، قوت و اقتدار کا مظہر۔

صفحہ ۱۷۵

۱۔ یہ کاشان کے مضافات میں ایک گاؤں کا نام ہے۔
۲۔ صغانیان ایک علاقے کا نام بھی تھا اور اس کے مرکزی شہر کا بھی۔ یہ ماوراء النہر میں دریائے زامل کے بالائی حصے میں واقع تھا جو یہاں دریائے صغانیان کہلاتا تھا۔ چوتھی صدی ہجری میں اس شہر کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔
۳۔ ایک گہرے سرخ رنگ کا پھول نیز ایک درخت جس پر کثرت سے سرخ پھول لگتے ہیں۔
۴۔ مدائن، جو ساسانی بادشاہوں کا صدر مقام تھا، بغداد سے جنوب کی طرف سات فرسنگ کے فاصلے پر دریائے دجلہ کے دونوں کناروں پر آباد تھا۔
۵۔ سجستان، خراسان کے جنوب میں واقع ہے۔ اس کو سیستان اور نیمروز بھی کہتے تھے۔ آج کل یہ افغانستان اور ایران میں منقسم ہے۔ "ایران بعہد ساسانیاں" میں لکھا ہے: "قوم ساکا (سکائی تھین) کے بعض قبائل... صوبجات باختر (بلخ)، اراخوزیا... اور درنگیانہ میں آن گھسے۔ چنانچہ اُن صوبوں کا نام اسی زمانے سے سکستان یا ساکستان پڑ گیا۔ آج جو صوبہ سیستان کہلاتا ہے وہ اسی علاقے کا ایک حصہ ہے۔" (ص ۲۷)
۶۔ یعنی سک (سرکہ) + انگبین (شہد)۔
۷۔ کہتے ہیں کہ یہ شہد کے سے قوام اور مٹھاس والی ایک چیز ہے جو شبنم کی طرح خراسان کے علاقے میں اشترخار (اونٹ کٹارا یا اونٹ کٹیلی) کے پودوں پر گرتی ہے اور جم کر سرخ شکر کی طرح ہو جاتی ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ "من" (من و سلویٰ والا) یہی چیز ہے۔
۸۔ یعنی گل (گلاب کا پھول) + انگبین (شہد)۔ یہ ایک ہلکا جلاب ہے۔ اگر شہد کی جگہ شکر استعمال کی جائے تو گلقند کہلاتا ہے۔
۹۔ بید کا درخت جس سے چھڑیاں بنائی جاتی تھیں اور اس کی چھال کرسیاں وغیرہ بننے کے کام آتی ہے۔ اردو میں بینت یا بیت کہتے ہیں۔
۱۰۔ قیروان کی بنیاد سنہ ۵۰ھ میں عقبہ بن نافع نے رکھی تھی۔
۱۱۔ بحیرۂ خزر کے مغربی ساحل پر واقع آذربائیجان اب ایک خودمختار ملک ہے۔
۱۲۔ ایرانی سال کا ساتواں مہینہ جس میں آفتاب برج میزان میں ہوتا ہے۔ (۲۱ ستمبر سے ۲۰ اکتوبر تک)۔

صفحہ ۱۷۶

۱۔ یعنی ترازو کی سوئی یا کانٹا جو وزن کی کمی بیشی کا اظہار کرتے ہیں، اس کے علاوہ ترازو کی ڈنڈی کے درمیان والی ڈوری بھی، جس کو پکڑ کر تولا جاتا ہے، عمود کہلاتی ہے۔
۲۔ الف و لام (ال) نکرہ کو معرفہ بنانے کے لیے یا نوع اور جنس کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسم علم میں الف لام نہیں لگتا۔
۳۔ عربی نحو کی اصطلاح میں کسی اسم کے کسرہ اور تنوین قبول کرنے کے عمل کو انصراف اور قبول نہ کرنے کو عدم انصراف کہتے ہیں۔
۴۔ یعنی امام غزالی کی فارسی کتاب "کیمیائے سعادت" جو انھی کی عربی تالیف "اکسیر ہدایت" کا ترجمہ ہے۔

۵۔ امام غزالی کی معروف عربی تالیف "احیاء العلوم فی الدین" مراد ہے۔
۶۔ دربان، یہاں کسی غلط فہمی کے باعث لکھا گیا ہے۔ سلاطین اور امرا کی ڈیوڑھی پر شہنائی بجانے کا دستور رہا ہے بانسری کا نہیں۔
۷۔ فارس کے صدر مقام شیراز سے کوئی ساٹھ میل مغرب کی جانب ایک مشہور شہر ہے۔
۸۔ لکڑیاں یا چارہ وغیرہ تولنے کی بڑی ترازو جس کا ایک ہی پلڑا ہوتا ہے اور دوسری جانب ایک وزن مستقل بندھا رہتا ہے۔ یہ کسی چھت یا اونچی چیز سے آویزاں ہوتی ہے۔ اردو میں اسے "تک" کہا جاتا ہے جس کا اسم تصغیر "تکڑی" ہے۔
۹۔ جروقان، اسی نام کے ایک دریا کے کنارے ہمدان کے علاقے کا شہر تھا۔ جروک سے منسوب ایک جروکان ہرات کے نواح میں بھی بتایا جاتا ہے۔
۱۰۔ زمین و آسمان کا درمیانی خلا۔ اسی نسبت سے ہوا کو بھی کہتے ہیں۔ اس کے ایک معنی نشیبی زمین کے بھی ہیں۔

صفحہ ۱۷۷

۱۔ اصفہان اور یزد کے تقریباً درمیان میں ابرقوہ واقع ہے۔
۲۔ بردع نامی مملکت کی ملکہ کا نام جس کا قصہ سکندر نامۂ نظامی میں آتا ہے۔
۳۔ یہاں روم سے مراد ترکی ہے۔ انقرہ آج کل ترکی کا دارالحکومت ہے۔
۴۔ گرہ کے معنی گانٹھ یا عقدے کے ہیں جس سے مراد رکاوٹ اور دشواری لی جاتی ہے۔
۵۔ یعنی گرہ کشائی اور کاربرآری۔

صفحہ ۱۷۸

۱۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی فاصلے یا راستے کے عین درمیانی مقام کو فارسی میں "کنارہ" کہتے تھے۔ لغات کی معروف کتابوں میں یہ لفظ مل نہیں سکا۔
۲۔ مولف نے اس جگہ "سامانہ" کا لفظ دیا ہے۔ فاضل مرتب نے اپنے حاشیے میں کہا ہے کہ ممکن ہے یہ "سمانہ" ہو جو "آسمانہ" کا مخفف ہے یا پھر "سامان" ہو سکتا ہے جو نظامی نے مثنوی "خسرو و شیریں" میں قصبہ یا شہر کے لیے استعمال کیا ہے۔ لیکن شہر و قصبہ کی تو یہاں گنجائش نہیں کیونکہ مولف "جنارہ" کو پہلے ہی "دہ" کہہ چکا ہے اور قصبہ یا شہر کہنے سے مضمون میں کوئی ترقی نہیں ہوتی۔ بظاہر "سامانہ" کا تعلق "سامان" ہی سے معلوم ہوتا ہے۔ "سامان" ایک کثیر المعانی لفظ ہے۔ خود رشیدی نے "فرہنگ رشیدی" میں جو معانی دیے ہیں اور دوسری فرہنگوں سے ان کی تصدیق ہوتی ہے، ان میں ایک تو "نظام و ترتیب اسباب" ہے اور دوسرا "قرار و آرام"۔ یہ دونوں معنی یہاں بخوبی چسپاں ہوتے ہیں۔ یہ جگہ استرآباد اور جرجان جیسے دو اہم مقامات کے عین وسط میں تھی۔ پھر دو مملکتوں کی سرحد بھی یہاں ملتی تھی۔ اس لیے یہ مقام مسافروں اور قافلوں کے قیام کے لیے موزوں ہوگا۔ اگر "سامانہ" آسمانہ کا مخفف سمانہ بھی ہو تو آسمانہ کے معنی "گھر کی چھت" کے ہوتے ہیں اور یہ معنی بھی ہمارے اخذ کردہ مطالب کی تائید کرتے ہیں۔
۳۔ بہ = پھل + نیک = اچھا۔

ضمائم

۱۔ نسخہ "ب" میں مؤلف کے اضافات و توسیعات

۲۔ ٹھٹھہ... اقتباسات از گزیٹیئر آف سندھ

۳۔ مقدمہ "منتخب اللغات" میں عبدالرشید کی منظومات

ضمیمہ نمبر ا

نسخہ "ب" میں مولف کے اضافات و توسیعات

نمبر شمار	حوالہ نسخہ "ب"	تفصیلات	حوالہ موجودہ اشاعت
۱۔	ورق ۲۔الف سطر ۳	...تنوین [دو زیر دو زبر دو پیش] و لام تعریف...	ص ۷۱
۲۔	۳۔الف، ۷	معرب تالشان [وشفارج... بہم رسیدہ] (کوئی پانچ سطریں)	ص ۷۲
۳۔	۳۔ب، ۸	هندام [(بالکسر) معرب هنداز و هندام (بالفتح)] کہ لفظی...	ص ۷۳
۴۔	۴۔الف، ۵	[بروزن جردحل (بہ سکون حا) چنانکہ صاحب قاموس گفتہ]	ایضاً
۵۔	۴۔ب، ۸	[قاعدہ (۵): هر لفظی...(معرب باشہ و بادہ] (پانچ سطریں)	ایضاً
۶۔	۵ ب، ۲	طا [و گاہی بہ تای مثلثہ چون توث (معرب توت)]	ص ۷۴
۷۔	۵ ب، ۵	سازند [یا حرفی دیگر زیادہ کنند] تا ملاقی شود۔	ایضاً
۸۔	۵ ب، ۷	[وکس (بالضم و ثانی مشدد) معرب کس و بس معرب بس بنا بر قولی]	ایضاً
۹۔	۶ ب، ۵	[و ازین مرکب است... مامون بودہ] (اڑھائی سطر)	ص ۷۵
۱۰۔	۷۔الف، ۹	بلخ [کہ مولد ظہیر فاریابی است]	ص ۷۶

۱۱۔	۷ ب، ۳	ترکستان [کہ مولد ابونصر فارابیست]	ص ۷۶
۱۲۔	۷ ب، ۷	زریاب بالکسر [معرب] زرآب۔	ایضاً
۱۳۔	۸۔ الف، ۲	[و فی القاموس... امر بمیزاب است نباشد] (پانچ سطریں)	ص ۷۷
۱۴۔	۸۔ ب، ۲	سکجونہ [بفتح سین و با و سکون (نون اول)]	ایضاً
۱۵۔	۹۔ الف، ۲	کباب [کہ در عربی... معرب جامعہ] (چار سطریں)	ص ۷۸
۱۶۔	۹ ب، ۸	باشد [و تغییر فتح... مذکور است] (چار سطریں)	ص ۷۸۔۷۹
۱۷۔	۱۰۔ الف، ۸	[رصوجہ بالفتح... کذا فی الصراح] (ایک سطر)	ص ۷۹
۱۸۔	۱۱ ب، ۱	[و این کلمہ سریانی... و خوسطر یا تصحیف است] (تیرہ سطریں)	ص ۸۰
۱۹۔	۱۲ ب، ۵	[بفتح ھر دو فا... بہم رسد] (پانچ سطریں)	ص ۸۲
۲۰۔	۱۳۔ الف، ۳	اسکرج [بضم الف و کاف و فتح را]	ایضاً
۲۱۔	۱۳ ب، ۲	اسپیداب [یا اسپیداو... بسیار است] (پانچ سطریں)	ص ۸۳
۲۲۔	۱۴۔ الف، ۷	[و صاحب قاموس... از آن انسب] (تین سطریں)	ص ۸۴
۲۳۔	۱۴ ب، ۵	والجربث... فی حدیث عمار][☆] (دو سطریں)	ایضاً
۲۴۔	۱۵ ب، ۹	[و آن شہریست... پدر افراسیاب] (ایک سطر)	ص ۸۶
۲۵۔	۱۶۔ الف، ۷	[کہ خفش... رسوت گویند] (ایک سطر)	ایضاً
۲۶۔	۱۶۔ الف، ۸	[و آن پیمانہ... قسمت کنند] (ایک سطر)	ایضاً
۲۷۔	۱۷۔ الف، ۲	[کہ فرزجہ نیز معرب آنست]۔	ص ۸۷
۲۸۔	۱۷۔ الف، ۲	[ولہذا مسیحا نیز استعمال کنند]۔	ص ۸۸

۲۹۔ ۱۷۔ الف، ۷ فرنج [بفتح ھر دو فا]۔ ص ۸۸

۳۰۔ ۱۷ ب، ۲ پرند [بالفتح]۔ ایضاً

۳۱۔ ۱۷ ب، ۳ کستودو [بفتح کاف و تا و سکون سین و زای معجمہ]۔ ایضاً

۳۲۔ ۱۷ ب، ۸ [اما لاجورد مغیر لاژورد... مبین شدہ] (ڈیڑھ سطر) ص ۸۹

۳۳۔ ۱۸۔ الف، ۲ معرب کند [بکاف تازی]۔ ایضاً

۳۴۔ ۱۸۔ الف، ۳ کرمان [قریب یزد کہ الحال عوام باقی گویند]۔ ایضاً

۳۵۔ ۱۸ ب، ۶ قسبھد بالضم [وفتح الہاء]۔ ایضاً

۳۶۔ ۱۸ ب، ۷ تمرزد [یعنی نبات، گویا کہ اطراف او را بہ تمر زدہ اند]۔ ایضاً

۳۷۔ ۱۹۔ الف، ۳ معروف [کہ الحال کوتا باد گویند]۔ ص ۹۰

۳۸۔ ۱۹۔ الف، ۴ [و دراصل کنابد... ظاھری شود] (دو سطریں) ایضاً

۳۹۔ ۱۹۔ الف، ۸ دیوذ [بفتح دال و سکون یای مثناۃ و ضم بای موحدہ]۔ ایضاً

۴۰۔ ۱۹۔ الف، ۹ [مواضع الجزیرہ... کذا فی المغرب] (ایک سطر) ایضاً

۴۱۔ ۱۹ ب، ۲ گودرہ [یعنی بچہ گاو]۔ ص ۹۰۔۹۱

۴۲۔ ایضاً الدخدار [بالفتح]۔ ص ۹۱

۴۳۔ ۱۹ ب، ۶ شبختر [بالضم]۔ ایضاً

۴۴۔ ۱۹ ب، ۹ [بخور... معرب روزگار] (تین سطریں) ایضاً

۴۵۔ ۲۰۔ الف، ۹ اشخر [د آن شہریست... مستی گشت] (اڑھائی سطریں) ص ۹۲

۴۶۔ ۲۰ ب، ۹ [ریصار (بالکسر) معرب ریچار]۔ ایضاً

۴۷۔ ۲۲۔ الف، ۵ فیروزآباد [(بالکسر) کہ مغیر است]۔ ص ۹۳

۴۸۔	۲۲ ب، ۲	درو بوو [آنچہ درھمہ بساتین] باشد۔	ص ۹۴
۴۹۔	۲۲ ب، ۸	[چہ فعلال بالفتح از غیر مضاعف در کلام عرب نیامدہ]۔	ص ۹۵
۵۰۔	۲۳۔ الف، ۱	معروف [برقیاس کوس]۔	ایضاً
۵۱۔	۲۳۔ الف، ۲	[چہ فعلیل بالفتح در کلام عرب نیامدہ]۔	ایضاً
۵۲۔	۲۳۔ الف، ۵	[و اختلاف فتح و کسر... بحال خود دارند] (پانچ سطریں)	ایضاً
۵۳۔	۲۳ ب، ۱	[و آن وھیست چند از ھرات]۔	ایضاً
۵۴۔	۲۳ ب، ۳	[یا گاومیش کہ مخفف گاومیش است]۔	ص ۹۶
۵۵۔	۲۴۔ الف، ۱	طبرس [بالفتح طاوبا]۔	ایضاً
۵۶۔	۲۴۔ الف، ۴	فیثا گورس [بواو معدولہ]۔	ایضاً
۵۷۔	ایضاً	گالینوس [بواو معدولہ]۔	ایضاً
۵۸۔	۲۴۔ الف، ۵	معرب ثمنا تمیں [کہ یونانیست... نیامدہ] (پانچ سطریں)۔	ایضاً
۵۹۔	۲۴ ب، ۶	[چہ فعلال بالفتح از غیرمضاعف در کلام عرب نیامدہ]۔	ص ۹۷
۶۰۔	۲۵۔ الف، ۶	معرب بربت [یعنی سینۂ بط زیرا کہ شبیہ است بدان]۔	ص ۹۸
۶۱۔	۲۵ ب، ۱	مجازفۃ [وجزافا بالکسر]۔	ایضاً
۶۲۔	۲۶۔ الف، ۷	[کذا فی الانساب... ذکر کردی] (دو سطریں)۔	ص ۹۹
۶۳۔	۲۶۔ الف، ۸	جوسق [بالفتح جیم وسین مہملہ]۔	ایضاً
۶۴۔	۲۶۔ الف، ۸	خیوق (بالکسر [وفتح الواو]۔	ایضاً
۶۵۔	۲۷۔ الف، ۱	منجنیق [بالفتح والکسر]۔	ص ۱۰۰

۶۶۔ ۲۷۔ الف، ۷ [واز فرھنگ ھا... واللہ اعلم] (۱۲ سطریں مع تین شعر) ص۱۰۰۔۱۰۱

۶۷۔ ۲۷۔ الف، ۸ باشق [بفتح شین وکسر آن]۔ ص ۱۰۱

۶۸۔ ۲۷ ب، ۱ [کذا قیل لیکن در تاریخ جہق معرب بہہ گفتہ چنانکہ گذشت] (ایک سطر) ایضاً

۶۹۔ ۲۷ ب، ۲ [و فی القاموس: الراووق... الحق معرب اند] (نو سطریں)۔ ایضاً

۷۰۔ ۲۸۔ الف، ۴ اوزق [حرسہ بروزن افعل]۔ ص ۱۰۲

۷۱۔ ۲۸ ب، ۸ طاق معرب [تاک یعنی]۔ ص ۱۰۳

۷۲۔ ۲۹ ب، ۷ کرن پھول [کہ لفظ ھندیست... مسمیٰ شدہ] (تین سطریں)۔ ص ۱۰۴

۷۳۔ ۳۰ ب، ۴ تر پھل [وآن لفظ ھندیست... سہ است] (چار سطریں)۔ ص ۱۰۵

۷۴۔ ۳۰ ب، ۵ معرب [انگیلون کہ قلب]۔ ایضاً

۷۵۔ ۳۰ ب، ۶ عکس است [پس واو و نون... عرب نیامدہ] (تین سطریں)۔ ایضاً

۷۶۔ ۳۱۔ الف، ۱ [الرھم آنچہ برجراحت... محل تامل است] (تین سطریں)۔ ص۱۰۵۔۱۰۶

۷۷۔ ۳۱۔ الف، ۲ شلغم [وبشین معجمہ نیز آمدہ]۔ ص ۱۰۶

۷۸۔ ۳۱۔ الف، ۴ [یقال برسم بالضم وکسر السین فھو مبرسم بالضم وفتح السین]۔ ایضاً

۷۹۔ ۳۱۔ الف، ۶ صرمنجان [بفتح صاد ومیم]۔ ایضاً

۸۰۔ ۳۱۔ الف، ۸ ترکیبی آن [کج رابنین، است]۔ ایضاً

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

maablib.org

ضمیمہ نمبر۲: ٹھٹھہ

(اقتباسات از "گزیٹیئر آف سندھ" مرتبہ اے۔ ڈبلیو۔ ہیوز، دوسرا ایڈیشن، لندن ۱۸۷۶ء)

"ٹھٹھہ (یا ٹھٹھو، جو یہاں کے باشندوں میں نگر ٹھٹھو کے نام سے معروف ہے) جھرک ڈپٹی کلکٹری کا اہم شہر ہے... اس کا فاصلہ کراچی سے پچاس میل (بجانب مشرق)، جھرک سے بتیس میل (جنوب جنوب مغرب میں) اور میرپور ساکرو سے چوبیس میل (شمال مشرق میں) ہے... آبادی (۱۸۷۱ء کی مردم شماری کے مطابق) ۷۹۵۱ افراد، جن میں سے ۳۸۷۳ مسلمان اور ۴۰۷۰ ہندو ہیں۔ مسبوق الذکر میں سب سے زیادہ بااثر صوفی، شیرازی اور بخاری وغیرہ سیدوں کے خاندان ہیں جن میں سے اکثر تین صدیوں سے زائد عرصے سے یہاں مقیم ہیں۔ ان میں کچھ عالم فاضل لوگ بھی ہیں اور بالعموم یہاں کے باشندے اُن کا احترام کرتے اور اُن سے عقیدت رکھتے ہیں۔ ٹھٹھہ کی آبادی گزشتہ پچاس بلکہ یوں کہیے کہ سو سال کے عرصے میں بہت کم ہوگئی ہے۔ ہملٹن، جو سنہ ۱۶۹۹ء میں یہاں آیا تھا، اِسے ایک بڑا اور متمول شہر بتاتا ہے جس کا طول تین میل اور عرض ڈیڑھ میل تھا۔ اُس کا بیان ہے کہ اُس کی آمد سے ذرا پہلے یہاں کے اسّی ہزار باشندے طاعون کی وبا میں ہلاک ہوگئے تھے، جس کے نتیجے میں

آدھا شہر ویران پڑا تھا۔" (ص۸۔ ۸۳۷)

"بعض بعض عمارتیں تین تین چار چار منزلہ ہیں... پوٹنگر اور ووڈ دونوں یک انداز لکھتے ہیں: تمام مکانات بادگیروں کے نرغے میں ہیں جس کے لغوی معنی "ہوا پکڑنے والے" کے ہیں۔ یہ بادبان سے مشابہت رکھنے والے ہوادان ہیں جو یہاں کے [گرم، مرطوب]☆[۱] اور حبس زدہ ماحول میں خنک اور فرحت بخش ہوا کا دھارا فراہم کرتے ہیں۔ شہر کا ظاہری تاثر حزن آمیز اور ملال انگیز ہے۔" (ص۸۳۹)۔

"یہاں کے قدیم خرابوں میں جامع مسجد اور قلعہ قابل ذکر ہیں۔ خود ٹھٹھہ شہر بھی بلاشبہ نہایت قدیم ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک یہی قدما کا بیان کردہ شہر پٹالا ہے۔ اوڑام کی رائے کے مطابق ٹھٹھہ کی بنیاد سنہ ۱۴۴۵ء میں رکھی گئی تھی لیکن دوسرے مصنفین کا خیال ہے کہ ۱۵۲۲ء سے قبل ایسا ہونا ممکن نہیں۔ عموی رائے یہ ہے کہ پہلی تاریخ درست تر ہے،☆[۲] نیز یہ کہ ٹھٹھہ کا عروج سمہ خاندان☆[۳] کے حکمرانوں کا مرہون منت ہے۔" (ص۸۴۱)۔

حواشی

۱۔ اس جگہ صدیقی صاحب کی نقل کردہ عبارت سے دو تین الفاظ، کاغذ شکستہ ہونے کے باعث، ضائع ہو گئے ہیں۔

۲۔ ٹھٹھہ شہر کی قدامت کے بارے میں ووڈ کا یہ بیان نہایت گمراہ کن ہے۔ اس موضوع پر پیر حسام الدین راشدی مرحوم نے نہایت عالمانہ بحث کی ہے جو ان کے مرتبہ علی شیر قانع کے منظوم رسالے "مکلی نامہ" کے سندھی زبان میں تحریر کردہ حواشی میں ملتی ہے۔ اس بحث کی تلخیص اعجاز الحق قدوسی مرحوم نے "تاریخ سندھ" (حصہ اول، لاہور، جون ۱۹۷۱ء) میں درج کی ہے۔ مختصراً یہ کہ "تاریخ مبارک شاہی" میں یحییٰ بن احمد سہرندی نے سنہ ۵۷۱ھ کے واقعات کے ذیل میں سلطان معز الدین (غوری) محمد بن سام کے اچ و

ملتان اور ٹھٹھہ پر لشکر کشی کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ایک اور مخطوطے میں اس مقام پر صرف اچ و ملتان کا ذکر ملتا ہے۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتا کا خیال ہے کہ یہاں غلطی سے بجائے "بھاٹیہ" کے ٹھٹھہ درج ہوگیا ہے۔ البتہ حضرت امیر خسرو کے دیوان "تحفۃ الصغر" میں، جو ان کی ۱۶ تا ۱۹ سالہ عمر (۶۶۷ھ تا ۶۷۰ھ/ ۷۰-۱۲۶۹ء تا ۷۳-۱۲۷۲ء) کے کلام پر مشتمل ہے، ایک غزل کا مطلع ملتا ہے جس میں ٹھٹھہ کا نام بطور قافیہ آیا ہے:

سروے چو تو در اچہ و در ٹھٹھہ نباشد
گل مثل رخ خوب تو البتہ نباشد

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹھٹھہ ساتویں صدی ہجری کے ساتویں عشرے (تیرھویں صدی عیسوی کے نصف آخر) میں ایک آباد اور بارونق شہر تھا۔ اس کے بعد عہد سلاطین کی تاریخی اور ادبی تصانیف میں ٹھٹھہ کا ذکر متواتر آتا رہا ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر ٹھٹھہ کی بنیاد کے بارے میں سندھ گزیٹئر (اشاعت ۱۸۷۶ء) کے انگریز مرتب کا بیان، کہ یہ نویں صدی ہجری کے وسط میں آباد ہوا تھا، پایۂ اعتبار سے ساقط ٹھہرتا ہے۔

۳۔ چونکہ گزیٹئر کی متعلقہ اشاعت میں لفظ سمہ (Samma) مشکوک تھا، اس لیے ڈاکٹر صدیقی نے اپنی تحریر میں یہاں (Samura) لکھ کر آگے پنسل سے علامت استفہام (؟) لگادی ہے۔ سمہ خاندان نے سندھ پر سنہ ۷۵۲ھ تا ۹۲۳ھ (مطابق ۱۳۵۱ء تا ۱۵۱۹ء) حکومت کی ہے۔

ضمیمہ نمبر۳

منتخب اللغات کے مقدمے میں عبدالرشید کی منظومات

در حمد

دل ز کجا وین پر وبال از کجا — من کہ و تعظیم جلال از کجا
وہم سبک پای بسی رہ نوشت — ہم ز درش دست تہی بازگشت
پای سخن را کہ دراز ست دست — سنگ سراپردۂ او سر شکست
پرورش آموختگان ازل — مشکل این حرف نکردند حل
کز ازلش علم چہ دریاست این — تا ابدش ملک چہ صحراست این

در نعت

شحنۂ نہ مسند ہفت اختران — ختم رسل خاتم پیغمبران
احمد مرسل کہ خرد خاک اوست — ہر دو جہان بستۂ فتراک اوست
امی گویان بزبان فصیح — از الف آدم و میم مسیح
ہمچو الف راست بعہد وفا — اول و آخر شدہ بر انبیا
بود درین گنبد فیروزہ خشت — تازہ ترنجی ز سرای بہشت
رسم ترنج است کہ در روزگار — پیش دہد میوہ پس آرد بہار

در مدح پادشاہ

اگر رزم است رنگین از حسامش — وگر بزم است مشکین از کلامش

مہ نو حلقہ در گوش رکابش | یکی از نیزہ داران آفتابش
سنانش چون علم سازد سرانگشت | شود تسبیح ساز از مہرہ پشت
نگین چرخ اگر رخ بر فروزد | نگہ در چشم مہر و مہ بسوزد

مدح دیگر

سرور شاہان بتوانا تری | نامور دہر بدانا تری
یکہ دلہ شش طرف وہفت خوان | مرکز نہ دائرہ شاہ جہان
دین فلک و دولت او اخترست | ملک صدف خاک درش گوہرست
چتر بدورانش ہمائی کند | سر بہ جش دعوی پائی کند
جام سکارا کہ کفش ساقی ست | باقی بادا کہ ہمین باقی ست

تاریخ ولادت شاہ جہان

شاہنشہ زمانہ دانشور یگانہ
اسکندر تخمین صاحبقران ثانی
دین پرور معظم شاہ جہان کہ باشد
از جبہہ اش ہویدا فر جہانستانی
روزی کہ عالم پیر از مقدمش جوان شد
می تافت از جبینش نور خدایگانی
از چار ونہ نیاید دیگر چو او خدیوی
کامد قرین عکسش تائید آسمانی
از چارونہ گذرکن تا عقل برتو خواند
تاریخ مولدش را صاحبقران ثانی

تاریخ جلوس شاہ جہان

برشدہ بر تخت باقبال و بخت — شاہ جہان ثانی صاحبقران
آن شہ دین پرور کز فیض او — گشت جہان غیرت باغ جنان
باغ جہان خرم و سرسبز شد — از کرم بادشہ کامران
خضر لقا یوسف مصر وجود — عالم پیر از نظر او جوان
آمدہ تاریخ جلوسش ز غیب — شاہ جہان باشد و شاہ جہان

در مدح چہار پسر

بیت

ہر چار چہار رکن تمکین — مثل چار حدود کعبۂ دین

نظم

خداوندا بہ پیران جوان بخت — کہ تا ہست آسمان چتر و زمین تخت
بزیر پای تخت شاہش باد — جہارک چتر ظل الہیش باد
خراب آباد عالم باد معمور — بہ اولاد کرامش تا دم صور

maablib.org

اشاریہ

(بترتیب الفبائی)

۱۔ فہرست کلمات معرب

۲۔ فہرست اسمائے اشخاص

۳۔ فہرست اسمائے اماکن

۴۔ فہرست اسمائے کتب

maablib.org

۱۔ فہرست کلمات معرب

الف

ابدوج ۸۱
ابرقوہ (ابرکوہ) ۱۱۰
ابریسم ۱۰۵
ابریق ۹۹
ابزق ۱۰۲
ابلق ۱۰۱
ابلوج ۸۷
آبہ (آوہ = ساوہ) ۷۹
اترج، اترنج ۸۶
اجقان (آجگان) ۱۰۷
اذربیجان (آذربایگان) ۱۰۹
آذین ۱۰۷
ارجوان ۱۰۸
ارزن ۱۱۰
آزاذ ۹۰
استاذ ۹۰
استار ۹۳
استبرق ۱۰۲
اسفرنج ۸۵
اسفیداج ۸۳
اسکرج ۸۳
اشج، اشق ۸۵
اسبہان، اصفہان ۱۰۷
اصطخر (استخر) ۹۳
اطریفل ۱۰۵
افزق (ابزق) ۱۰۲
افیون ۱۱۰
اقلید ۸۹
الماس (ماس) ۹۶
املج ۸۵
امج ۸۳
انجر ۹۳
انجیل ۱۰۵
انقرہ ۱۱۰
انموذج ۸۳
اوزق (ابزق) ۱۰۲
اہلیلج ۸۵
ایارج ۸۷

ب

باباج ۸۶
بابونہ ۱۱۱
باجہ ۷۹
بادرنجبویہ ۸۰
بادرنجویہ ۸۰
بازروج ۸۱
بادغیس ۹۵
باذق ۱۰۰
باذنجان ۱۰۶
باشق ۱۰۱
بافت، بافد ۸۹
بالغا ۷۵
بخت ۷۸
بخج، وخج ۸۷
بد (بالضم) ۸۹
بربط ۹۸
برجیس ۹۵
برخاش ۹۷
بردج ۸۶
برزج، فرزجہ ۸۷
برسام ۱۰۶
برق (برہ) ۱۰۱
برماج ۸۳
برنج ۸۶
برنی ۱۱۱
بریہ ۸۹
بزرج ۸۳
بس ۷۳
بستوقہ ۷۸
بسفایج ۸۳
بسیاروانج ۸۶
بشمق ۹۹
بشتی ۱۱۱
بط ۹۸
بغبور، فغفور ۹۱
بقم ۱۰۵
بلوس ۹۷
بلیج ۸۷
بلیلج ۸۵
بنج ۸۲
بنفسج ۸۲
بوتقہ ۷۹
بورق ۹۹
بوس ۹۵
بوشنج، فوشنج ۸۶
بوسی ۱۱۱

بیرنج	٨٢
بیرج	٨٢
بیهق	١٠١
بیذق	١٠٠
پشبارج	٨٢
بیق	٩٩,١٠١

ت

تارج	٨٨
تاشیر (طباشیر)	٩١
تنجنج	٨٧
تخریص، دخریص	٩٧
ترجمان	١٠٧
ترخشقوق	٩٩
ترنجبین	١٠٩
تقلیس	٩٥
تمیز	٩٠
تنور	٩١
توش	٨٠

ج

جالینوس، غالینوس	٩٦
جاموس	٩٦
جادرس	٩٥
جادشیر	٩١
جربان	١٠٧
جربز، قربز	٩٣
جرجان	١٠٨
جرجانیہ	٧٧
جرداب	٧٦
جردبان	١٠٦
جردقہ	٧٩
جرز	٩٣
جرموق	٩٩
جروهق	٩٩
جرہ	١١٠
جری، جریث	٨٣
جریب	٧٧
جراف	٩٨
جمیرج	٨٥
جص	٩٧
جل	١٠٣
جلاب	٧٧
جلاهق	٩٩
جلبار	٩٢
جلبت	٧٧

جلسان ۱۰۶
جلغوز ۹۳
جلنار ۹۳
جلنجبین ۱۰۹
جلواز ۹۳
جلوز ۹۳
جنابذ ۹۰
جنابی ۷۵
جنارہ ۱۱۱
جنبذ ۹۰
جو ۱۱۰
جوالق ۱۰۰
جوزاب ۷۶
جوذر ۹۰
جوراب، جورب ۷۶
جوز ۹۳
جوزق ۹۹
جوزھر ۹۲
جوزیج ۸۱
جوق ۹۹
جوسقان، جوشقان ۱۰۸
جوھر ۹۲
جھر ۹۱
جیومطریا (گیومتریا) ۸۰

ح

حب ۷۶
حبارئی ۷۵
حسک ۱۰۳

خ

خربندج ۸۵
خروق ۱۰۱
خرص ۹۷
خرق ۹۹
خرقاھہ ۷۸
خش ۹۷
خشنام ۱۰۶
خلنج ۸۷
خندق ۱۰۳
خیار شنبر ۹۳
خیزران ۱۰۹
خیوق ۹۹

د

دارصینی ۱۱۱
داریج ۸۶

داناج	۸۶
دانق	۱۰۰
دبوس	۹۵
دختنوس، دخدنوس	۹۳
دخدار	۹۱
دخدنوس (دختنوس)	۹۳
دخریص (تخریص)	۹۷
دربان	۱۰۷
درز	۹۳
درواج	۸۵
درهم	۱۰۶
دستجه	۷۹
دستور	۹۱
دستیج	۸۳
دسیج	۸۳
دکان	۱۰۶
دل	۱۰۳
دلق	۱۰۰
دسق	۱۰۰
دق	۱۰۳
دمقته	۷۹
دورق	۱۰۰
دوبیج	۸۱
دهبرج	۸۳
دهلیز	۹۳
دهمج	۸۳
دیباج	۸۱
دیجل	۱۰۵
دیوز	۹۰
دیدبان	۱۰۷
دیزج	۸۳
دیزق	۱۰۰
دیسق	۱۰۳
دیبش	۸۰
ذ	
ذرة	۷۹
ذوالقعدہ	۷۹
ر	
رازیانج	۸۵
راوق، راووق	۱۰۱
راهنامج	۸۳
راهویه	۱۱۰
رباب	۷۶
رزدق، رستق	۱۰۰
رستاق	۹۹

رستق (رزدق)	۱۰۰	زنبق	۹۹
روزجار	۹۱	زنجبیل	۱۰۳
روزن	۱۰۷	زنج	۸۵
روسخ	۸۷	زنجار	۹۲
روشن	۱۰۷	زنجفیل	۱۰۳
رھوجتہ	۷۹	زندفیل	۱۰۳
ریاس	۹۵	زندیق	۱۰۳
ریصار	۹۲	زنطیچہ	۸۰
		زیبق	۱۰۱
ز		زیج	۸۶
زاج	۸۵		
زریاب	۷۶	**س**	
زروج	۸۷	سابور	۹۱
زرفین	۱۰۸	ساج	۸۳
زرق	۱۰۰	ساذج	۸۳
زرنج	۸۵	ساذنج	۸۳
زرنوج، زرنوق	۸۵	سام	۱۰۶
زرنج	۸۸	سبذة	۷۸
زرنیق	۱۰۳	سکبینہ	۷۷
زط	۹۸	سکبج	۷۸
زلیبہ	۷۹	ستوق	۷۲
زنج	۸۷	ستوقہ	۷۹
زمرد	۸۹	سجاوند	۸۹

سجزی ۱۱۱
سجستان ۱۰۹
سجیل ۱۰۳
سدر ۹۱
سدیر ۹۱
سذاب ۷۶
سذق ۱۰۳
سرجین ۱۰۸
سرداب ۷۶
سرقین (سرجین) ۱۰۸
سرق ۹۹
سطرنج ۸۵
سغد، صغد ۸۹
سفتجہ ۷۷
سقرقع ۹۸
سقلاب، صقلاب ۷۶
سکباج ۸۳
سکبینج ۸۳
سکنجبین ۱۰۹
سلجم، شلجم ۱۰۶
سمائی ۷۵
سمنجان ۱۰۷
سمندل ۱۰۳
سمور ۹۱
سنباذج ۸۳
سنج (صنج) ۸۲
سنجہ (صنجہ) ۷۸
سندس ۹۳
سیابجہ (سیابجۃ) ۷۸
سیبویہ ۱۱۰
سیسنبر ۹۰

ش

شاروف ۹۸
شاش ۹۷
شاقانج ۸۷
شافق ۱۰۳
شاکر ۹۳
شاہترج ۸۳
شاہدانج ۸۳
شاہویہ ۱۱۱
شاہین ۱۰۹
شبج ۸۶
شبستر ۹۳
شبور ۹۱
شبہج ۸۶

شص	۹۷	صنج	۸۲
شطرنج (سطرنج)	۸۵	صنجہ	۷۷
شفارج	۸۲	صنم	۱۰۵
شلجم	۱۰۶	صوبج	۸۳
شمخر	۹۱	صولجان	۱۰۶
شہجار	۹۲	صین	۱۰۹
شنجرف	۹۸	**ط**	
شوبق	۱۰۳	طابج	۸۳
شونیز	۹۳	طابق	۱۰۰
شیرویہ	۱۱۱	طاجن، طیجن	۱۰۹
ص		طازج	۸۳
صا	۷۵	طاس، طس، طست	۷۷
صاروج	۸۳	طاق	۱۰۳
صرم	۱۰۶	طباشیر	۹۱
صرنجان	۱۰۶	طباہج	۸۷
صعفوق	۷۴	طباہجہ	۷۸
صفانہ	۷۸	طبران	۱۰۸
صغانیان	۱۰۸	طبرزد	۸۹
صغد (سغد)	۸۹	طبرس	۹۶
صغیر	۹۳	طبرستان	۱۰۸
صقلاب (سقلاب)	۷۶	طبرک	۱۰۳
صلیجہ	۷۸	طبس	۹۶
		طہمورث	۸۰

طخارستان ۱۰۷
طرابلس ۱۰۵
طرازوان ۱۰۸
طریق ۱۰۰
طرشیف ۸۱
طست، طس (طاس) ۷۷
طسوج ۸۳
طفسوج ۸۵
طفیشل ۷۲
طمیس ۹۵
طنجیر ۹۱
طنفسہ ۷۸
طوس ۹۶
طہران ۱۰۸
طیجن (طاجن) ۱۰۹
طیفون ۱۰۹
طیلسان ۱۰۸
طیہوج ۸۳

ع

عسکر ۹۲
عمرونیہ ۱۱۱
عیسیٰ ۷۵

غ

غالینوس (جالینوس) ۹۶
غربال ۱۰۳
غوزق ۹۹

ف

فاذزہر ۹۱
فاراب ۷۶
فارس ۹۶
فارقین ۱۰۸
فاریاب ۷۶
فالوذ ۹۰
فالوذج ۸۱
فالوذق ۹۹
فرانق ۱۰۳
فرجار ۹۳
فرجین ۱۰۸
فردوس ۹۳
فرزان ۱۰۸
فرزجہ ۷۹
فرخ ۸۸

فرنج	۸۸
فرنج	۸۷
فرنج مشک (فلنج مشک)	۱۰۳
فرند	۸۸
فستق	۱۰۱
فغفور (بغبور)	۹۱
فلفل	۱۰۵
فلنج مشک (فرنج مشک)	۱۰۳
فنج	۸۶
فنجان	۱۰۷
فنجنکشت	۸۰
فنجوش	۹۷
فحرج	۸۳
فوفل	۱۰۳
فولاذ	۹۰
فهد	۹۳
فهرج	۸۳
فهرس	۹۳
فیثا غورس	۹۶
فیج	۸۶
فیجن	۱۰۸
فیروز	۹۳
فیروزج	۸۶
فیریاب (فاریاب)	۷۶
فیشفارج (شفارج)	۸۲
فیل	۱۰۳
فیل زهرج	۸۶
فیلور	۹۱

ق

قابوس	۹۵
قاسان	۱۰۷
قاشان	۱۰۷
قاق	۱۰۳
قباز	۹۰
قبان	۱۰۹
قبج	۸۵
قبہ	۷۹
قبطاء، قبطی	۷۵
قریز	۹۳
قریق	۱۰۰
قرسطون	۱۱۰
قرطق	۱۰۰
قرنفل	۱۰۳
قز	۹۳
قزوین	۱۰۶
قسبہ	۸۹

قسیس	۹۶	کاچ	۸۸
قطران	۱۰۸	کبریج	۸۴
قلدان	۱۰۷	کذج	۸۵
قفش	۹۷	کرباس	۹۵
قفیز	۹۴	کرج	۸۱
قم	۱۰۵	کرج (بالضم)	۸۱
قند	۸۹	کس	۷۴
قندز (قہدز)	۹۴	کسج	۸۷
قندفیر	۹۱	کسچ	۸۷
قندیل	۱۰۴	کستوود	۸۸
قنوج	۸۵	کسنج	۸۴
قولنج	۸۷	کسری	۷۵
قوس	۹۶	کسیلا، کسیلی	۷۵
قہرمان	۱۰۸	کشکان	۱۰۷
قہدز (قندز)	۹۴	کشنج	۸۶
قیافہ	۱۱۰	کعک	۱۰۴
قیروان	۱۰۹	کندس	۹۶
قیس	۹۵	کندوج	۸۴
ک		کوث (قفش)	۸۰
کازرون	۱۰۹	کوس	۹۵
کاغذ	۹۰	کوچ	۸۱
کاج	۷۴	کیومرث	۸۰

ل

لاژورد ۸۸
لجام ۱۰۶
لعل ۱۰۵
لقانق ۱۰۰
لنجر (انجر) ۹۳
لوبیاج ۸۱
لوزنج ۸۱

م

ماشون ۱۰۷
ماس (الماس) ۹۶
مارماہج ۸۳
ماہید (مواہید) ۹۰
ماہویہ ۱۱۱
مج (مُج) ۸۳
مجوس ۹۵
مرتج ۸۳
مردارسنج، مرداسنج ۸۳
مرزقوش ۹۷
مرزبان ۱۰۸
مرزنجوش ۹۷
مرہم ۱۰۵
مزدقان ۱۱۰
مسکویہ ۱۱۰
مسیح، مسیحا ۸۸
مغناطس، مغناطیس ۹۶
مغطس، مغطیس ۹۶
منج ۸۲
منجنیق ۱۰۰
مواہید ۹۰
موبذ ۹۰
مہرجان ۱۰۹
میانج ۸۷
میبختج (میفختج) ۸۱
میہ ۷۹
میزاب ۷۷
مینج ۸۱

ن

ناخذاۃ ۷۷
نارجیل ۱۰۳
نارنج ۸۶
ناسویہ ۱۱۱
نیرنج ۸۶

نبیرج (ببیرج) ۸۲
نرو ۸۸
نزق ۱۰۳
نسف ۹۸
نشا ۷۵
نشاج ۸۱
نفط ۹۸
نفطویہ ۱۱۱
نموذج (انموذج) ۸۲
نیازک (نیزک) ۱۰۳
نیرنج ۸۵
نیروز ۹۳
نیزک ۱۰۳
نیسابور ۹۳
نیلق ۹۸
نیلوفر ۹۳

و

ونج ۸۷
ونج ۸۷

ہ

ہاؤدن ۱۰۱
ہریذ ۹۰
ہوار ۹۲
ہلیج (اہلیج) ۸۵
ہنداز ۹۳
ہندام ۱۰۵
ہوزمن ۱۰۶

ی

یارج ۸۷
یلق ۱۰۰

۲۔ فہرست اسمائے اشخاص

الف

اردشیر ۸۸
افراسیاب ۸۶
افلاطون ۸۰
ایشوع ۷۵

ب

بالویہ ۱۱۱
بختیوع ۷۵
بزرجمہر (بزرگ مہر) ۸۳
بلوص (بلوچ) ۹۷
بہرام گور ۹۱

پ

پشنگ (پدر افراسیاب) ۸۶
پیتاگورس دیکھیے فیثاغورس

ت

تارج (تارخ) ۸۸
تاش ۱۰۸
تخوار ۱۰۷
ترکان ۷۷
توس ابن نوذر ۹۶
تہمورت (طہمورث) دیکھیے طہمورث
تیمور، امیر ۷۶

ج

جالینوس، غالینوس (گالینوس) ۹۶
جبریل بن بختیوع ۷۵
جت (زط) دیکھیے
جلباریہ (سادات) ۹۳

خ

خسرو (امیر) ۱۰۰
خسرو (کسریٰ) دیکھیے کسریٰ
خشنام ۱۰۶

د

دختر نوش (دختنوس) ۹۴
دختنوس (دخدنوس) دیکھیے دختر نوش

ر

راهویه ۱۱۰ـ۱۱۱

ز

زبیرؓ ۷۸

زرارۃ ۹۴

زط (جت) ۹۸

س

سابور (شاپور) ۹۱

سادات جلباریه دیکھیے جلباریه

سابجه (سیابجۃ) دیکھیے سیابجۃ

سبیجہ ۷۸

سجزی (سجستانی) ۱۱۱

سکزی (سجزی) دیکھیے سجزی

سیجہ (سبیجہ) دیکھیے سبیجۃ

سوزنی (شاعر) ۱۰۰

سیابجۃ (سابجۃ) ۷۸

سیبویه ۱۱۰ـ۱۱۱

ش

شاپور (سابور) دیکھیے سابور

شاهو، شاهویه ۱۱۱

شریف (محقق) ۸۸

شیرو، شیرویه ۱۱۱

ط

طهمورث ۸۰

طلحہؓ ۷۸

ظ

ظهیر فاریابی ۷۶

ع

ابوعبید ۷۶

عجم ۸۳، ۹۲، ۹۶

عرب ۷۱، ۷۳، ۷۷، ۷۹، ۸۱، ۸۳، ۸۹، ۹۳، ۹۸، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۷، ۱۰۸

عمارؓ [بن یاسر] ۸۳

عمرویه ۱۱۱

عیسیٰ ۷۵

غ

غالینوس (جالینوس) دیکھیے جالینوس

ف

فارابی، ابونصر ۷۶

فردوسی ۹۰

فرس ۷۴، ۹۵، ۹۶

فرنج (فرنگ) ۸۷

فیثاغورس ۹۶

ق

قابوس (کاؤوس) ۹۵

قاسم (گوناباذی) ۹۰

قباذ (کواذ) ۹۰

قیدافہ (کیدپا، نوشابہ) ۱۱۰

ک

کاؤوس (قابوس) دیکھیے قابوس

کسریٰ ۹۴ (نیز دیکھیے نوشیروان)

کواذ (قباذ) دیکھیے قباذ

کیدپا (قیدافہ) دیکھیے قیدافہ

کیومرث (گیومرت) ۸۰

گ

گالینوس (جالینوس) دیکھیے جالینوس

ل

لقیط بن زرارۃ ۹۴

م

مامون (خلیفہ) ۷۵

ماھویہ ۱۱۱

مجوس ۹۵

مریمؑ، حضرت ۸۰

مزدک ۱۱۰

مسکویہ ۱۱۰، ۱۱۱

مسیحؑ، مسیحا (مشیحا) ۸۸

مشکویہ دیکھیے مسکویہ

مظفر جنابذی ۹۰

مغان ۱۰۴

ن

ناموسیہ ۱۱۱

نجم الدین کبریٰ ۹۹

نصرانی ۷۴

ابونصر فارابی دیکھیے فارابی

نفطویہ ۱۱۱

نوذر ۹۶

نوشابہ ۹۵، ۱۱۰، (نیز دیکھیے قیدافہ)

نوشیروان ۹۴ (نیز دیکھیے کسریٰ)

ی

یہودان ۹۴

۳۔ فہرست اسمائے اماکن

الف

آبہ (آوہ = ساوہ) ۷۹

ابرقوہ (ابرکوہ) ۱۱۰

اترار (فاراب) ۷۶

اخسخان (آجگان) ۱۰۷

اذربیجان (آذربایگان) ۱۰۹

ارژن، دشت ۱۱۰

ارگنج، اورگنج (جرجانیہ) ۷۷

اسپاحان، اسپہان (اصبہان) دیکھیے اصبہان

اسپرنگ، اسفرنگ (اسفرنج) ۸۵

استخر (اصطخر) ۸۴، ۹۲

استراباد ۱۱۱

اصبہان، اصفہان (اسپاحان، اسپہان) ۹۴، ۹۶، ۱۰۳، ۱۰۷

اصطخر (استخر) دیکھیے استخر

انقرۃ (انگوریہ) ۱۱۰

اورگنج (جرجانیہ) دیکھیے ارگنج

اوزجند ۸۵

ب

بادخز دیکھیے بادغیس

بادغیس ۹۵

بافت (بافد) بافق ۷۳، ۸۹

بشتق (ڈب) ۹۹

بصرۃ ۷۸

بلخ ۱۰۷

بوزنج، فوشنج (پشنگ، پوشنگ) ۸۶

بیہق (بیہہ، بیہک) ۹۹، ۱۰۱

پ

پاراب (فاراب) دیکھیے فاراب

پارس (فارس) دیکھیے فارس

پارگین (فارقین) دیکھیے فارقین

پاریاب (فاریاب) دیکھیے فاریاب

پشنگ، پوشنگ (بوزنج) دیکھیے بوزنج

پیروز آباد (فیروز آباد) دیکھیے فیروز آباد

پیریاب (فیریاب) دیکھیے فیریاب

ت

تاشکند ۹۷

تبران (طبران) دیکھیے طبران

تبرس (طبرس) دیکھیے طبرس

تبرستان (طبرستان) دیکھیے طبرستان

تبریز ۹۲

تبس (طبس) دیکھیے طبس

تفلیس (تفلیس) ۹۵

تخارستان (طخارستان) دیکھیے طخارستان

ترشیز (طرشیث) ۸۱

ترکستان ۱۰۷

تری بلس (طرابلس) دیکھیے طرابلس

تقسونہ (طقسونج) دیکھیے طقسونج

توس (طوس) دیکھیے طوس

تہران (طہران) دیکھیے طہران

تیسپون (طیسفون) دیکھیے طیسفون

ج

جرجان ۱۰۸، ۱۱۱

جرجانیہ (ارگنج، گرگانج) ۷۷

جرہ (گرہ) دیکھیے گرہ

جلبار (گلبار) ۹۴

جنابذ (گنابذ، گوناباد) ۹۰

جنارہ (گنارہ) ۱۱۱

جوشقان (گوشقان) ۱۰۸

چ

چاچ (شاش) دیکھیے شاش

چستر، چوستر (ششتر) دیکھیے ششتر

چرمنگان (صرمنجان) دیکھیے صرمنجان

چغانیہ (صغانیہ) ۷۸

چوستر، چستر (ششتر) دیکھیے ششتر

چین (صین) ۹۱، ۱۰۹

ح

حبشہ ۹۸

خ

خراسان ۹۶

خرق (خرہ) ۹۹

خوارزم ۹۹

خیوق (خیوہ) ۹۹

د

دامغان ۹۶

دربند ۸۷

دیبل (دیول) ۱۰۵

ر

روم ۱۱۰

ز

زرنج (زرنگ) ۸۵

زرنوج، زرنوق (زرنو) ۸۵

س

سادہ (آپ، آدہ) دیکھیے آپ

سجاوند (سگاوند) ۸۹، ۱۰۹

سجستان (سکستان) ۱۰۹، ۱۱۱

سدیر ۹۱

سغد، (صغد) ۸۹

سقلاب، صقلاب (سگلاب) ۷۶

سمرقند ۸۹

سمنان ۹۶

سمنجان (سمنگان) ۱۰۷

سند ۷۸، ۹۷، ۹۸، ۱۱۱

سیستان ۸۵، ۸۹

ش

شاش (چاچ) ۷۳، ۹۷

شبستر (چبستر، چوستر) ۹۲

ص

صرمنجان ۱۰۶

صعفوق ۷۲

صغانہ دیکھیے چغانہ

صغانیان (چغانیان) ۱۰۸

صقلاب، سقلاب (سگلاب) دیکھیے سقلاب

صین (چین) دیکھیے چین

ط

طبران (تبران) ۱۰۸

طبرس (تبرس) ۹۶

طبرستان (تبرستان) ۱۰۸

طبرک (تبرک) ۱۰۳

طبس (تبس) ۹۶

طخارستان (تخوارستان) ۱۰۷

طرابلس (تری بلس) ۱۰۵

طرشیث (ترشیز) دیکھیے ترشیز

طفسونج (تفسونہ) ۸۵

طمیس (تمیشہ) ۹۵

طوس (توس) ۹۶

طہران (تہران) ۱۰۸

طیسفون (تیسفون) ۱۰۹

ع

عمان

عموریہ (انقرہ، انگوریہ) ۱۱۰

ف

فاراب (پاراب) ۷۶

فارس ۷۳،۹۶

فارقین (پارکین) ۱۰۸

فاریاب (پاریاب) فیریاب ۷۶

فرغانہ ۸۵

فرنج (فرنگ) ۸۷

فریاب ۷۶

فوشنج (پوشنج) دیکھیے پوشنج

فہرج، فہرہ (پہرہ) ۸۳

فیروزآباد (پیروز آباد) ۹۳

فیریاب (پیریاب، فاریاب) ۷۶

ق

قاسان (کاسان) ۱۰۷

قاشان (کاشان) دیکھیے کاشان

قزوین (کشوین) ۱۰۶

قم (کم، کب) ۱۰۵

قندز، قہندز (کہن دژ) ۹۳

قندھار ۹۷

قنوج (کنوج) ۸۵

قوس (کوش) ۹۶

قہندز، قندز (کہن دژ) دیکھیے قندز

قیروان (کاروان) ۱۰۹

قیس (کیش) دیکھیے کیش

ک

کابل ۱۰۷

کازرون ۷۲، ۷۳، ۱۰۹، ۱۱۰

کاسان (قاسان) دیکھیے قاسان

کاشان (قاشان) ۹۶، ۱۰۷

کرمان ۸۹

کشوین (قزوین) دیکھیے قزوین

کم، کب، (قم) دیکھیے قم

کنوج (قنوج) دیکھیے قنوج

کوش (قوس) دیکھیے قوس

کہن دژ (قہندز، قندز) دیکھیے قندز

کیش (قیس) ۹۵

گ

گازرون (کازرون) — دیکھیے کازرون

گرجستان — ۹۵

گرگان (جرجان) — دیکھیے جرجان

گرگانج (جرجانیہ) — دیکھیے جرجانیہ

گرہ (جرہ) — ۱۱۰

گشاد — ۱۱۰

گلبار (جلبار) — دیکھیے جلبار

گنابذ، گناباد (جنابذ) — دیکھیے جنابذ

گنارہ (جنارہ) — دیکھیے جنارہ

گوشکان (جوسقان) — دیکھیے جوشقان

ل

لاہوری بندر — ۱۰۵

م

مازندران — ۹۵

مدائن — ۱۰۹

مرو — ۹۹، ۱۰۷

مزدقان (مزدکان) — ۱۱۰

مغرب (ملک) — ۱۰۹

میانج (میانہ) — ۸۷

میان کال — ۸۹

ن

نخشب (نسف) — ۸۷، ۹۸

نسف (نخشب) — دیکھیے نخشب

نشاپور (نیسابور) — ۸۱، ۹۲

نیسابور (نشاپور) — دیکھیے نشاپور

و

ونج (ونہ) — ۸۷

ہ

ہرات — ۹۵

ہند — ۸۲، ۸۳، ۱۰۳، ۱۰۵

ی

یزد — ۸۹

یونان — ۷۳، ۹۶

۴۔ فہرست اسمائے کتب

احیاء [العلوم] ۱۰۹

اختیارات [بدیعی] ۹۶

انجیل ۱۰۵

الانساب [للسمعانی] ۹۹

تاریخ بیہقی ۹۳، ۹۹، ۱۰۱

تاریخ گزیدہ ۹۰، ۱۰۶

جہانگیری (فرہنگ) ۷۷، ۸۰، ۸۶

السامی [فی الاسامی] ۸۲۔۱۰۳

شرح مفتاح ۸۸

الصحاح ۷۵، ۷۸، ۱۰۳، ۱۰۷

صراح ۷۹، ۸۰، ۱۰۵

القاموس ۷۳، ۷۵، ۷۷۔۸۲، ۸۴، ۸۹، ۹۱، ۹۳۔۹۵، ۹۷، ۹۹، ۱۰۱۔۱۰۷، ۱۰۹۔۱۱۱

القرآن ۷۱

کیمیا [ے سعادت] ۱۰۹

المغرب [فی ترتیب المعرب] ۸۷، ۸۹، ۱۹۰، ۹۴، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۷، ۱۰۹

مغیرات (رسالہ) ۸۹

مفتاح [العلوم] ۸۲

المقائس ۱۰۲

النہایہ ۸۲

الواقعات [الحسامیہ] ۱۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین
وآلہ الطاہرین وصحبہ الکاملین اما بعد چون الفاظ معرب
در قرآن وحدیث وکلام اکابر واقع است وشرح وضبط
آن در ہیچ کتابی باستیفا واستقصا بنظر نیامد بنا بر آن بقدر
مقدور تتبع وتفحص نمودہ دریں رسالہ جمع کردہ مشتمل بر مقدمہ
وچند باب ومعتبر در اثنای آن اول بحرف آخر کردہ شد

عکس مخطوطہ لغات جنگ

پہلا صفحہ

نسبت نیست و بعضی گفته اند منسوب به سجستان چون سنجری

گویند پس سنجری در اصل سجستانی بوده و یای نسبت

است و این تکلف است تمت تمام شد رساله الموهبات

عکس مخطوطہ نظامت جنگ

آخری صفحہ

maablib.org

عکس

معرّباتِ رشیدی

مرتبہ

ڈاکٹر عبدالستّار صدّیقی

جو طبع تو ہوا مگر شائع نہ ہوسکا

maablib.org

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام علي سيد المرسلين و آله الطاهرين و صحبه الكاملين.

اما بعد چون الفاظ معرب در قرآن و حديث و كلام اكابر واقع است و شرح و ضبط آن در هيچ كتابي باستيفا و استقصا بنظر نيامد بنا بر آن بقدر مقدور تتبع و تفحص نموده درين رساله جمع كرد[1] مشتمل بر مقدمه و چند باب. و معتبر در عنوان ابواب حرف آخر كرده شد، چه تعريب در آخر كلمات بسيار واقع شده، چنانكه مبين شود.

﴿مقدمه در تعريف تعريب﴾ بدان كه تعريب، استعمال كردن لفظ غير عربي است در كلام عرب و جاري كردن احكام لفظ عربي بر آن، از تنوين و لام تعريف و مانند آن. پس اگر مانند آن لفظ در وزن و حروف در كلام عرب آمده باشد، بعينه نقل كنند و احكام عربيت از تنوين و لام تعريف و غير

---

١ ج -: "كرده"

آن بر آن جاری کنند، چون لفظ نرد و بخت و مانند آن. و این نادر است. و گاهی حرفی از آن بدل کنند به حرفی که در آن لغت نیامده، تا دلالت کند که از آن لغت بر آمده و در لغت عرب داخل شده. و اگر بر آن وزن و حروف در کلام عرب نیامده باشد آن را تغییر دهند. و تغییر یا به تبدیل حرکت وسکون است فقط، یا به تبدیل حروف، یا باسقاط، یا بزیادت، یا به تشدید و تخفیف، یا به تقلیب حرفی مکان حرفی، یا[1] باجتماع دو قسم و سه قسم یا زیاده برآن. مثال تبدیل حرکت: دستور، که در فارسی دستور بفتح دال است و در عربی بضم، چه صیغهٔ فعلول (بفتح فا) در لغت عرب نادر است؛ و دهلیز، که در فارسی بفتح دال است و در عربی بکسر خوانند، چه صیغهٔ فعلیل (بفتح فا) در لغت عرب نادر است. مثال تبدیل سکون: کازرون، که نام شهریست و آن در فارسی بسکون زاست و در عربی بفتح زا، چه اجتماع دو ساکن در لغت عرب درست نیست. مثال تبدیل حرف: صین (معرب چین) و کرَج (معرب کره) یعنی چرک و سبزیی که بر روی نان نشیند. مثال اسقاط: نشا، که معرب نشاسته است. مثال زیادت: دیباج (معرب دیبا). مثال اجتماع دو قسم و زیاده از آن: لجام بالکسر (معرب لگام) و برید (معرب بُریده دُم) و طیلسان (معرب تالشان) و شذابج (معرب پیشپاره)، که در آن اجتماع سه قسم است، [و زابة (معرب زیلو)، که در آن اجتماع چهار قسم است،][2] و طفیشل معرب تفشیله است، و آن آشی است که برای دفع خمار پزند، که در آن تبدیل حرف و تقلیب حرف

---

1 در (ب) که نسخهٔ اساس است لفظ «یا» از اینجا افتاده است و آن سهو است ظاهراً.

2 این عبارت بین دو قلاب در (ج) نیست.

و تغییر حرکت و تغییر سکون و إسقاط هاء شده، و اجتماع پنج قسم بهم رسیده۔

قاعده [۱]: هاي مختفی، که در آخر کلمات فارسي واقع شود، به جیم یا به قاف بدل کنند یا حذف کنند، چون فالونج و فالوذق و فالوذ (معرب پالوده)، إلا در لفظ کامخ (معرب کامه)، که به خا بدل کرده اند۔ و گمان راقم آنست که آن نیز کامج است (به جیم)، و خا تصحیف است۔

قاعده [۲]: هر کلمه، که آخر آن الف و یا و واو باشد، قاف یا جیم لاحق آن کنند، و این نیز مطرد است، چون دیباج و زاووج و کسکیج و رستاق و ستوق و إبریق۔

قاعده [۳]: هر صیغۀ فعلول (به فتح فا) را ضم دهند، و فعلیل (به فتح فا) را کسر دهند؛ چه فعلول و فعلیل (به فتح فا) در لغت عرب نیامده، إلا بنادر چون صعفوق (به فتح صاد)، که نام موضعی[1] است۔ و هر صیغۀ فعلال را کسر دهند، چه فعلال (به فتح فا) از غیر مضاعف در کلام عرب نادر است چون هنداز و هندام (بالکسر) معرب هنداز و هندام (بالفتح)، که لغتي است در انداز و اندام، بلکه تصریح کرده اند که فعلال از غیر مضاعف، سواي خزعال و خرطال و قسطال، نیامده۔

قاعده [۴]: چون در فارسی یک لغت بچند وجه آمده باشد، هر کدام که به لفظ معرب نزدیک باشد، معرب را ازآن باید فراگرفت هر چند که آن لغت، لغت اصلي نباشد بلکه مولد یا مغیر باشد۔ مثالش: طلوس (به کسر

1 معجم البلدان، ج ۳ ص ۳۱۰۔

ها و فتح زا و سکون نون و میم) بر وزن چردحل (به سکون حا)، چنانکه صاحب قاموس گفته، بمعنی جماعت. و در فارسی انجمن و هنجمن و هلزمن هر سه آمده، بمعنی جماعت و مجمع. و هلزمن را معرب اخیر باید گفت[1] چه تغییر از اصل درین صورت کمتر است، و زای تازی به زای فارسی نزدیک و از جیم تازی دور. اما تغییر حرکات و سکون میم بواسطهٔ حفظ صیغهٔ عربیست، که اصل در تعریب همانست. و صاحب قاموس در لفظ اول را، بطریق تردید، اصل آن گفته، و آن صواب نیست. و هلزمن بمعنی جماعت از انجمن و هنجمن بمعنی مجمع گرفته، و آن نیز درست نیست. مثال دیگر: هنداز (بالکسر) که اصل آن در فارسی هنداز و انداز و اندازه است. پس او را از اول باید فراگرفت، چه تغییر در آن کم است، و صاحب قاموس از اخیر فراگرفته بواسطهٔ شهرت آن لفظ. و این خلاف قاعده است.

قاعده [۵]: هر لفظی که در فارسی بوزن باشه باشد، چون های مختفی آن به قاف بدل کنند ماقبل قاف را بکسر نیز خوانند، بنابر آنکه صیغهٔ فاعل به فتح عین در عربی نیامده است و فتح آن بنابر قاعدهٔ های مختفی است، چون باشق و بازق (معرب باشه و باده).

قاعده [۶]: هر کلمهٔ که در فارسی و جز آن دو ساکن در آن باشد، چون معرب کنند، یکی را حرکت دهند، چون فارس (بکسر را) معرب پارس و کازرون (بفتح زا) معرب کازرون (بسکون زا). و صاحب قاموس گفته که بالذ

---

1 ع: "گرفته"

(بسکون تا) معرب بالات است و دو ساکن دارد. و این محل تأمل است.

قاعده [۷]: اگر لفظی در فارسی بالف و إماله هر دو آمده باشد، هر کدام که بوزن عربی نزدیک باشد معرب را از آن اخذ کنند. پس طیلسان معرب تیلشان باید گفت، که إمالهٔ تالشان است چنانکه بیاید. و جیم فارسی به صاد بدل کنند، و گاهی به شین چون شاش (معرب چاچ)؛ و کاف فارسی به جیم بدل کنند، و گاهی به قین، و گاهی به کاف تازی؛ و زای فارسی به زای تازی و جیم تازی؛ و بای فارسی به فا و گاهی به بای تازی؛ و تا را به طا و گاهی به ثاء مثلثه، چون توث (معرب توت)؛ و کاف تازی به قاف، چون قربز (معرب کربز)؛ و سین به صاد؛ و شین به سین. اما در چهار حرف که اول مذکور شد، و در عربی نمی آید، البته تبدیل کنند و در باقی حروف اکثری است. و کلمهٔ دوحرفی را مشدد سازند یا حرفی دیگر زیاده کنند تا ثلاثی شود، چون بط (معرب بت) و دل (معرب دل)[1] و تز (معرب کز[2]) و کس [بالضم و ثانی مشدد] (معرب کس) و بس (معرب بس، بنابر قولی). و امثلهٔ این قواعد مذکور خواهد شد إن شاء الله تعالی. و سوای این قواعد و ضوابط چیزی چند هست که در اثنای بیان کلمات معربه بر صاحب تتبع ظاهر خواهد شد، و بالله التوفیق.

و بباید دانست که چند حرف در فارسی نمی آید و آن ثا و حا و صاد و ضاد؛ و طا و ظا و عین و قاف

---

۱ یعنی دل بفتح اول و تشدید، معرب دل بالکسر. و همچنین «کس» بالضم والتشدید معرب کس بالضم والتخفیف.

۲ پ: «کژ»

است و همچنین ذال معجمه بر قول اصح[1] و بعضی محققین گفته اند که فا و بای تازی و زا و جیم و کاف تازی در اصل فرس نهاید، بلکه در لغت یونان نیز نهاده. پس در فرس و یونان هرجا کلمهٔ یافته شود، که ازین حرف دارد، یا معرب است یا متأخرین عجم، که به عرب آمیخته اند [ولهجهٔ ایشان بهٔ لهجهٔ عرب مایل شده[2]]، چنین خوانده اند، و در اصل حرف دیگر بوده.

﴿باب الالف﴾ جنابی (بالضم) معرب جلاب (بالضم) و آن بازیست معروف، که عوام آنرا جلاج گویند (به خای معجمه) ٭ سمانی (بالضم) معرب سمانه یا سمان، و آن مرغیست معروف، که بعربی سلوی و بهندی پودنه گویند ٭ تبهطاء بر وزن حمراء و تبهطی (بالضم و تشدید یای مفتوح) معرب کبهتا ٭ حباری (بالضم) معرب هوبره، که چرز نیز گویند ٭ کسری (بالکسر والفتح) معرب خسرو یعنی واسع الملک. کذا فی القاموس ٭ عیسی[3] معرب ایشوع، و آن سریانی است واز این مرکب است بختیشوع، که مخفف "بخت ایشوع" است یعنی بندهٔ عیسی. و جبریل بن بختیشوع طبیب نصرانی است که در زمان مأمون بوده ٭ نشا، معرب نشاسته ٭ صا، معرب چا، که بطریق قهوه خورند ٭ کسیلی (به کسر کاف و سین مهملهٔ مشددة و سکون یای حطي و فتح لام، بر وزن خلیفی) معرب کهیلی[4]، که لفظ هندیست و آن چوبی

---

۱ ذال معجمه را از حروف مخصوصهٔ عربیه دانستن درست نیست و این همه تقریر مصنف (تا آخر فقره) از جادهٔ صواب منحرف است.

۲ این عبارت در (ج) نیست.

۳ ب : "یسی"، و آن سهو است ظاهرا.

۴ کاتب نسخهٔ (ب) درین کلمه بر حرف لام فتحه نهاده است، و در آخریای حطی است در هردو نسخه.

اسب مانند روناس مائل به سرخی، فربه کننده [و معروف به هندی کهلا کهلی است]¹ بالفار، معرب پایها. فی الصحاح: "البالفار، الاكارع - قال ابوعبيد: و اصلها بالفارسية پايها".

{باب الباء} سرداب (بالكسر) معرب سردابه. جرداب (بالكسر) معرب گرداب. رباب، معرب روارة، و معنی ترکیبی آن: آواز حزین دارنده، چه روار، آواز حزین، و ها برای نسبت است. جورب (بالفتح) معرب گورب، که الحال آنرا جوراب گویند. جوذاب (بالضم) معرب گوذاب، و آن آشی است که از برنج و گوشت پزند و قاتق سرکه و دوشاب سازند. فاریاب، معرب پاریاب، و آن دهی است حوالی بلخ که مولد ظهیر فاریابی است، و فیریاب (بر وزن کیمیا) نیز گویند و آن معرب پیریاب، که اماله پاریاب است. و فریاب نیز آمده. فاراب، معرب پاراب و آن شهریست به ترکستان که مولد ابو نصر فارابیست و گویند بلدة اترار است که امیر تیمور در آنجا وفات یافت. و پاراب و پاریاب در اصل زمین مزروع است و چون این هر دو موضع زمین مزروع بوده باین دو اسم موسوم شده. خب (بالضم و تشدید باء) معرب خم. زریاب (بالكسر) معرب زرآب (بالفتح) ای ماء الذهب. سقلاب و صقلاب (هر دو بالكسر) معرب سگلاب (بالفتح و سکون کاف فارسی) و آن ولایتی است. سذاب (بالفتح و بذال معجمه) معرب سداب بدال مهمله و آن گیاهیست معروف. میزاب، معرب میزاب (بیای مجهول) بمعنی جای چکیدن آب. کسرهٔ میم اشباع کردند و حرکت همزه به ماقبل دادند و بواسطهٔ التقاء ساکنین همزه را حذف کردند. و میز (به یای مجهول) در اصل شاش و شاش

1 کذا فی (ب).

کنند، و امر شامل کردن است، و معنی ترکیبی آن: پاشندهٔ آب - و فی القاموس: "أزب الماء (کضرب)، جری و منه المئزاب؛ او هو فارسی معرب، ای بل الماء" لیکن بنا بر تعریب، دربین تفسیر سخن است؛ چه هرگاه مئزاب بمعنی فاعل تواند بود، إحتیاج بمعنی امر گفتن که باعث ارتکاب تکلف: امر بمیزاب است، نباشد! • جلاب (بالضم و تشدید لام) معرب گلاب • جریب، مقدار چهار قفیز (معرب گری) و آن در اصل مطلق پیمانه است•

(باب الدال) جلهت [بفتح جیم و ها] معرب گلبت (به فتح کاف فارسی و بای موحده) - و آن نوعی از کشتی است، چنانکه در جهانگیری گفته • ناخذاهٔ (به ذال معجمه) معرب ناخدا، نواخذهٔ جمع - و عرب از آن فعل إشتقاق کرده اند، یقال تنخذ ([بخای مشدد] کتراس)• طست (به سین مهمله و معجمه) معرب تشت و گاهی تا را به سین بدل کنند و طس گویند - طساس و طسوس جمع • جرجانیه، معرب گرگانج، که پای تخت ولایت خوارزم است، و ترکان اورگنج گویند • صنجة المیزان و سنجة المیزان، معرب سنگ ترازو• سمنجونه (بفتح سین و با و سکون [نون اول]) پوستین کبود، معرب آسمان‌گون - کذا فی القاموس- و ظاهر آنست که معرب شبگون باشد• سفتجه (بضم) معرب سفته،که به هندی "هندوی" گویند[1] و عرب ازان مصدر و فعل اخذ کنند- یق[2] سفتج سفتجة (بالفتح[3]) یعنی هندوی کردن هندوی، کردنی • طباهجة (بفتح طا و ها) معرب تباهه، یعنی کباب که در عربی بمعنی گوشت شرحه شرحه کردهٔ است، و بریشتگی لازم مفهوم آن نیست، چنانچه مشهور شدهٔ -

---

۱. از اینجا تا "هندوی کردنی" در نسخهٔ (ج) ساقط شدهٔ است

۲. ای "یقال" - ۳. فی الاصل "سفتجة تابفتح"

قال فی القاموس: "الکباب، اللحم المشرح" و قال ایضاً: "الطباهجة، اللحم المشرح، معرب تباهه". طلفسة (بفتح طا و لا) معرب تلبسه، و آن قالی و شطرنجی است. [طلانس جمع، طلانسی فروشندهٔ آن[1]]. سیابجه (بفتح سین مهمله و یای مثناة تحتانیه و کسر بای موحده)، قومی از ملک سند که در بصره بر بیت المال نگهبانی میکردند و پاس میداشتند و چون بیت المال به طلحه و زبیر ندادند به ایشان از راه صلح در آمدند و ایشان را غافل کرده شبی بر سر ایشان ریختند و بغدر کشتند.[2] و صاحب صحاح گوید که این لفظ معرب است، و بیان نکرده که اصلش چه بود. بخاطر میرسد که این لفظ در اصل سیابجه باشد (بتقدیم بای موحده بر یای تحتانیه) جمع سیبجه معرب سپهچه، و این قوم در سند معروف و بجلادت و مردانگی مشهور، و بعد از آن قلب نموده "سیابجه" کردند، چون ملایکه، جمع ملک، که در اصل مألکه بوده، یا مفرد را قلب کرده اند و جمع بر اصل است. والله اعلم. خرقاهه (بالفتح) معرب خرگاه. صلجه (بالضم و فتح لام مشدد) معرب سله [بالفتح و لام مشدد]. سبذه (بفتحتین و ذال معجمه) معرب سبد. بخت، معرب بخت. صغانه، معرب چغانه. بستوقه (بالضم) معرب بستو (بالفتح) و آن مرتبان کوچک باشد، و تغییر فتح بضم در صورت تعریب برای آنست که فعلول و فعلولة بالفتح در کلام عرب نیامده چنانکه گذشت. و از صعرورة و شیخوخة و امثال آن جواب داده اند که اصل آن صیغهٔ دیگر بوده چنانچه در صراح[3] و دیگر کتب مفصلاً

---

۱ "طلانس ... آن" در نسخهٔ (ب) سهواً حذف شده است.
۲ رجوع کنید بفتوح البلدان بلاذری، ص ۳۷۶.
۳ صراح (دهلی ۱۸۶۵ م) ص ۸۱.

مذکور است • دمقه (بالفتح) معرب دمکه، و آن انبانی است آهنگران را که بدان آتش افروزند، و دم و دمه نیز گویند • سکوله (بالضم) معرب سکو، و آن درم نانسره است، یعنی سه ته دارد، دو طرفش[1] نقره و میانش چیز دیگر • جردقه (بالفتح) معرب گرده، که بعربی رغیف نیز گویند • بوتقه، معرب بوته • ذوالقه، معرب زواله و آن گلولهٔ آرد است، که به هندی 'پیڑه' گویند[2] • فرزجه (بالضم) معرب پرزه • میبه (بالفتح) معرب می به، و آن آب انگور و آب به است که هر دو باهم بجوشانند • دستجه، معرب دسته، که بعربی 'حزمه' گویند - کذا فی القاموس[3] • زلیه (بر وزن جلیه) معرب زیلو، زالي جمع، و زیلوچه تصغیر زیلو، و عوام 'زلیچه' گویند • رهوجه (بالفتح)، رهواری - فارسی معرب، کذا فی الصراح[4] • باجه، معرب با، یعنی مطلق آش که آنرا "آبا" نیز گویند - باجات جمع • قبه (بالضم و تشدید بای موحده) معرب کبه، و آن (بالضم و تشدید با) کدو یا شیشهٔ حجام است که بر محل حجامت نهند تا خون به یک جا فراهم آید - آنگاه بران استره زنند، چنانکه در جهانگیری گفته • آبه، معرب آوه، و آن شهریست که به ساوه مذکور میگردد[5] • ذرة (بالضم و تخفیف را) معرب زرت، و آن غله‌ایست معروف که بهندی جوار[6] گویند - و عرب درین کلمه دو تصرف کرده اند یکی آنکه زا را به ذال

---

۱ ب: "دارد و طرفش" - : ۲ یعنی پیڑا -

۳ "کذا فی القاموس" در (ج) افزوده شده است - ۴ صراح، ص ۹۱

۵ معجم البلدان، ج ۳ ص ۲۳

۶ ب: "جواری" - و مصنف در جائی دیگر می‌گوید: "ذرة بالضم و فتح را غله‌ایست معروف که آنرا جوار میگویند" (منتخب اللغات، چاپ کانپور، ۱۲۷۲ هجری، ص ۱۱۳)-

بدل کردند، چه در فرس کلمهٔ نهادند که اولش ذال باشد، دیگر آنکه تای دراز را به تای گرد بدل کرده اند تا مجانس کلمات دیگر شود، چون ثلة و ثبة و کرة[1]. بادرنجویه معرب بادرنگبویه[2]، یعنی بالنگو. زنفلیجه (بالکسر) زنبیل، فارسی معرب. کذا فی الصراح[3]. فلنجلکشت، معرب پلنج انگشت، و آن گیاهیست که آنرا "ذو خمس اصابع" و "ذو خمس اوراق" گویند.

(باب الثاء) توث، معرب توت. طهمورث، معرب تهمورث. کوث (بالفتح) در قاموس بمعنی کفش آورده، و ظاهرا معرب کوش است، چون قفش معرب کفش، و کوش افصح است از کفش در فرس. اما باید که کوس (بسین مهمله) معرب کوش باشد، نه به ثا. فتأمل. کیومرث، معرب گیومرث (بکسر کاف فارسی). و معنی ترکیبی آن: پیشوای زمین، چه 'گیو' زمین و 'مرث' سید است. و این کلمه سریانی یا یونانیست[4]، و لهذا اورا بفارسی گلشاه گویند[5]. و صاحب جهانگیری گیومرث بفتح کاف فارسی و ضم یا آورده و گفته که معنی آن زندهٔ گویاست، چه 'گیو' بمعنی گویا و 'مرث' بمعنی زنده است. و درمیان متأخرین کیومرث (به کاف تازی و ثا) مشهور است، و حال آنکه این اسم فارسی است و در فارسی ثا نهادند. انتهی کلامه. و درین چند غلط کرده، چه کیومرث سریانی یا یونانیست، چنانکه در گیومیکریا،

---

۱ ج "چون ... کرة" را ندارد.

۲ ج: "بازرنجبویه" و "بادرنگبویه". اما مصنف گفته است که صاحب قاموس این لغت را بحذف یا آورده (فرهنگ رشیدی، ج۱، ص ۹۵)

۳ صراح، ص ۶۲

۴ ج: "سریانیست یا یونانی"

۵ یعنی بکسر اول.

که بمعنی علم هندسه است»، گفته اند که «گیو» زمین و «میتریا» اندازه است - و «موت» و «مارت» بمعنی مهد است چنانکه «مارت مریم» گویند حضرت مریم را - و در کتب زیج «مهد مارت مریم» مذکور است - و جیومطریا معرب آنست - چنانچه از افلاطون منقول است که «من لم یعرف جیومطریا لم یدخل دارنا» - و «خومطریا» تصحیف است[1] ● دیوث (بتشدید یا) معرب دیوت (بتخفیف یا و تای ترشت در آخر) ● طرثیث (بالضم و فتح الراء و کسر الثاء) قریة بنیسابور - کذا فی القاموس - قیل هو معرب ترشیز -

(باب الجیم) میخختج و میفختج، معرب می پخته ● نشاستج، معرب نشاسته ● أبدوج السرج، معرب ابدوزند[2] یعنی دو طرف خوگیر - و فی القاموس: أبدوج السرج لبد بدادیه، معرب ابدوز[3] ● دونیج (بضم دال و کسر نون) معرب دونی و آن نوع کشتی است ● دیباج، معرب دیبا ● باذروج (بفتح [ذال] معجمه)، معرب بادرو[4] (بسکون دال مهمله) ● لوبیاج، معرب لوبیا ● کرج (بالضم و تشدید را) معرب کره، بمعنی کرهٔ اسب و جز آن ● کرج (بفتحتین) معرب کره، بمعنی چرک مطلق و سبزی که بر روی نان نشیند - و عرب، بعد از تعریب، ازآن مصدر و افعال و اسما استعمال نمایند، یقال[5] تکرج الخبز تکرجاً اذا علت خضرته - و نان کره گرفته

---

۱ «گیومرت» کلمه ایست فارسی الاصل و آنرا مشتق دانستن از سریانی یا یونانی اصلاً درست نیست.

۲ ج: «ابدوز».

۳ ج: «ابدوز» - اما قاموس (چاپ مصر) «ابدود» دارد.

۴ ب: «بادروه» و آن سهو است. ۵ ج: «تقول».

را معکوس گویند • فالوذج، معرب پالوده - و صاحب قاموس
گوید: الفالوذق حلواء و النقل فالوذج - اما در بعضی آثار
آمده[1] • کوسج، معرب کوسه • جوزینج (بالفتح) معرب گوزینه •
لوزینج، معرب لوزینه - و این هر دو حلوای معروفست •
کیرینج (بالکسر) معرب کیرینه و آن چرمینۀ زنان باشد •
بهرج و نبهرج، هردو معرب نبهره یعنی ناسره • بلفسج،
(بفتحتین) معرب بلفشه • بیرامیج (بالفتح) معرب بیرامه
و آن بید مشک است • شفارج (بالضم و کسر الراء) معرب
پیشپاره، و آن طبقی و خوانیست که در آن پیالهای نقل
و عطر کرده به مجلس آرند - کذا فی القاموس، اما در سامی
گفته که شفارج حلوائیست، و در کتب لغة فارسیه نیز
پیشپاره قسم حلوائیست، نه طبق و خوان چنانکه صاحب
قاموس گمان برده • فیشفارج و بیشبارج (بفتح هردو فا و
هردو با) معرب پیشپاره، کذا فی النهایة، مرادف شفارج
مرقوم - لیکن درین دو تعریب کمتر واقع شده بخلاف شفارج،
که در آن حذف با و یا و ضم شین، و کسر راء که خلاف
قاعدۀ های مشتقی است، نموده‌اند، بنا برآن که وزن
فعالل، که در کلام عرب شائع است، بهم رسد • انبج، معرب
انبه، و آن میوه‌ایست معروف در هند • انموذج (بالضم)
معرب نمونه، یعنی نمودار و نمونۀ چیزی - و صاحب قاموس
گفته که انموذج خطاست و صحیح نموذج است بفتح نون -
و این سخن محل تأمل است، چه صاحب مفتاح و
اکثر علمای عربیت[2] "انموذج" در کلام خود آورده اند و
حمل کلام ایشان بر خطا خطاست - و شراح مفتاح معرب
"نموده" گفته اند، نه "نمونه" چنانکه بعضی گمان برده

---

۱ ج "اما ... آمده" را ندارد. ۲ ج: "علماء اهل عربیت"

اند - و قاعدهٔ تعریب نیز تقاضا می‌کند که معرب نموده باشد نه نموده • اسکرج (بضم الف و کاف و فتح را)[معرب اسکره • صنج ' معرب چنگ ' و معرب سنج که در هند نواختن آن متعارفست - و معرب ثانی می‌باید بکسر صاد باشد ' چه سنج بکسر آمده ' نه بفتح • بلنج (بالفتح) معرب بلنگ (بفتح) و آن اجواین خراسانیست • ملنج (بالفتح) معرب ملنگ (بالفتح) و آن دانه‌ایست مسکر ' یا گیاه آن ' و گویند اجواین خراسانیست ' و بالضم معرب ملگ (بالضم) که ماش سبز است - و مج (بالضم و تشدید جیم) نیز گویند • سلمانج (بالضم) معرب سلمانه • ساج ' معرب ساگ ' و آن درختیست عظیم و در هند معروف است • سانج (بفتح ذال معجمه) معرب ساده • ساذنج (بفتح ذال معجمه) معرب شادنه • شاهدانج ' معرب شاهدانه • شاهترج معرب شاهتره • بسفایج (بفتح بای موحده و یای مثناة تحتانیه) معرب بسپایه[1] • سکباج (بالکسر) معرب سکبا (بالکسر) یعنی سرکه‌با • اسفیداج ' معرب اسپیداب یا اسپیداو ' یا اسپیدا (بحذف واو) - و معرب اخیر گفتن ' بقاعدهٔ تعریب مناسب است ' چه کلمهٔ که در آخرش الف باشد ' جیم زیادت کنند - و این کلمه مثل ''آسیاب'' و ''آسیاو'' و ''آسیا'' است ' که هر سه روش جائز است و چون ''دریاب'' و ''دریاو'' و ''دریا'' و امثلهٔ آن بسیار است • صاروج معرب چارو • صوبج (بالفتح و الضم) معرب چوبه ' که بآن نان پهن کنند • طازج معرب تازه • طیهوج (بالفتح) معرب تیهو • طسوج (بالفتح و تشدید سین) معرب تسو • طابج ' معرب تاوه • کندوج (بالضم) معرب کندو (بالفتح) ' و آن ظرف

---

۱ ج: ''بسپایه''.

کلیچه معروف است. و عرب از آن کلدجة (بالفتح) مصدر اخذ کنند، یعنی ساختن کلدو • دیزج (بالفتح) معرب دیزه یعنی سیاه • دستهلیج، معرب دستهله • دستهیج، معرب دستی یعنی هرلی که به دست گردانند • کستیج (بالضم)، معرب کستی یعنی زنار • بزرج (بفتحتین) معرب بزرگ، و ازین مأخوذ است بزرجمهر که بفارسی بزرگمهر گویند • فنزج (بفتح فا و زای معجمه و سکون نون) معرب پنجه مرادف پنجه و آن رقصیست، که در عجم دست بیکدیگر گرفته کنند، و دستبند نیز گویند. و صاحب قاموس معرب پنجه گفته که مرادف پنجه است، لیکن اول اولی است، چه زای تازی به زای فارسی نزدیکتر است، و تعریب از آن انسب • تیرج (کجعفر)[1] معرب پیرة یا تیرة، و آن شهریست در ناحیهٔ اصطخر بر طرف بیابان • راهنامج، معرب راهنامه، و آن نوشته‌ایست، که معلم و ناخدا آنرا ملاحظه کرده، کشتی را در دریا رانند • برنامج، معرب برنامه یعنی ورق جامع حساب • دهلج (بفتحتین) معرب دهله، که آنرا "دهلهٔ فرنگ" گویند • دهبج (به تشدید را) معرب دهبره • مرتج (بالکسر) معرب مرتک (بالکسر) - صاحب قاموس معرب "مرده" گمان کرده و گفته که به ضم میم باید و بخلاف الناس کسر داده اند • مارماهیج[2]، معرب مارماهی. [و الجریث و الجری و هو ضرب من السمک نهرة و هو تفسیر الصلور فی حدیث عمار[3]][4] • مردار سنج، و مرداسنج (بحذف را) معرب مردار سنگ و مرداسنگ • سکبینج (بفتح سین مهمله و سکون کاف و کسر

---

۱ معجم البلدان، ج ۴، ص ۹۲۵

۲ ب: "الدارماهیج" ۳ ب: "صیاد".

۴ این عبارت را که بین هو تا آب محصور است در نسخه (پ) ندارد.

با و سکون یا و فتح نون) معرب سکبینه و آن صمغی
است • أشج (بضم الف و فتح شین معجمه مشدد) معرب
اشه (بالضم و فتح شین مخفف و مشدد) و آن صمغی
است • خربلدج، معرب خربنده • طلسونج[1]، معرب تلسونه،
و آن شهریست • رازیانج، معرب رازیانه • شطرنج (بالکسر)
معرب چترنگ که لفظ هندیست و چتر بمعنی چار و انگ
[بنون ساکن و کاف مفتوح] بمعنی عضو، چه شطرنج چار رکن دارد،
غیر فرزین و شاه، که آن فیل و شتر و اسب و پیاده است •
چشمیزج، معرب چشمیزه یعنی چاکسو • دروابسج، پیش‌کوههٔ
زین، معرب دروازگاه • نیرنج (بالفتح) معرب نیرنگ • اهلیلج
و هلیلج، معرب هلیله • املج (بر وزن اطلس) معرب
آمله • بلیلج، معرب بلیله • زاج، معرب زاک • کذج (بفتح
کاف و ذال معجمه) معرب کده (بفتح کاف و دال مهمله)
یعنی خانه • زنج، معرب زنگ • زرنج (بفتحتین) معرب
زرنگ، و آن شهریست در سیستان • اسفرنج، معرب اسپرنگ
یا اسفرنگ، و آن شهریست در فرغانه • زرنوج و زرنوق (بالضم)
معرب زرنو، و آن شهریست وراء اوزجند • قلنج (بالکسر
و تشدید نون مفتوح) معرب کلنج (بالکسر و تخفیف نون) •
قبج (بفتح قاف و سکون بای موحده) معرب کبک • زیج
(بالکسر) معرب زیگ • داناج، معرب دانا • بابج، معرب
بابا • شبهج، معرب شبی، یعنی چراغی که شب بپوشند،
و بعضی بمعنی پوستین گفته‌اند • بردج، معرب برده [یعنی بندهٔ که
بغارت آورده باشند][2] • بوشنج، معرب پوشنگ، و بعضی فوشنج
معرب گفته اند، و آن شهریست که الحال پشنگ گویند بنا
کردهٔ پشنگ پدر افراسیاب • بسفاردانج، معرب بسفاردانه، و آن

---

1 طسفونج [؟] رجوع کنید بمعجم البلدان، ج ۳، ص ۵۳۷.
2 این زیادت در (ج) است و مأخذ آن منتخب اللغات (ص ۳۴) است ظاهرا.

گیاهی است• نارنج، معرب نارنگ• اترج و اترنج (بضم الف و راء و تشدید جیم در اول) معرب ترنج• نمریج، معرب نمریده، یعنی گوسفند خصی که موی او را نمریده باشند• برنج (بفتحتین) معرب برنگ، که بهلدی بابرنگ گویند• شهنج، معرب شهه- و شهاج (بالفتح و تشدید با) شهه فروش• لهج (بالفتح) معرب پهک• فیروزج (بالفتح و ضم راء) معرب پیروزه• فیلزهرج، معرب پیلزهره، و آن گیاهی است، که حضض عصارهٔ آنست که بهلدی آنرا "رسوت" گویند• داریج، معرب داری، یعنی کسیکه مهمات خانه به او رجوع باشد• فلنج (بالکسر) معرب پلنگ، و آن پیمانه‌ایست آبهادان را که آب به آن قسمت کنند• کشلج، معرب کشله (و آن بالفتح)، نوعی از ساروغ باشد چنانکه در جهانگیری گفته• فرنج، معرب فرنگ• رسیج، معرب رسه، که بهلدی "پتکری"[1] گویند• مهانج (بالفتح) معرب مهانه و آن شهریست نزدیک دریلند• یارج، معرب یاره• ایارج (بالکسر) معرب ایاره و معناه الدواء الالهی• ونج (بفتحتین) دهی است بلخشب، معرب ونه• تخفاتج، جمع تخفتج معرب تخفته- کذا فی المغرب[2]• زونج، معرب زونه، و ماء الزونج، زوداب که پیش از سرخاب و شاهاب بیرون آید از گل کازیره• بخفتج و رخفتج (بفتح الباء وضمها) معرب پخته• روسختج، معرب روی‌سوخته، ای النحاس المحرق• طباهج (بفتح الهاء)، طعام من بیض ولحم، معرب تباهه• شا[نا]لج[3]، معرب شاپایک، و آن گیاهی است که بونوف [بضمهٔ با و نون] نیز گویند• قوللج، معرب

---

۱ ج: "پتکری".

۲ چاپ حیدرآباد، دکن: "جمع تخفتج ثیاباً و هو تعریب تخته".

۳ ب، و ج: "شالانج"، و آن سهو است

کوللیج • خلنج معرب خلنگ • برزج (کقرطق) معرب پرزه که فرزجه نیز معرب آنست • أبلوج السکر (بالضم) معرب آبلوج (بالمد و القصر) • باطیج السفینة (کسکون) معرب بلوچ (بتخفیف لام) • کسبج (بالضم) معرب کسبه، و آن کنجاره باشد • کستیج (بالضم) معرب کسته[1] و آن پشتارهٔ لیف باشد •

(باب الحاء) مسیح، معرب مشیحا، که به سریانی مبارک را گویند و لهذا "مسیحا" نیز استعمال کنند • تارح (بفتح را) معرب تارخ (بضم را) •

(باب الخاء المعجمة) فرنخ [بفتح هردو فا] معرب فرنه، یعنی خرفه • کامخ، معرب کامه • فرسخ، معرب فرسنگ • زرنیخ (بالکسر) معرب زرنیخ بالفتح •

(باب الدال) نرد، معرب نرده و واضعش اردشیر است و لهذا اورا نردشیر گویند • فرند (بکسرتین و سکون نون) معرب پرند (بالفتح) یعنی جوهر شمشیر و پارچهٔ معروف • کستزود (بفتح کاف و تا و سکون سین و زای معجمه) معرب "کاست و افزود" و آن دفتریست که دران حساب خراج نگاه دارند • لازورد (بکسر زای تازی) معرب لاژورد (بسکون زای فارسی) - و بعضی بضم زای تازی معرب گفته اند، و صحیح اول است، چه بر وزن زورد (بکسر زاء و فتح واو) "البطر" آمده - و بضم اول مهملهٔ نهاده چنانکه محقق شریف در شرح مفتاح گفته - اما "الجورد" مغیر "لازورد" است نه لغت اصلی، چنانچه در "رسالهٔ مغیرات" مبین شده • سجاوند (بالکسر) معرب سگاوند بالفتح، و آن موضعیست از سیستان، زیرا که سگ در آن بسیار

---

[1] ب: "کفته"

است یا آنکه مردم آن موضع را بواسطهٔ بدی "سگ" گفته باشند • اقلید (بالکسر) معرب کلید یا اکلید • قند' معرب کند بحذف نون • باند (بسکون نا) معرب "بانت" و آن شهریست به کرمان قریب بزد' که الحال عوام "بانق" گویند. قال فی القاموس: "الفتح فیه ساکنان" • صغد' معرب سغد. و صاحب قاموس هر کدام را موضعی علیحده گمان برده. و آن محل تأمل است' و تحقیق آنست که سغد دو موضع است و هر دو بستان است' یکی باغستان به سمرقند و دیگر موضعیست بهمان نام از مضافات سمرقند - و ثانی را عرب[1] بصاد معرب کرده اند و اول بسین گذاشته اند' جهة تفرقه - و سغد در اصل بمعنی زمین نشیب است که آب در آن جمع شود • بد (بضم و تشدید دال) معرب بت • برید' معرب "بریدهٔ دم" - و آن در اصل استری است که دم اورا ببرند برای نشان' و بمقدار دو فرسخ نگاهدارند بجهة خبر بردن - و الحال آن شخص را گویند که بر آن سوار شود و خبر برد' بلکه هر نامه بر چالاک را - و مقدار دو فرسخ را نیز گویند • قسبند (بالضم و فتح الباء) معرب گوسپند •

(باب الذال المعجمة) طبرزذ' معرب "تبرزد" یعنی نبات' گویا که اطراف او را به تبر زده اند[2] • زمرذ' معرب زمرد • موبذ (بضم میم و فتح با) معرب "موبد" یعنی دانشمند مغان • هربذ (بکسر ها و با[3]) یعنی نگاهبان آتش •

---

۱ ب: "و ثانی (!) عرب".

۲ کلمهٔ "گویا" از نسخهٔ (پ) ساقط شده است و آن سهو است' چه این عبارت مأخوذ است از قاموس: "کأنه نحت من نواحیه بالفاس".

۳ در اصل هیربذ بیای مجهول و بای مفتوح بوده چون در عربی آنرا بزایی ملحق کرده‌اند ها و با هر دو مکسور شده. هرابذة جمع

جلهند، معرب گلهند• آزاذ معرب آزاد، و آن قسم خرماییست•
أستاذ، معرب أستاد، اساتذه جمع• تلمیذ (بکسر) معرب
تلمید، تلامذه جمع• جنابذ[1] (بضم جیم و کسر بای موحده)
معرب گنابد[2] و آن شهریست معروف که الحال گوناباد
گویند و از آنجاست میرزا قاسم گوناباذی شاعر و مولانا مظفر جنابذی
منجم. و در اصل گنابد نام کوهی است و آن شهر را بنام
آن کوه خوانند[3] چنانکه از شعر فردوسی ظاهر میشود• قباذ
معرب کواد و آن نام پدر نوشیروان است چنانکه در تاریخ
گزیده گفته• فالوذ، معرب پالوده• فولاذ (بالضم) معرب پولاد،
و فالوذ نیز گویند؛ و سیف مفلوذ، یعنی که از فولاد
ساخته باشند• دیبوذ (بفتح دال و سکون یای مثناة و ضم
بای موحده) معرب دوپود. و آن جامه ایست که هر دو رو
علم[4] داشته باشد• کاغذ، معرب کاغد بدال مهمله• موانیذ
الجزیة، بقایاها، جمع مانیذ و هو معرب. کذا فی المغرب•

{باب الراء المهملة} سوسنبر، معرب سیه سنبل•
جوذر (بالضم و سکون همزه و فتح ذال معجمه) معرب گودره
یعنی بچهٔ گاو• سابور، معرب شاپور• الدخدار (بالفتح)
معرب تخت‌دار، و هو ثوب ابیض او اسود. کذا فی
القاموس• جاوشیر، معرب گاوشیر، و آن صمغ درختی
است• فاذ زهر، معرب پادزهر که مخفف آن پازهر است و
معنی آن پاینده و مقاومت کننده با زهر. و بعضی
گفته اند پاد بواو بمعنی شوینده است، و بدین تقدیر
فاوزهر نیز بواو است• شمختر (بالضم) معرب شوم اختر•

---

1 ب : جنابذه. 2 ج : گنابذ.
3 ازینجا تا کلمهٔ «میشود» از نسخهٔ (ج) ساقط شده است.
4 «علم» بفتحتین، یعنی نشان و علامت. و (ب) این کلمه را ندارد.

قلندفیر[1]، معرب کلندهٔ پیر • فیلور، معرب پیلور، فلاوره جمع - و صاحب قاموس جمع آورده و مفرد ذکر نکرده • بغبور (بضم بای اول و ثانی) ملک چین، معرب بغپور بفتح بای اول و ضم دوم و هر دو فارسی، که الحال فغفور گویند و معنی ترکیبی[2] پسر بت • جهر (بالضم) معرب چهره[3] • روزجار، معرب روزگار • دستور (بالضم) معرب دستور بالفتح • طلنجهر (بالکسر معرب تلنجهر بمعنی پاتیله • طباشیر (بالفتح) معرب تباشیر • سدیر (بالفتح) معرب سه‌دیر و آن قصری بود بهرام گور را مشتمل بر سه گنبد که در آن عبادت میکرد - و دیر گنبد باشد • سدر (بالضم و فتح دال مشدد و مخفف) معرب سه‌درک و آن نام بازیی‌ست • سمور (بتشدید میم) معرب سمور بتخفیف میم • تنور (بتشدید نون) معرب تنور بتخفیف نون • شهور (بتشدید ها)[4] معرب شغور بمعنی نفیر • جوهر، معرب گوهر • جوزهر، معرب گوزهر بفتح اول و کسر ثانی • انجر و لنجر، معرب لنگر • اصطخر، معرب استخر، و آن شهری‌ست مشهور که پای تخت سلاطین عجم بوده - و استخر در اصل بمعنی تالاب است و چون تالابی کلان در آن واقع است[5] بدان مسمی گشت • عسکر، معرب لشکر - کذا فی المغرب • نیلوفر، معرب نیلوپل • شبستر (بفتح شین و کسر تا) معرب چوستر، که چبستر نیز گویند، و آن نعی است بر شش گوشگی تهریز • إستار (بالکسر) معرب

---

۱ ج: "قند فیر" و آن خطاست.

۲ ج: "ترکیبی ان".

۳ این قول مصنف صحیح نیست و اصل لفظ جهر بمعنی ظهور و وضوح یقیناً عربی محض است.

۴ القاموس: "تنتور".

۵ ج: "تالابی در حوالی آن واقع بوده".

استهر • نیسابور، معرب نشاپور[۱] • شاکر، معرب چاکر • خهار شلهر، معرب خهارچلهر • نرجار (بالکسر) معرب پرگار • زنجار (بالکسر) معرب زنگار • شلنجار (بالکسر) معرب شلنگار بالفتح و کاف فارسی و آن گیاهی است، که برگش سیاه و بیخش سبز است • ریصار (بالکسر) معرب ریچار • صلهر، معرب سهل • نهر (بضم) معرب پهر، و آن مدرسهٔ یهودان است • هزار، معرب هزار دستان • جلهار (بضم) معرب گلهار، و آن محله‌ایست باصفهان و سادات جلهاریه معروف اند • جلنار (بضم و فتح لام مشدد و مخفف) معرب گلنار •

(باب الزاء) الدرز، معرب درز- فی القاموس: درز الثوب معروف معرب - و ازین جهة در فارسی سوزن را "درزن" و ریسمان سوزن را "درزنان" و خیاط را "درزی" گویند، و این درزنان بمعنی رشته ملسوبست بدرزن - و الف و نون جمع نیست و "ابناء الدرز" شپش را گویند زیراکه درمیان درزها پنهان میشود • قز (بالفتح و بتشدید زاء) معرب کژ، بالفتح و زای مخفف فارسی در آخر، بمعنی ابریشم خام - و ازین ماخوذ است کژاکند بمعنی جامهٔ که به کژ آکند کنند برای روز جنگ و همچنین کژین بمعنی کجیم که عوام کجیم گویند • جربز و قربز، معرب گربز و بین اختلاف بنابر آنست که بعضی گربز بکاف فارسی و بعضی بکاف تازی گفته اند- معرب اول جربز و معرب ثانی قربز - و عربان از لفظ جربز مصدر و فعل اخذ کنند؛ یقال: جربز یجربز جربزة چون: هندس یهندس هندسة • دهلیز (بالکسر) معرب دهلیز بالفتح • جلوز (بکسر جیم و تشدید لام مفتوح) معرب گلوز بمعنی فندق • جلغوز، بروزن فردوس، معرب چلغوزة، بکسر جیم فارسی و ...

---

[۱] : "نیشا پور" •

واو مجهول و آن درخت صنوبر کبار است و بواسطهٔ بسهاری فوز آنرا "چلغوزه" گویند؛ [و بر ثمر آن إطلاق یافته چنانچه مشهور است[۱]] • جوز، معرب گوز • شونیز، معرب شلیز یا شنیز[۲] (هر دو بشین معجمه یا مهمله) بمعنی سیاهدانه • جلواز (بالکسر) معرب جلویز بالفتح بمعنی پیادهٔ کوتوال • هنداز (بالکسر) معرب اندازه - و بعد از تعریب، ازان مصدر و اسما اخذ کنند[۳] چون هندزه، و مهندز - و چون در کلام عرب بعد دال زا نمی آید ازین جهة زای هندزه و مهندز را بسین بدل کردند، چنانکه مشهور و بر زبانها مذکور است • قفیز، معرب کفیز • قهندز، معرب کهن‌دز، و همچنین قلندز معرب آنست یا مخفف قهندز • جرز (بالضم) معرب گرز • نیروز (بالفتح) معرب نوروز • فیروز (بفتح فا وضم را) معرب پیروز - فیروز آباد، معرب پیروز آباد، یا فیروز آباد (بالکسر) که مغیر است •

(باب السین) دختلوس و دختنوس، بر وزن عضرفوط، نام دختر لقیط بن زراره، معرب دخترنوس[۴] که نام دختر کسری است و لقیط دختر خود را موسوم بنام او کرده - کذا فی القاموس - و بخاطر میرسد که معرب دخترنوش باشد، چه نام دختر کسری چنین سماع شده[۵] • فهرس

۱ (ج) این عبارت را که فرسیان در کتاب محصور است ندارد.
۲ در (ج) این دو لفظ ساقط شده است
۳ ج : "کرده اند".
۴ ج : "نوش" بشین معجمه و آن اسم است.
۵ قاموس (المطبعة الميمنية) : "اصلها دخترنوش ... سماها ابوها باسم ابنة کسری". شاید که از نسخهٔ که پیش مؤلف رساله بوده چیزی از این عبارت ساقط بوده است.

(بالکسر) معرب فهرست • فردوس، معرب پردوس- کذا فی تاریخ ابلق- و در قاموس گوید: فردوس بستانی که درو بود آنچه در همه بستانها باشد و عربی است یا رومی و سریانی که بعربی نقل کرده اند، و نیز گفته[1] که فردسة بمعنی سعة و فراخی است و منه الفردوس • سندس (بالضم[2])، صاحب قاموس گوید که معرب است بلا خلاف، اما نگفته است که در اصل چه بوده و کدام زبان بوده • مجوس، معرب منج‌گوش بمعنی صغیر الاذن، و چون واضع دین مجوسان مردی خردگوش بود بدین لقب مشهور شد • کرباس (بالکسر) معرب کرپاس (بالفتح)، چه فعلال بالفتح از غیر مضاعف در کلام عرب نیامده • کوس (بالضم و واو معروف) معرب کوس بواو مجهول • بوس (بالضم) معرب بوسه و بوس، لیکن واو در فارسی مجهول است و در عربی معروف بر قیاس کوس • قیس (بالفتح) معرب کیش بیای مجهوله، و آن جزیره ایست به بحر عمان • برجیس (بالکسر) معرب برجیس بالفتح، چه فعلیل بالفتح در کلام عرب نیامده • دبوس (بتشدید با) معرب دبوس (بتخفیف با) بمعنی گرز • قابوس، معرب کاووس • تفلیس (بالفتح، وقیل بالکسر) معرب تپلیس بالکسر، و آن شهریست معروف به گرجستان، آباد. گرچه نوشته - و اختلاف فتح و کسر بنا بر آنست که در اصل لفظ فارسی بکسر تا است- چون تفعیل در کلام عرب بسیار است این لفظ را تفعیل اعتبار کنند و تا زائده دانند پس کسر اصل بفتح بدل کنند- و بعضی این را فعلیل دانند و تا را اصلی گویند، پس کسر را بحال خود

---

1 : "گفته اند" و آن صحیح نیست، چه قائل "گفته" صاحب قاموس است.

2 و بضم ابدال ایضاً

دارند. و صاحب قاموس یکجا کسر را بعامه نسبت داده و جای دیگر کسر را نیز درست دانسته[1] • طموس (بالضم و فتح میم[2]) معرب تمیشه، و آن بیشه ایست در مازندان[3] که شکارگاه ملوک فرس بوده. بنا برآن عمارت بسیار در آن شد و حکم شهر بهمرسانید • باذغیس[4] معرب بادخیز، و آن دهیست چند[5] از هراة • ریباس، معرب ریواج • جاروس، معرب گاورس • قسیس (بکسر قاف و تشدید سین اول) معرب کشیش • جاموس، معرب گاومیش، یا گامیش[6] که مخفف گاومیش است • طوس، معرب توس، و آن شهریست مشهور در خراسان، بنا کردهٔ توس بن نوذر. و متأخرین عجم رعایت فرس نموده این کلمه را بهردو معنی[7] بطاء حطی نویسند بنابر اشتباه تا به یاء و باء و نون. و همچنین نویسند در اکثر کلماتی که محل اشتباه است چون غلطیدن و طپیدن و طپانچه و مانند آن که بطاء حطی نویسند، با آنکه بتاء قرشت است، جهة دفع اشتباه • طبس (بفتح طا و با) معرب تبس، و آن شهریست معروف در خراسان • طبرس (بفتح طا و با) معرب تبرس، و آن منزلیست میان کاشان و اصفهان، و الحال

---

۱ یعنی تحت «قس».

۲ و بفتح اول و کسر ثانی نیز آمده.

۳ یعنی مازندران، چه «مازند» مخفف «مازندر» باشد.

۴ در هر دو نسخه بدال مهمله، و صحیح بمعجمه است چنانکه در منتخب اللغات و قاموس است.

۵ ج: «دهی چند است».

۶ نسخهٔ (ب): «گارمیش» و آن سهو است ظاهراً، و از (ج) این کلمات از «یا» تا «گارمیش است» ساقط شده است.

۷ مقصود مؤلف آنست که یکی لغت عربی «طوس» است بمعنی دوام الشیء و دیگری نام شهری (رجوع کنید بمنتخب).

از آن نشانی نیست • فارس (بکسر راء) معرب پارس بسکون راء • فیثاغورس ، معرب پیثاگورس ، بواو معدوله • جالینوس ، معرب گالینوس ، بواو معدوله ، و قالینوس نیز گویند [۱] • مغناطیس [۲] ، معرب مگناتیس که یونانیست و چون در زبان یونانی الف و یاء ظهر ملفوظ است عرب گاهی هر دو را ملفوظ اعتبار کنند و معربش مغناطیس گویند ، و گاهی هر دو را حذف کنند و معربش مغنطس گویند و گاهی اول را حذف کنند و مغنطیس گویند اما ثانی را حذف نکنند ، چه صیغهٔ [۳] مغناطس در کلام عرب نیامده • ماس ، معرب الماس • قومس (بالضم) معرب کومس ، و آن ولایتی است که دامغان و سمنان از آنجمله است • کندس (بضم کاف و دال) معرب کندشه ، و آن بلیخ گیاهی است که عطسه آرد - کذا فی الاختیارات •

(باب الشین) خش (بالضم و تشدید شین) معرب خوش - کذا فی القاموس • مرزنجوش ، معرب مرزنگوش • مردقوش (بالفتح) معرب مردهگوش [۴] مرادف مرزنگوش [۵] (هر دو بیک معنی است) [۶] و آن قسم ریحانیست خوشبو - و قیاس در ثانی آن بود که بضم میم باشد اما فتح برای آن دادند که این وزن در کلام عرب شایع است •

---

١ ج : "گفته اند"

٢ در (ج) جمله اشکال این کلمه بقاف است ، والصواب بالغین (رجوع کنید بمنتخب)

٣ (ج) کلمهٔ "صیغه" را ندارد -

۴ ج : "مرزهٔ گوش" -

٥ ب : "مراد مرزف نگوش" (کذا!)

٦ ب : "هر ... است" - ظاهراً این فقره برای تشریح لفظ "مرادف" در نسخهٔ منقول عنه بین السطور نوشته بود و کاتب نسخهٔ (ب) آنرا جزء متن یقین کرده در آن داخل کرده است -

شاش ، معرب چاچ ، و آن شهریست که اتصال تاشکند گویند • برخاش (بالکسر) معرب پرخاش •[چه افعال بالفتح از غیر مضاعف در کلام عرب نیامده]• قفش ، معرب کفش • فلنجلوش ، معرب پلنجلوش ، و آن معجونیست مرکب از پلنج جزو که بجهة تقویت دل سازند •

(باب الصاد) بلوص ، معرب بلوچ ، و آن طائفه ایست که در نواحی ملک سند و قندهار میباشند • شص (بالکسر و تشدید صاد) معرب شست • تطریص (بالکسر) معرب تیریز ، یقال الدخریص ایضاً • خرص (بالکسر) - قال فی القاموس : ولعله معرب خرس • جص (بالفتح و تشدید الصاد) معرب گچ •

(باب الطاء) زط (بالضم و تشدید طا) معرب جت [بالفتح] و آن طائفه ایست که در نواحی ملک سند میباشند • بربط ، معرب بربت یعنی سینهٔ بط ، زیرا که شبیه است بدان • بط (بالفتح و تشدید طا) معرب بت [بالفتح] • نفط (بالفتح ، والکسر افصح) معرب نفت بالفتح • [1]

[(باب العین) سُقرقع بضم سین و قاف[2] معرب سکرکه ، و آن نبیذ ارزن باشد بزبان حبشه]

(باب الفاء) شاروف ، معرب جاروب • جزاف (بالضم) معرب گزاف ، و عرب ، بعد از تعریب ، از آن اخذ مصدر

---

۱ ازین ببعد در (ب) ، که نسخهٔ اساس است ، باب‌الفاء شروع میشود و باب‌العین ازآن بکلی مفقود است و لهذا آن باب را از (ج) گرفته‌ام که بین دو قلاب محصور است .

۲ ج : "بفتح سین و قاف" . و الصحیح : بضم سین و قاف اول و فتح قاف ثانی (رجوع کنید بقاموس) .

و اعمال کنند چون جازف یجازف مجازفة و جُزافاً بالکسر ● شلجرف، معرب شلگرف. و شلجرف زابلی سیلدر و اگویند[۱] ● نسف (بفتحتین) معرب نخشب ●

(باب القاف) نیفق (بالفتح) معرب نیفه ● ترخشقوق (بفتحتین و سکون خا) معرب تلخ‌چکوک، و آن گیاهی است ● جرموق (بالضم) معرب سرموزه ● جروهق (بالضم) معرب گروهه یعنی گلوله ● فوزق (بالضم) معرب فوزه ● جوزق (بالفتح) معرب گوزه بمعنی فوزهٔ پنبه و فوزهٔ کرکلار ● جلاهق (بالضم) معرب جلاهه، و آن در اصل بمعنی گلولهٔ ریسمان است و بمجاز جولاهه را گویند ● فالوذق، معرب پالوده ● رستاق (بالضم) معرب روستا ● ابریق (بالکسر) معرب آبری، که مخفف آبریز است ● بورق، معرب بوره، که بهندی سهاکه گویند. و بورهٔ ارمنی قسمی از آن است و آن را بتازی نطرون گویند ● بیهق (بالفتح) معرب بیهه و آن دهی و ملکی است معروف. کذا فی تاریخ بیهق ● بشبق (بفتح هر دو با و سکون شین معجمه) معرب بشبه، و آن دهی است به مرو. کذا فی الانساب[۲] و صاحب قاموس "بشبه" آورده و بایستی که بشبق که معرب آنست، ذکر کردی[۳] ● خرق (بفتحتین) معرب خره، و آن نیز دهی است به مرو ● جوسق (بفتح جیم و سین مهمله) معرب

---

۱ «سندور» کلمهٔ هندی است و «سندر» مخفف آن.

۲ الانساب للسمعانی (طبع لاکس) ورق ۸۲، و آنجا «بشقه» غلط است و صحیح «بشبه» است.

۳ این اعتراض نیز وارد است چه بشبه نیز در کلام عرب آمده است (رجوع کنید بمعجم البلدان، ج ۱، ص ۶۲۸.)

کشک • خیوق (بالکسر و فتح الواو [۱]) معرب خیوه و آن قصبه‌ایست از خوارزم که شیخ نجم الدین کبری از آنجا است • سرمق (بالفتح) معرب سرمک، و آن گیاهی است نافع • زنبق معرب زنبه و آن گلیست معروف • داق (بفتحتین) معرب دله و آن روباه است • دمسق (بالکسر و فتح میم مهمله) معرب دمسه و آن قسم ابریشم است • زرق (بالضم و تشدید راء مفتوح) معرب زره [براء مشدد] مرادف جره • طابق معرب تاوه یا تابه • لقانق (بالضم و کسر نون) معرب لکانه بالفتح و آن چرب روده است • وزدق [۲] و ستق معرب سته - و فی المغرب: الرزدق الصف و فی الواقعات: ستق الصفارین و الحجامین. انتهی - و ظاهرا که اول معرب رزده است مرادف رسته • منجلوق (بالفتح والکسر) معرب منجلیک [۳] • جوالق (بالضم و کسر لام) معرب جوال - جوالق (بالفتح و کسر اللام) جمع آن • دانق معرب دانک • قرطق معرب کرته • یلمق معرب یلمه • تربق معرب کربه مرادف کلمه • دیزق (بالفتح) معرب دیزه یعنی سیاه • باذق (بفتح ذال معجمه) معرب باده • بیذق (بالفتح) معرب پیاده • طربق (بالفتح) معرب تربه [۴] یعنی ترف که به ترکی قراقروت [۵] گویند • دورق (بالفتح) معرب

---

۱ "بفتح اوله و قد یکسر و سکون ثانیه و فتح الواو و آخره قاف ...... و اهل خوارزم یقولون خیوه [بالکسر] و ینسبون إلیه الخیوقی" [بکسر الخاء] - رجوع کنید بمعجم البلدان ج ۲، ص ۵۱۲ -

۲ هر دو نسخه: "زردق" را اصحیح بتقدیم الراء المهملة -

۳ ب: "منجنیق"

۴ هر دو نسخه (بیای تازی)؛ رشیدی: "ترب، تربک، تربه، ترف (... بای فارسی و فا)" -

۵ ترا بمعنی سیاه؛ و قروت، جغرات باشد -

دوره؛ یعنی سبوی دسته‌دار؛ و از فرهنگها و اشعار فارسی بمعنی قدیم ظاهر میشود. خسرو گوید:

سالها می ده که امروزم سر دیوانگیست
دوره پر گردان که مرگم از تهی پیمانگیست[1]

و سوزنی گوید:

آن دوره گوش سرخم سیکی فروش دزد
از هر خمی عصیری ده دوره نوش کرد

وله:

خری؛ سبوی‌سری؛ دوره‌گوش خم پهلو
کماسه‌پشت؛ کدوگردنی؛[2] تگاو گلو[3]

اما صاحب قاموس اشعار بتعریب لفظ دورق نکرده. پس ممکن است که دورق معرب دوره نباشد و در عربی بمعنی سبو باشد[4] والله اعلم * زیبق (بالکسر) معرب ژیوه مرادف جیوه یعنی سیماب * برق (بفتحتین) معرب بره * باشق (بفتح شین و کسر آن) معرب باشه * خردق (بالفتح) معرب خورده یعنی شوربا. و صاحب قاموس معرب گفته و تعیین نکرده * فستق (بالضم) معرب پسته * بهق (بالفتح) معرب بیهک. کذا قیل؛ لیکن در تاریخ بیهق معرب بیهه گفته چنانچه گذشت * ابلق؛ معرب ابلک * راوق (بفتح واو) معرب راوک. و فی القاموس: الراووق المصفاة و الباطیة و ناجود الشراب الذی یروّق به و الکاس بعینها. انتهی. پس ظاهر شد که عربی راووق است نه راوق؛ اما صاحب

---

۱ رجوع کنید برشیدی تحت کلمه (دوره). و در (پ) ازین جا تا «وله» ساقط شده است و بجای آن «سوزنی گوید خری... تا تگاو گلو» را دارد.

۲ هر دو نسخه: «گردن»، و آن سهو است.

۳ رجوع کنید برشیدی تحت کلمة (تگاو).

۴ این ظن مؤلف خلاف قیاس است چه «دورق» بنائی در کلام عرب ندارد.

قاموس تصریح بتعریب نکرده - و حق آنست که راووق معرب راوک است، چون هارون معرب هارن؛ چه فاعل بفتح عین در کلام عرب نادر است - و راوق مغیر راوک است نه معرب آن - [و ظاهرا ابلق نیز عربیست، و ابلک مغیر آن؛ و همچنین بیک مغیر بیق است نه آنکه بیق و ابلق معرب اند][1] * أشق (بالضم و فتح شین مشدد) معرب أشه (بالضم و فتح شین مشدد و مخفف) و آن صمغی است چنانکه در "أشج" گذشت * قاق، معرب کاک - اما حق آنست که "قاق" عربی نیست؛ و فارسی زبانان که میخواهند بصرح حرف زنند "کاک" را "قاق" گویند[2] * سذق (بفتح سین و ذال معجمه) معرب سده و آن روز جشن مغان است * فرانق (بالضم و کسر نون) معرب پروانک مرادف پروانه و آن حیوانیست که پیشاپیش شیر میرود و فریاد میکند تا بدانند که شیر می آید * شوبق (بضم شین معجمه و فتح بای موحده) معرب چوبه، که بدان نان پهن کنند، مرادف "صوبج" مرقوم * إستبرق، معرب استبره، کذا في القاموس - و در قاموس گفته که آن دیباج گنده است و معرب استروه است * شانق، معرب شانه * ابزق و انزق و ارزق، هر سه بر وزن افعل، معرب آبزه و آنزه و آوزه - این "آب" و "آو" مرادف آب است، و زه (بفتح زا) بمعنی ترشح و معنی ترکیبی: زمینی که آب از آن می زهد یعنی اندک اندک میتراود[3] - و لغت اول در کتب لغة حلقیه مذکور است - اما در بعضی کتب[4] بذال معجمه است و در بعضی بزاء معجمه، اما ثانی بقاعدهٔ تعریب، که در مقدمه

---

1 لا (ج) این عبارت مفقود است. 2 ج: "کاف را ناف"
3 ب: "یعنی اندک می تراود" 4 ج: "نسخ"

مذکور شد اقرب است * و لغت ثالث اگرچه در کتابی یافته نشد اما "اوارق" که جمع اوست یافته شد : قالوا النهر الصغیر یدفق ماءه و لا ینفذ الی المفاوز والاوارق - و فی المغرب : الاوارق معرب اوازه و هو مطمئن من الارض یجتمع فیها ماء السیول و غیره و منه قولهم النهر الصغیر الخ[1] - و درین تأمل است چه "اوازه" بدین معنی در کتب لغت فارسی یافته نشد و ذکر "مفاوز" نیز اقتضا میکند که "اوارق" جمع باشد نه مفرد * خلدق (بالفتح) معرب کلده * طاق معرب تاک یعنی طاق خانه و معرب "تا" یعنی ضد جفت * نرمق معرب نرمه یعنی نازک و نرم * زرنق (بالکسر) معرب زرنیخ بالفتح * دمق (بفتحتین) معرب دمه یعنی باد و برف * زندیق (بالکسر) معرب زندی [بفتح و چون بنابر قاعدهٔ که در مقدمه گذشت قاف تعریب در آخر زیاده شد * و فعلیل بفتح در کلام عرب نیامده راء را کسر دادند[2]] و فی القاموس : معرب "زن دین" ای دین المرأة * دیسق (بالفتح) خوان نقره که بر آن طعام گذارند و صاحب صحاح گفته معرب است - و صاحب قاموس معرب طشتخوان گفته و درین تأمل است *

(باب الکاف) کمک معرب کاک یعنی نان تنک * نیزک (بالفتح) معرب نیزهک[3] و نیازک جمع - و فی القاموس :

---

۱ المغرب ج ۱ ص ۲۱ - : "الاوارق تعریب اوازه"

۲ این عبارت که بین دو قلاب محصور است از (پ) نقل شده است - و صورت (ب) اینست که کاتب نسخه بسیاری از عبارات را اولاً حذف کرده بود و هنگام تصحیح آن عبارات را در حاشیه اضافه کرده است - چنانچه اینجا نیز بعد کلمهٔ "زندی" علامت اضافه ثبت است ولی در حاشیهٔ صفحه چیزی درج نیست -

۳ کذا فی (ب) و فی (پ) "نیزهای" ، و الصحیح نیزک بالفارسیة قدیماً

اللهوک، الرمح القصیر[1] - و فی السامی: اللهوک معرب • حسک (بحاء مهمله) معرب خسک، که آنرا خارخسک گویند و بهندی گوکهرو خوانند - و خاری سازند مانند آن، سه پهلو، از آهن و در میدان جنگ اندازند تا اسپ و پیادهٔ دشمن فگار شود، و آنرا نیز بمشابهت آن خسک گویند • طبرک (بفتحتین) معرب تبرک، بسکون بای موحده، و آن قلعه است عموماً و قلعهٔ اصفهان خصوصاً • فلنجمشک و فرنجمشک، معرب پلنگ‌مشک، و آن گیاهی است خوشبو که رنگ پلنگ و بوی مشک دارد •

(باب اللام) فوفل، معرب پوپل • فیل معرب پیل • قرنفل، معرب کرن‌پهول که لفظ هندیست، مرکب از کرن که بمعنی گوش و پهول که بمعنی گل است - و چون زنان هند اکثر آنرا در سوراخ گوش میگذارند تا بسته نشود، به این نام مسمی شده • قربال (بالکسر) معرب غربال بالفتح • سمندل، معرب سمندر - و صاحب قاموس در باب راء گفته که سمندر و سمندر دابه‌ایست - و در باب لام گفته که سمندل مرغی است در هند که به آتش نسوزد - و درین تأمل است بلکه[2] هر دو یکیست و آن حیوانیست مانند موش که از پوستش او[3] رومال سازند - چون چرکین شود، در آتش اندازند تا پاک شود • زندفیل، معرب زنده‌پیل یعنی فیل[4] بزرگ • دل (بالفتح و تشدید لام) معرب دل • زنجبیل، معرب زنگویر • قندیل (بالکسر) معرب کندیل بالفتح • نارجیل، معرب نارگیل • سجیل معرب سنگ گل - [پس هردو کاف فارسی را جیم کردند و اول را ساکن کرده در

---

۱ G : "الصغیر" ۲ G : "هم"
۳ G : "پوست آن" ۴ G : "پیل"

دوم ادغام کردند - پس بواسطهٔ التقاء ساکنین، یعنی نون و جیم اول را حذف کردند - و چون فعاول بفتح فا در کلام عرب نیامده نون را کسر دادند[1] ● جل (بالضم و تشدید لام) معرب گل [بالضم] ● زنبیل (بالکسر) معرب زنبیل بالفتح ● دیبل (بفتح دال و ضم بای موحده) معرب دیبل (بکسر دال و یای مجهول و ضم واو) و آن شهری بوده در قدیم، نزدیک بندر لاهوری، [2] والحال خراب است - و از آنجا محدثین برخاسته‌اند چنانکه در قاموس مذکور است ● لعل، معرب لال، و آن هر چیز سرخ است عموماً و جوهر سرخ قیمتی خصوصاً ● اطریفل، معرب تریفل و آن لفظ هندیست یعنی سه میوه - و اولی آنست که "تری پهل" گوئیم، چه تری بمعنی سه باشد و بمعرب هم نزدیک است چنانکه طرابلس معرب تری‌پلس است یعنی سه شهر، چه در یونانی نیز "تری" بمعنی سه است ● فلفل، معرب پلپل ● انجبیل (بالکسر) معرب انگبین که قلب انگلبین است، یا عکس است. - پس واو و نون حذف کردند. انگبل ماند - پس کاف فارسی به جیم بدل کردند و الف را کسر دادند چه افعیل، بفتح الف، در کلام عرب نیامده ●

(باب المیم) قم (بالضم و تشدید میم) معرب کم،[3] که کلب نیز گویند، و آن شهریست معروف ● بقم (بالفتح و تشدید قاف) معرب بکم ● ابریسم (بالکسر و فتح سین) معرب ابریشم ● هندام (بالکسر) معرب اندام یا هندام بالفتح و این اولی است چنانکه گذشت در مقدمه و ازین مأخوذ است مهندم یعنی اندامدار ● المرهم، آنچه بر جراحت نهند،

---

1. این سطور در (ب) یافته شود 2. "بندر لهوری" (؟)

3. " کم ... که معرب آن قم است و کلب نیز گویند." (رشیدی)

معرب - كذا فی الصراح * صنم، معرب شمن - كذا فی القاموس، و این غلط است چه شمن بت پرست است نه بت و معرب بودن صنم نیز محل تأمل است * ساسم، معرب شیشم و آن درختی است معروف در هند * سلجم، معرب شلگم مرادف شلغم، و بشین معجمه نیز آمده * لجام (بالکسر) معرب لگام بالفتح * صرم (بالفتح) معرب چرم - صرام یعنی چرم گر * برسام (بالکسر) معرب برسام بالفتح - یقال برسم، بالضم و کسر السین، فهو مبرسم بالفتح و کسر السین * خشلام (بالضم) نامیست، معرب خوش‌نام - كذا فی القاموس * درهم [بکسر اول و فتح ثالث]، معرب درم *

(باب النون) صولجان، معرب چوگان یا چولگان * صرملجان (بفتح صاد و میم) معرب چرملگان و آن شهریست * قزوین، معرب کژوین و معنی ترکیبی آن "کج را ببین" است - و وجه تسمیهٔ شهر قزوین بدان در تاریخ گزیده[1] مذکور است * جردبان (بالفتح) معرب گرده بان ای حافظ الرغیف - كذا فی القاموس * جلسان (بالضم و فتح اللام المشددة) معرب گلشن * دکان (بالتشدید) معرب دکان بالتخفیف * باذنجان (بفتح ذال معجمه) معرب بادنگان * هلزمن (کجردحل)، الجماعة، معرب هلجمن، او انجمن، لمجمع الناس - كذا فی القاموس - و تحقیق و تفصیل آن در مقدمه گذشت * تغدان[2] (بفتحتین)، خریطة العطار، معرب[3] - كذا فی الصحاح * سمنجان (بفتحتین) معرب سمنگان، و آن شهریست * اجلقان (بالفتح و کسر نون) معرب آجلگان بالمد و آن دهی است بمرو * ترجمان معرب ترزبان، که کلمه‌چی نیز گویند، تراجمة جمع - و بعد از آن ازو مصدر و افعال و اسما

---

۱ طبع لاندن، ص ۸۳۰، و رجوع کنید بمعجم البلدان ج ۷، ص ۸۸.
۲ ب و ج: "تغدان" و آن غلط است.
۳ ج: "معرب تغدان"، اما "تغدان" هم صحیح نیست.

اخذ کردند چون ترجم یترجم ترجمة فهو مترجم * جربان (بالضم) معرب گریبان * قاسان، معرب کاسان، و آن شهریست بترکستان[1] * قاشان، معرب کاشان * اصفهان و اصبهان، معرب اسپاهان و اسپهان[2] * دوشن (بالفتح) معرب دوژن بالضم * دوزن (بالفتح) هم معرب دوژن بالضم، دوازن جمع - کذا فی المغرب * ماجشون (بضم جیم و شین معجمه) معرب ماه گون * طخارستان[3] (بالضم) معرب تخارستان و آن ملکیست معروف مابین کابل و بلخ - و تخار نام حاکم آن ملک بوده * دیدبان (بفتح هر دو دال) معرب دیدهبان * الدیدبان (و یکسر)، الحوانیت فارسیة - کذا فی القاموس، درایلهٔ جمع * فلجان (بالکسر) معرب پلکان * کشخان (بالفتح و الکسر) معرب کشخان (بالفتح) بمعنی دیوث - و نون بعض بعضی اصلیست و وزنش فعلال، و چون فعلال[4] بفتح اول در لغت عرب از غیر مضاعف نیامده، کسر دهند - و بعضی نون را زائد[5] دانند و وزنش فعلان - و الجماعة تقول فتح[6] یدهند[7] * آذین، کانه معرب آئین و یقال له بالفارسیة خوازه کذا فی المغرب * قطران (بالفتح و کسر طا) معرب کتران بحذف یا * سرقین و سرجین (بالکسر) معرب سرگین * طیلسان (بفتح طا و لام) معرب تالشان به امالة و کسر لام، چه آن پوشش متعارف قوم تالش بوده - و الف و نون برای نسبت است - و عرب تا را بطا بدل کردند جهة اخراج لغة از عجمیت، و فتح دادند طا و لام را، چه فعلان در کلام عرب بسیار است * فارقین، معرب پارگین * فرجون (بالکسر) معرب پرچین * زرفین (بالکسر) معرب زلفی بمعنی زلفی در[8] * فرزان (بالکسر) معرب فرزین

---

۱ (ج) این لغت را ندارد و آن سهو است.

۲ ج: «اصفاهان و اصفهان معرب سپاهان و اسپهان».

۳ ج: «تخارستان». ۴ ج: «فعلان» و آن سهو است ظاهرا.

۵ ج: «نون زائد». ۶ «بفتح» (؟)

۷ ج: «وزنش فعلی و این جماعة لغت فتح دانند».

۸ «زرفین» بالضم و الکسر حلقه و زنجیر در، معرب زرلین بالفتح» (کذا المنتخب) - و زرلین و زلفین و زلفی همه یکیست.

بالفتح • طرازدان (بالکسر) معرب ترازودان بمعنی غلاف ترازو • جرجان (بالضم) معرب گرگان • طبرستان، معرب تبرستان • فیجن، معرب پیگن مرادف پیغن بمعنی سداب و آن گیاهی است معروف • طیوران، معرب تیوران • طهران، معرب تهران • قهرمان، معرب کهرمان • مرزبان (بضم زا) معرب مرزبان بسکون زا بمعنی نگاهدارندهٔ سرحد • جوشقان[1] (بفتح جیم و شین) معرب گوشکان بضم کاف و سکون شین • صغانیان، معرب چغانیان • ارجوان (بالضم) معرب ارگوان مرادف ارغوان • طیسفون (بفتح طا و سین) معرب تیسفون و آن نام شهر مدائن است • سجستان (بالکسر) معرب سگستان بالفتح - و وجه تسمیهٔ آن در سگوند گذشت • سکنجبین (بالکسر) معرب سکنگبین • ترنجبین، معرب ترنگبین • جلنجبین، معرب گلنگبین • خوزان (بالفتح و ضم زا) معرب خوزان بسکون زا • قیروان (بفتح قاف و ضم رای مهمله) معرب کاروان به اماله - و آن شهریست بمغرب زیراکه در آن موضع[2] کاروان فرود می آید • اذربیجان (بر وزن عندلیبان) معرب آذربایگان • صین، معرب چین • موزجان (بالفتح) معرب موزگان • طاجن (بکسر جیم) و طیجن (بوزن حیدر)، تابه، که بر آن چیزی بریان کنند - صاحب قاموس گفته که این هر دو معرب است، اما نگفته که در اصل چه بوده • شاهین، بمعنی مرغ شکاری و بمعنی عمود ترازو، معرب است - کذا فی المغرب، لیکن نگفته که در اصل پارسی چه بوده - و ظاهرا[3] این از آن قسم است که بجنس، بی تغییر، در عربی نقل شده، و اختلاف در احکام است چون الف و لام و انصراف و عدم انصراف - اما شاهین، که در کیمیا و

---

1 والصحیح جوسقان بالمهملة (رجوع کنید بمعجم البلدان، ج ۲، ص ۱۵۲ والانساب، ورق ۱۲۳).

2 ج ۱ "مکان".   3 ب: "ظاهرا گویا".

اصفهان و کاشان فله شالمهه¹ واقع شده؛ بمعنی نی است که شبانان و حاجیان² نوازند؛ و بدین‌معنی نیز معرب است • گازرون (بفتح زا) معرب گازرون بسکون زا؛ چه التقاء ساکنین در فارسی جائز است و در عربی غیر جائز • قبان (بفتح قاف و تشدید با) معرب کپان بالفتح و بای فارسی مخفف و مشدد • قرسطون (بفتحتین و سکون سین) معرب کرستون؛ و آن کپانی بزرگ باشد • ارزن؛ معرب ارژن که ارجن نیز گویند و آن چوبیست معروف که از آن عصا سازند و دشت ارژن بنام آن گویند که درآن درخت ارژن بسیار است • مزدقان (بالفتح) معرب مزدکان - و آن شهریست معروف؛ بنا کردهٔ مزدک • اهون؛ معرب ایون •

(باب الواو) جو (بالفتح و تشدید واو) معرب گو [بالفتح] •

(باب الهاء) ابرقوه؛ معرب ابرکوه و آن شهریست معروف که بر کنار کوه واقع است • قهداله (بالفتح) معرب کهدبا که به نوشابه مشهور است • إنقره (بکسر الف و قاف)³ معرب انکوریه؛ و آن بلده‌ایست معروف بروم که عموریه نیز گویند [بتشدید میم] • جره (بکسرتین) معرب گره؛ و آن دهی است بنواحی گازرون - و چون لفظ ''گره'' بتداول خوب نیست مردم آن طرف او را ''کشان'' گویند و تعبیر بعد آن کنند • سیبویه؛ معرب سیبویه؛ زیرا که رخسارش چون سیب سرخ بود • همچنین: مسکویه معرب مشکویه؛ زیراکه خوش خلق بوده • و همچنین راهویه؛ معرب راهویه؛ زیرا که در راه زائیده بود - بدان که فارسیان واو ساکن و یای مفتوح و های مختفی در آخر کلمات زائد کنند برای نسبت؛ چون ماهویه و شاهویه و شهرویه و نامویه - و گاهی بواو ساکن اکتفا کنند و باقي را حذف نمایند؛ چون شهرو و شاهو- و چون این قسم کلمات را معرب

---

1 ج: "و کتب خالمیه". 2 (پ) "و حاجیان" را ندارد •

3 والصحیح: بفتح الف و کسر قاف •

کنند، واو را مفتوح سازند و یاء را ساکن و هاء را ظاهر، چون سیبویه و راهویه و نفطویه و مسکویه و بابویه و صرویه • و صاحب قاموس چون برین قاعده آگاه نشده، گفته که سیبویه بمعنی "رائحة التفاح" است. و نزد او در اصل "سیب بویه" بوده، و حذف یک با قرار باید داد و با نظائر و امثال مخالف میشود •

جناره (بالکسر) معرب گناره، و آن دهی است میان استرآباد و جرجان. وجه تسمیه آنکه در وسط استرآباد و جرجان واقع است و گوئیا[1] آن ده سامانه[2] و مرز آن بوم است •

(باب الیاء) برنی، معرب برنیک. و آن قسم خرماییست • دار صینی، معرب دار چینی • بوصی (بالضم) معرب بوزی (بزای تازی و فارسی) و آن کشتی ایست خرد که در ولایت سند "بوجی"[3] گویند • بختی (بالضم): آنچه بر آن تکیه کنند، معرب پشتی، و آن بعربی مسند بکسر میم • سجزی (بالکسر) معرب سگزی (بالفتح) - و [این یا][4] یای نسبت نیست - و بعضی گفته اند منسوب بسجستان را سجزی گویند، پس سجزی در اصل سجستانی بوده و یای نسبت است. و این تکلف است •

تمام شد رسالهٔ المعربات

---

1 ب: "گوئیان"

2 "سمانة" (؟) که مخفف آسمانه است. 3 بجیم فارسی.

4 این دو کلمه اینجا از فرهنگ رشیدی (ج ۲، ص ۲۷) نقل شده است.

MAAB 1431
maablib.org

معرّباتِ رشیدی

سیّد عبدالرشید گیارھویں صدی ہجری کا بہت بڑا فرہنگ نویس تھا۔ وہ ٹھٹھہ (صوبہ سندھ) کا رہنے والا تھا اور "منتخب اللغات" (عربی، فارسی) اور "فرہنگِ رشیدی" (فارسی، فارسی) جیسی بلند پایہ اور مستند فرہنگوں کا مؤلف تھا۔ یہ دونوں فرہنگیں گزشتہ تین سو برس سے اہلِ علم میں مقبول ہیں اور بعد کے برصغیر ہی کے نہیں، ایران کے فرہنگ نویسوں نے بھی اِن سے استفادہ کیا ہے۔ طباعت کے رواج کے بعد یہ فرہنگیں بارہا پاک و ہند اور ایران میں شائع ہو چکی ہیں۔

سیّد عبدالرشید نے فارسی زبان میں پہلی مرتبہ عربی میں دخیل الفاظ پر کام کیا اور "معرّباتِ رشیدی" کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں مختلف زبانوں خصوصاً فارسی زبان کے وہ الفاظ مع معانی درج کیے گئے ہیں جو عربی زبان میں داخل ہو کر اسی کا جزو بن چکے ہیں۔

یہ رسالہ نامور عالم ڈاکٹر عبدالستار صدیقی مرحوم نے مرتب کیا تھا۔ اس کا متن چھپ گیا تھا مگر مقدمہ ابھی لکھا نہیں گیا تھا کہ اس کے انتظار میں مطبوعہ اجزا ضائع ہو گئے۔ مطبوعہ متن کا جو نسخہ ڈاکٹر صدیقی کی تحویل میں تھا، اُسے ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی نے از سرِ نو مرتب کیا ہے۔ انھوں نے اس پر مفصل حواشی لکھے ہیں اور متن کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ نیز متعدد اشاریے اور ضمیمے مرتب کیے ہیں۔

ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی نے جس محنت اور اعلیٰ علمی معیار کے ساتھ یہ کام انجام دیا ہے، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ صحیح معنوں میں اپنے جدِ امجد حافظ محمود شیرانی کے علمی وارث ہیں۔

مشفق خواجہ

FAZLEE'S BOOK
معرّباتِ رشیدی
28896